تصانیف جناب مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم مغفور

نمبر سلسلہ	نام کتاب	قیمت	محصول ڈاک
۱	۲	۳	۴
۱	مراۃ العروس } بوجہ شہرت محتاج تشریح نہیں	عہ/	۵/
۲	بنات النعش } عمدہ اور خوش خط ہماری چھپوائی ہوئی فٹ نوٹ میں	عہ/	۵/
۳	توبۃ النصوح } الفاظ کے معنی۔	عہ/	۵/
۴	محصنات۔ دو بیویاں کرنے کا بُرا نتیجہ۔	عہ/	۵/
۵	ایامٰی۔ بیواؤں کی دردناک حالت۔	عہ/	۵/
۶	رویائے صادقہ۔ مذہب کیا چیز ہے۔	عہ/	۵/
۷	ابن الوقت۔ انگریزی طرز کی تقلید کے بُرے نتائج	عہ/	۵/
۸	موعظۂ حسنہ۔ پند و نصائح سے بھرے ہوئے وہ اصلی خطوط جو تعلیم کے زمانہ میں مولانا نے اپنے بیٹے کو لکھے تھے۔	عہ/	۵/
۹	منتخب الحکایات۔ بچوں کیلئے مفید اور نتیجہ خیز کہانیاں مثل حکایات لقمان۔	۸/	۲/
۱۰	چند پند۔ مختلف نصیحت آمیز مضامین بچوں کیلئے	۸/	۳/
۱۱	صرف صغیر۔ قواعد فارسی اردو میں۔	۶/	۳/
۱۲	نصاب خسرو۔ امیر خسروؒ کی پرانی خالق باری بطرز جدید باضافۂ مزید۔ بچوں کے لئے۔	۶/	۳/
۱۳	رسم الخط۔ املا نویسی کے قواعد۔	۶/	۳/
۱۴	مبادی الحکمت۔ علم منطق کا رسالہ عام فہم سلیس اردو میں۔	عہ/	۴/
۱۵	مالابد منہ فی الصرف۔ عربی صرف کی سلیس گرامر اردو میں	۱۳/	۴/
۱۶	مجموعۂ لکچر دو جلد (۳۴ لکچر) صفحہ ۱۱۹۱	عہ/	آ/
۱۷	نظم بے نظیر۔ مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم کی کل نظمیں (۵۳)	عہ/	۵
۱۸	حیات النذیر۔ مولانا کی مفصل سوانح عمری مع فوٹو صفحہ ۶۷۸	سے/	۴/
۱۹	امہات الامہ۔ ازواج مطہرات کے حالات (زیر طبع)	عہ/	۵/

تصانیف خاکسار بشیر الدین احمد کان اللہ لہ ولوالدیہ

نمبر سلسلہ	نام کتاب	قیمت	محصول ڈاک
۱	۲	۳	۴
۱	اقبال دلہن مجلد نقرئی ۱۲/ } لڑکیوں کے لئے اور ہر	عہ/	۵/
۲	حسن معاشرت عہ } عمر کی عورتوں کے لئے	عہ/	۵/
۳	اصلاح معیشت عا } عموماً مراۃ العروس کی طرز	عہ/	۵/
۴	تحت جگر دو حصے ۱۰۳۲ للعہ } کی پڑھنے پڑھانے کے	سے/	۱۱/
۵	فغان اشرف } قابل کتابیں۔	عہ/	۵/
۶	حرز اطفال (بچوں کے لئے) } یہ پانچوں کتابیں	عہ/	۴/
۷	نشاط عمر (جوانوں کے لئے) } حسن اخلاق اور	عہ/	۴/
۸	عصائے پیری (عمر رسیدہ لوگوں کیلئے) } انسانی تخلیق کے	عہ	۴/
۹	بچوں سے دو دو باتیں (لڑکیوں کیلئے) } عجیب و غریب حالات	عہ/	۴/
۱۰	شمع ہدایت (سب کے لئے) } پر ہیں۔	عہ/	۵/
۱۱	عزم بالجزم۔ استقامت ارادہ پر ایک مختصر مگر چٹپٹا قصہ	۴/	۳/
۱۲	مثنوی درد دل۔ سچا اور دردناک واقعہ۔	۸/	۴/
۱۳	واقعات مملکت بیجاپور (دکن کی مکمل تاریخ) تین جلد صفحہ ۱۲۷۵۔ فوٹو (۶۰) قابل دید۔ مجلد نقرئی یکجا۔	عے / عے	۵/ / آ/ / عہ/
۱۴	واقعات دار الحکومت دہلی۔ دہلی کی نہایت مکمل اور مبسوط تاریخ (۱۵۵۰) برس قبل مسیح سے آج تک کی (صفحہ ۲۵۶۶) تین جلد عمارات کے نقشے (۹) فوٹو (۲۰۹) سرکار سے ایک ہزار روپیہ انعام ملا ہے قیمت ہر سہ حصص۔ ہر حصہ علیحدہ علیحدہ نہایت خوبصورتی سے مجلد	۱۵ / ۱۶ / ۸/	۱۲/ / عا/
۱۵	تمثل الامثال (زیر طبع) اردو کے کل محاورات بطرز لغت اسپلیاں چیستانیں، دوہرے بصراحت موقعہ محل استعمال ایک نادر کتاب دو جلد ضخیم تقطیع ۲۲×۲۹ قیمت تخمیناً عہ اپنا نام پہلے سے درج رجسٹر کرا لیجئے۔		

بشیر الدین احمد تعلقہ دار کھاری باؤلی دہلی

جناب شمس العلما مولوی حافظ نذیر احمد صاحب ایل ایل ڈی کا

ترجمۃ القرآن

قرآن دو صفحہ یہ قرآن ۲۲×۲۹ کی تقطیع پر دو صفحہ چھاپا گیا ہی کاغذ نہایت عمدہ سفید اور دبیز لگایا گیا ہی خط بہت پاکیزہ ہی۔ اول میں ایک دیباچہ ایک مجمل فہرست کہ وہ انڈکس ہے مفصل فہرست کا اور ایک ۸۴ بڑے صفحوں کی مفصل فہرست لگائی گئی ہی محشی غیر مجلد ہدیہ [illegible] مجلد ہدیہ [illegible] محصول ڈاک [illegible] (صفحہ ۸۰۶)

جامع المصاحف محشی ترجمہ بین السطور سفید چکنا کاغذ تقطیع ۲۲×۲۹ - بڑے قرآن سے چھوٹا اور حمائل سے بڑا - کثرت سے اس کی مانگ ہی دیباچہ صفحہ ۱۸ - فہرست مضامین صفحہ ۷۴ - فہرست رکوعات و آیات قرآنی تا صفحہ (۵۰) پیغمبر صاحب صلعم کے متعلق چند مفید باتیں تا صفحہ ۵۶ - اصل کلام مجید صفحہ ۶۴۳ - رموز و اوقاف قرآن مجید تا صفحہ ۶۴۴ - غیر مجلد [illegible] مجلد [illegible] محصول ڈاک [illegible]

قرآن چو صفحہ مع ترجمہ بالمقابل غرائب القرآن یہ ۲۲×۲۹ کی تقطیع پر چو صفحہ چھاپا گیا ہی - نسخ و نستعلیق کے دونوں خط نہایت صاف ستھرے پاکیزہ جلی ہیں ایک صفحہ پر متن قرآن اور دوسرے پر ترجمہ ہی ترجمے والے صفحہ کے حاشیے پر فوائد ہیں متن والے صفحہ کے حاشیے پر غرائب القرآن ہی کسی کتاب یا رسالے کا ترجمہ نہیں بلکہ خود مترجم کا تتبع اور استنباط ہی کہ قرآن کے مشکل لفظوں کو جمع کرکے انکے متعلق صرفی نحوی - لغوی معانی - ادبی غرض کہ ہر طرح کی اور ہر شخص کی حالت کے مناسب تحقیق کی ہی اور اس خوبی سے کی ہی کہ ہر شخص خواہ وہ کسی مذاق کا ہو اپنے مذاق کے مطابق متمتع ہو سکتا ہی ابتدا میں دیباچہ اور نہایت مفید و سہل فہرست ہی ہمارے خیال میں قرآن کا یہ ایڈیشن اگلے سب ایڈیشنوں سے بہتر اور مفید ثابت ہوگا کیونکہ ان میں زیادہ حصہ عام ترجمہ خوانوں کا تھا اور اس میں زیادہ حصہ طلبا اور متوسط تعلیم یافتوں کا قیمت کاغذ سفید بے جلد [illegible] مجلد [illegible] محصول [illegible] کاغذ حنائی [illegible]

حمائل محشی ترجمہ بین السطور یہ حمائل ۱۶×۲۲ کی تقطیع پر آٹھ صفحی چھاپی گئی ہی کاغذ نہایت سفید چکنا اور اصل ولایتی ہی بین السطور میں ترجمہ ہی اور متن پر نہایت خوش نما حنا کرائی گئی ہی ابتدا میں ایک مختصر تمہید یا دیباچہ اور چونسٹھ صفحہ کی مفصل فہرست ہی جس کے دیکھتے ہی تمام مضامین قرآن ذہن نشین ہو جاتے ہیں اور پڑھنے والا فوراً معلوم کر سکتا ہی کہ قرآن میں اس قدر مطالب موجود ہیں پھر وہ جونسا مطلب قرآن میں دیکھنا چاہے بے تامل نکال کر دیکھ سکتا ہی کیونکہ فہرست میں ہر ہر مضمون کے لیئے ایک ایک عنوان قائم کیا ہی موٹے حرفوں میں لکھا ہوا جس عنوان میں اس کے مطالب کی صراحت ہے وہیں قرآن کی آیت من اولہ الی آخرہ کرکے لکھ دی گئی ہی اور ساتھ ہی پارے اور سورت اور رکوع کے نشانات بھی لگا دیئے گئے ہیں جس کے پتے سے ٹھیک وہی آیت نکل سکتی ہی جس میں اس کے مطلب کی بات ہی غیر مجلد [illegible] مجلد [illegible] محصول [illegible]

دہ سورہ مترجم صفحہ ۱۴۴ حمائل کی تقطیع - وظیفے کے لیئے سفر و حضر کے لیئے بہت بکار آمد ہی - ہر سورت کی شان نزول تفسیر حروف مقطعات کی بحث اور مختصر نزول وحی اور ترتیب قرآن شریف اور اس کتاب آسمانی کے معناً معجز ہونے کی مدلل بحث [illegible]

ادعیۃ القرآن مترجم ۱۶×۲۲ صفحہ ۱۰۰ اللہ تعالیٰ کی سکھلائی ہوئی ساری دعائیں، ہر حاجت کے وقت بکار آمد تیر بہدف - ہر دعا کے ساتھ مفید مضمون ورد اور وظیفے کے لیئے نہایت بہتر - رنگین ٹائٹل ۱۲ سادہ ٹائٹل ۱۰ محصول [illegible]

مطالب القرآن ۲۲×۲۹ صفحہ ۱۴۴ مولانائے مرحوم کی تفسیر کلام مجید کا پہلا حصہ جو بوجہ وفات مصنف کے ناتمام رہ گیا اور بحالت موجودہ چھاپ دیا گیا قیمت محصول [illegible]

اجتہاد ۲۲×۲۹ صفحہ ۱۶۶ اس میں دلائل عقلیہ اور شواہد مسلمہ سے اسلام کی حقانیت کو ثابت کیا ہی خلاصہ یہ ہی کہ اگر کوئی غیر مسلم [illegible] مسلمان [illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible]

خاتمۃ الطبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جس چاؤ سے ہم نے اس کتاب کے جمع کرنے کا منصوبہ باندھا اُسی نے آخرکار ختم کی خوشی میں کھنڈت کی ہم نے اس کو خدا
کی خاص عنایت سمجھا کہ ہم نے ایسی کتاب کی ضرورت کا احساس کیا۔ ہر چند جستجو کی۔ عربی۔ فارسی۔ اردو میں اس طرح کی
کتاب کا کہیں پتہ نہ لگا۔ مجبوراً اپنے بوتے سے بڑھ کر آپ اس کا بیڑا اُٹھایا۔ شوق متقاضی کہ جو کام برسوں میں ہونے کا ہے
مہینوں میں سرانجام پا جائے۔ مہینوں کا دنوں میں دنوں کا گھڑیوں میں گھڑیوں کا پلکوں میں۔ اور ایسا ہی ہوا کہ مسودے
کی سیاہی سوکھنے نہیں پاتی تھی کہ چھپنے کے لیئے دے دیا جاتا تھا بلکہ بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ چھاپے خانے
والوں کے تقاضے سے مسودہ لکھا گیا ہے۔ ناظرین اپنے دل میں انصاف کریں کہ کہیں ایسی مہتم بالشان تصنیفیں اس
عجلت سے بھی ہوئی ہیں۔ ہم نے بھی اپنی عمر کا معتد بہ حصہ اسی شغل میں گزارا ہے تو اطمینان سے برسوں میں مسودے کیئے
ہیں برسوں مسودے زیرِ نظر رہے ہیں اور اس پر بھی آخری پروف تک اصلاح و ترمیم ہوتی رہی ہے تب کہیں جا کر کتاب
کو صلۂ قبول حاصل ہوا ہے +

اس کتاب کے جمع کرنے میں چار کام کرنے پڑتے تھے۔ اول ہر ایک عنوان کے مناسب قرآن کی آیتوں کا انتخاب۔
دوسرے اسی طرح کی احادیث کا انتخاب۔ تیسرے من المنجم کا تجویز کرنا۔ چوتھے احادیثِ متناقضہ کی توفیق
کام نمبر ۱ تو خیر چنداں مشکل نہ تھا۔ اس واسطے کہ قرآن کوئی ایسی بڑی ضخیم کتاب نہیں۔ علاوہ بریں نمبر ایک و دو
کے دونوں کام مولوی محمد رحیم بخش کے ذمے تھے۔ اور وہ مولوی ہونے کے علاوہ حافظِ قرآن بھی ہیں تو اُن کا
ذہن ہر قسم کی آیت کی طرف آسانی سے منتقل ہو جاتا تھا میں خود بھی خدا کے فضل سے حافظِ قرآن ہوں۔ آیت
خیال پر چڑھ جاتی ہے تو پارے اور سورہ کا پتہ نہیں چلتا اور مولوی محمد رحیم بخش کا حافظہ بلا کا حافظہ ہے کہ آیت
کے خیال کے ساتھ اُن کو پارے اور سورہ اور ربع اور ثلث اور نصف اور رکوع کی تعیین میں ذرا دقت نہیں کرنی
پڑتی۔ ہاں کام نمبر ۲ بوجہ ضخامت کتب احادیث ایک ایک حدیث کے لیئے کوہ کندن و کاہ برآوردن
تھا۔ تو مولوی محمد رحیم بخش کو اس کے لیئے بڑی دیدہ ریزی کرنی پڑی جس کا عاجل صلہ یہ ہے کہ فن حدیث
میں اُن کی نظر ماشاء اللہ بہت وسیع ہو گئی ہے۔ مجھ کو اور کتاب کے پڑھنے والوں کو مولوی محمد رحیم بخش کا شکرگزار
ہونا چاہیئے اور مولوی محمد رحیم بخش کو جمع کتاب کا۔ کام نمبر ۴ کی قدر وہ لوگ کریں گے جو دردِ تصنیف
سے آگاہ ہیں ؎

سخن گفتن و سنگ جاں سفتن است ۔۔۔ نہ ہر کس سزائے سخن گفتن است

فِي قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِيْ سَبْعِيْنَ ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهٗ فِيْهِ ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ نَمْ فَيَقُوْلُ اَرْجِعُ اِلٰى اَهْلِيْ فَاُخْبِرُهُمْ فَيَقُوْلَانِ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ الَّذِيْ لَا يُوْقِظُهٗ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهٖ حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ وَاِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُ مِثْلَهٗ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ فَيُقَالُ لِلْاَرْضِ الْتَئِمِيْ عَلَيْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُهٗ فَلَا يَزَالُ فِيْهَا مُعَذَّبًا حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ۔

ترجمہ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مُردہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اُس کے پاس دو کالے بھجنگ کرنجی آنکھ کے فرشتے آتے ہیں اُن میں سے ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے تو وہ میت سے کہتے ہیں کہ جو شخص خدا کی طرف سے تم پر مبعوث ہوا تھا اُس کے بارے میں تمھارا کیا عقیدہ تھا مُردہ کہتا ہے وہ خدا کے بندے اور اُس کے رسول ہیں (یہ سُن کر فرشتے کہتے ہیں ہمے شک ہیں تمھارے شبہ سے پہلے ہی) معلوم ہو گیا تھا کہ تم یہ جواب دو گے پھر اُس مُردے کے لیئے اُس کی قبر میں ستر سے ستر گز تک فراخی کردی جاتی اور قبر میں اُس کے لیئے روشنی کردی جاتی ہے پھر اُس سے کہا جاتا ہے کہ اب سو رہ یہ کہتا ہے (کہ تو ذرا) میں اپنے لوگوں کے پاس جا کر اس کی خبر کر دوں فرشتے کہتے ہیں نہیں بلکہ تو اُس دولہن کا سا سونا سو جسے اُس کے لوگوں میں سے بجز اُس کے محبوب کے اور کوئی نہیں جگا سکتا (الغرض یہ اُس وقت تک سوتا رہے گا) جب تک خدا اس بچھونے سے اُسے اُٹھائے گا۔ اور اگر وہ منافق ہے تو وہ (فرشتوں کے جواب میں) کہتا ہے جیسا لوگوں کو کہتے سنتا تھا میں بھی ویسا ہی کہتا تھا (درحقیقت) میں نہیں جانتا کہ یہ کون شخص تھے (فرشتے کہتے ہیں ہم تو جانتے تھے کہ تو یہی جواب دے گا چنانچہ زمین کو کہا جاتا ہے کہ اس شخص پر مل جا اور بھینچ ڈال وہ مل جاتی ہے اور مُردے کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر اور اُدھر کی اِدھر نکل آتی ہیں اور وہ اسی عذاب میں اُس وقت تک مبتلا رہتا ہے کہ خدا اس جگہ سے اُسے اُٹھائے ۔

ہم اس تموّل و تنعم میں زندگی بسر کرتے ہیں یہ کہکر زار قطار رونے لگے اور رونے کے پیچھے کھانا تک نہ کھایا حالانکہ سارے دن کے روزہ دار تھے۔

جنازے کے ساتھ چلنے کے آداب

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً وَّحَمَلَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ فَقَدْ قَضٰی مَا عَلَیْهِ مِنْ حَقِّهَا ۔ (ترمذی)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازے کے پیچھے چلا اور اسے تین دفعہ کندھا دے لیا اُس نے جنازے کا حق اپنے اوپر سے ادا کر دیا۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ جَنَازَةٍ فَرَاٰی نَاسًا رُكْبَانًا فَقَالَ اَلَا تَسْتَحْیُوْنَ اِنَّ مَلٰٓئِكَةَ اللّٰهِ عَلٰی اَقْدَامِهِمْ وَاَنْتُمْ عَلٰی ظُهُوْرِ الدَّوَابِّ ۔ (ترمذی)

ثوبان سے روایت ہے کہ ہم لوگ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے کی متابعت میں نکلے پیغمبر صاحب نے کچھ لوگوں کو سوار دیکھ کر فرمایا تمھیں شرم نہیں آتی کہ خدا کے فرشتے تو پیادہ چلے جاتے ہیں اور تم چارپایوں کی پیٹھ پر چڑھے چلے رہے ہو

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِفَرَسٍ مُّعْرَوْرٍ فَرَكِبَهٗ حِیْنَ انْصَرَفَ مِنْ جَنَازَةِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ وَنَحْنُ نَمْشِیْ حَوْلَهٗ ۔ (مسلم)

جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بے زین کا گھوڑا لایا گیا تو آپ اُس پر سوار ہوئے جبکہ ابن دحداح کے جنازے سے واپس تشریف لائے اور ہم صحابی آپ کے ارد گرد چل رہے تھے ف

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جاتیوں کو جنازے کے ساتھ نہیں بلکہ لوٹتیوں کو سواری پر سوار ہو کر آنا درست ہے اور جنازے کے ساتھ چلنے کے متعلق مزید بحث حصہ دوم حقوق میت کے عنوان "جنازے کے ساتھ چلنا" میں گزر چکی وہاں دیکھو ۱۲

(فائدہ جدیدہ) قبر بھی ایک تاریک اور سکڑا گڑھا ہے جسے تم نے بیسیوں دفعہ دیکھا ہوگا اس میں خارج سے نہ روشنی ہی جا سکتی ہو نہ اس کی چوڑان لمبان میں کمی بیشی ہوتی ہے ہاں خدا کی رحمت اور نیک اعمال کی روشنی قبر میں پھیلتی اور خود قبر وسیع ہو جاتی ہے جیسا کہ ترمذی کی ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قُبِرَ الْمَیِّتُ اَتَاهُ مَلَكَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ یُقَالُ لِاَحَدِهِمَا الْمُنْكَرُ وَلِلْاٰخَرِ النَّكِیْرُ فَیَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَیَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ هٰذَا ثُمَّ یُفْسَحُ لَهٗ

ہے کہ خواہی نخواہی ہم لوگوں کو رحم آجاتا ہے۔ خدا کی رحمت پر نظر کرتے ہوئے سبقت رحمتی علی غضبی اس وقت کی توبہ اولی بالقبول ہے قطعہ

بازآ بازآ ہر آنچہ ہستی بازآ	گر کافر و رندے پرستی بازآ
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست	صد بار اگر توبہ شکستی بازآ
الٰہی بحق بنی فاطمہ	کہ بر قول ایماں کنم خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول	من و دست و دامان آل رسول

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

میت کے غسل وتکفین کے آداب

[1] عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَغَالُوْا فِی الْکَفَنِ فَاِنَّہٗ یُسْلَبُ سَلْبًا سَرِیْعًا ۔ (ابوداؤد)	[1] علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) کفن میں غلو نہ کرو (یعنی مُردوں کو گرانبہا کپڑوں میں نہ کفناؤ کیونکہ وہ بہت جلد سلب کر لیا جاتا یعنی پرانا ہو جاتا ہے ف۱
[2] عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ الْکَفَنِ الْحُلَّۃُ وَ خَیْرُ الْاُضْحِیَّۃِ الْکَبْشُ الْاَقْرَنُ ۔ (ابوداؤد)	[2] عبادہ بن صامت جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بہترین کفن جوڑا ف۲ ہے اور بہترین قربانی سینگ دار دُنبہ
[3] عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاہِیْمَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ اُتِیَ بِطَعَامٍ وَّکَانَ صَائِمًا	[3] ابراہیم کے بیٹے سعد اپنے باپ (ابراہیم) سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عوف کے پاس کھانا لایا گیا اور وہ روزے سے تھے

ف۱ اور جب یہ ہے تو نفیس اور گرانبہا کپڑے میں کفنانے کی ضرورت کیا۔ گویا پیغمبر صاحب کا مقصود کفن میں اسراف و تبذیر کرنے کی ممانعت ہے واللہ اعلم ۱۲

ف۲ عربی میں حلہ کہتے ہیں چادر اور تہمد کو اور اسی لیے ہم نے اس کا ترجمہ جوڑا کیا۔ حدیث کے ظاہر لفظوں سے جو مفہوم مترشح ہوتا ہے یہ ہے کہ اگرچہ مُردے کے کفن کے لیے ایک کپڑا بھی کفایت کرتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ دو ہوں اور تین کپڑوں کا ہونا تمام وکمال کا مرتبہ ہے جیسا کہ ہم حصہ دوم حقوق میت کے عنوان "کفن" میں اس کو مفصلاً ذکر کر آئے ہیں توضیح مزید کے لیے اس کو پڑھو ۱۲ ۔

ف۱ میری رحمت میرے غضب پر غالب آچکی ہے ۱۲ ۔

کی وجہ سے اور کچھ اس سے کہ دوسروں کو مرتے دیکھا ہے یقین ہو گیا ہے کہ دنیا میں اب کوئی دم کا مہمان ہوں اور عزیز اقارب دوست آشنا
نوکر چاکر مال و متاع سب کچھ چھوٹتا ہے وظنّ انّہ الفراق کی تکلیف ایک لمحہ چین نہیں لینے دیتی قطعہ ندیدہ کہ چہ سختی رسد بجان کسے کہ
از دہانش بدر مے کنند دندانے * قیاس کن کہ چہ حالت بود دراں ساعت * کہ از وجود عزیزش بدر رود جانے * والتفّت الساق بالساق
سفر البیا درپیش ہے کہ نادیدہ ہونے کے علاوہ کوئی رفیق نہیں اور سفر ہو چکنے پر خدا کے حضور میں حاضر ہونا ہے الیٰ ربک یومئذ المساق
پوری کیفیت تو مرتے ہی پر معلوم ہو گی مگر عقل کہتی ہے کہ اتنی باتیں ہجوم کرتی ہوں گی تو مرنے والے پر جو کچھ گزرتی ہو گی اس کا بیان
مقدور بشر نہیں کیفیت مرگ کے طاری ہوئے بدوں بیان کیا کرے اور طاری ہوئے پیچھے ناطقہ بند ع کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد
حال عدم نہ کچھ کھلا گزری پہ رفتگاں پہ کیا * کوئی حقیقت آن کر کہتا نہیں بری بھلی * زندگی میں بھی آدمی کسی وقت مذہب سے مستغنی
نہیں اور احتضار کے وقت تو خاص کر صرف مذہب تسکین دے سکتا ہے اور بس اسی مصلحت سے مرنے والے کو احتضار کے وقت توحید
کی تلقین کرتے اور یٰس سناتے ہیں موت کو ایک طرح کی نیند سمجھو جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں تو تلقین توحید اور یٰس سنانے کا یہ مطلب کہ
مرنے والا دنیا کے تعلقات سے منقطع ہو کر خدا کی رحمت اور مغفرت کی امید میں جان دے نیند کا قاعدہ ہے کہ جس حالت میں سونا
شروع کیا ہے ساری رات اسی قسم کے خیالات نصب العین رہتے ہیں پس اگر مرنے والا مذہبی خیالات دل میں لے کر مرا ہے تو امید ہے کہ
وہ برزخ کی حالت میں اطمینان سے رہے گا اور اس کی جان بھی آسانی سے نکلے گی اس لیے کہ وہ دوسرے خیالات میں مستغرق ہے اور
احساس تکلیف موقوف ہے توجہ پر۔ توجہ نہیں تو احساس کیوں ہو۔ یٰس کے ساتھ تلقین توبہ کا بھی دستور ہے۔ بادی النظر میں تو یہ دستور کو اچھا
نہ معلوم ہوا کہ کہیں اور گھٹنے کو غصیلنے کا بہانہ ہو جائے اور قرآن کی دو آیتوں نے جو ذیل میں ترجمے سمیت نقل کر دی جاتی ہیں ہمارے
اس خیال کی تائید کی مگر پھر جو خدا اور بندے کے معاملے پر نظر کی اور آیات انّ اللّٰہ ھو التواب الرحیم۔ امر ھو الذی یقبل التوبۃ
عن عبادہ ویعفوا عن السیئات قل یٰعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ ان اللّٰہ یغفر
الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم پر خیال جمایا تو یہی سمجھ میں آیا کہ گو دونوں مفصلہ ذیل آیتیں غصے
کی آیتیں ہیں نعوذ باللّٰہ من غضب اللّٰہ۔ مگر احتضار کی حالت ایسی عجز اور درماندگی کی حالت

---

۱ بے شک اللہ وہی بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ۱۲ ۲ اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور ان کی خطاؤں سے درگزر کرتا ہے ۱۲ ۳ (اے
پیغمبر ان لوگوں سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے (گناہ کرکے) اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو کیونکہ اللہ تمام گناہوں کو معاف
فرماتا ہے (اور) وہ بے شک (بڑا) بخشنے والا مہربان ہے ۱۲ ۴ انّما التوبۃ علی اللّٰہ للذین یعملون السوء بجہالۃ ثم یتوبون من قریب فاولٰئک
یتوب اللّٰہ علیہم وکان اللّٰہ علیما حکیما ۝ ولیست التوبۃ للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدہم الموت قال انی
تبت الئٰن ولا الذین یموتون وہم کفار اولٰئک اعتدنا لہم عذابا الیما ۱۲ ۵

۵ اللہ توبہ (تو) قبول کرتا (ہی) ہے مگر ان ہی لوگوں کی جو نادانی سے کوئی بری حرکت کر بیٹھے پھر جلدی سے توبہ کر لی تو اللہ بھی ایسوں کی توبہ
قبول کر لیتا ہے اور اللہ (سب کا حال) جانتا (اور دنیا اور دین کی مصلحتوں سے) واقف ہے اور ان لوگوں کی توبہ (قبول) نہیں جو (عمر بھر) برے کام کرتے رہے
یہاں تک کہ ان میں سے جب کسی کے سامنے موت آ کھڑی ہو تو لگے کہنے اب میری توبہ اور (اسی طرح) ان کی (توبہ بھی) قبول نہیں جو کافر ہی مر گئے
یہی ہیں جن کے لیے ہم نے عذاب دردناک تیار کر رکھا ہے ۱۲ *

من المترجم - موت کو کبھی نیند سے تعبیر کرتے ہیں اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتِ^۱ نَمْ کَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ^۲ مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا^۳

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایہ تلے	حشر تک سویا کرے گا خاک کے سایہ تلے
سودا کے جو بالیں پہ گیا شور قیامت	خُدّامِ ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے

للمترجم فی مسدس تمام مجد

جاگو کہ شرط باندھ کے مُردوں سے سو چکے	خارِ قنوط راہِ تمنا میں بو چکے
جو کچھ تمہیں خدا نے دیا تھا سو کھو چکے	سُن لینا ایک دن کہ مسلمان ہو چکے
رکھتی ہے اپنا وقت مناسب ہر ایک شے	تسویف تابکے و پس و پیش تابکے

اور کبھی بیداری سے اَلنَّاسُ نِیَامٌ اِذَا مَاتُوْا اِنْتَبَهُوْا

وائے نادانی کہ بعد از مرگ یہ ثابت ہوا	خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا
نسیم غفلت کی چل رہی ہے اُمنڈ رہی ہیں بلا کی نیندیں	کچھ ایسا سوئے ہیں سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے

دونوں تشبیہوں میں ہم کو نیند کی تشبیہ زیادہ برجستہ معلوم ہوتی ہے اور مُردے کو خوابیدہ سے تشبیہ سے زبان زد خاص و عام بھی ہے اور اس سے فشارِ قبر وغیرہ ساری باتیں قریب الفہم ہو جاتی ہیں اور اصل مطلب میں ذرا بھی فرق نہیں آتا۔ ساری مشکل اس کی ہے کہ ہم روح کی حقیقت سے واقف نہیں ہم نہیں جانتے کہ جان کے نکلے پیچھے روح کہاں اور کس حال میں رہتی ہے ہاں مذہب کی تعلیم یہ ہے اور ہمارا دل بھی بلا دلیل اس کو تسلیم کرتا ہے کہ روح کو فنا نہیں۔ اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ ہمارا جزو فطرت ہے فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا۔ پھر عقیدہ بقائے روح کا جزو فطرت انسانی ہونا بجائے خود بقائے روح کا کافی ثبوت ہے بشہادت سے بڑھ کر ثبوتوں میں سب سے قوی ثبوت ہے مشاہدہ یعنی مشاہدہ کہ خارجی ذریعہ ہے یقین کا تو کیوں جزو فطرت ہو یا جو دخلی ذریعہ ہے خارجی ذرائع سے بڑھ کر نہ ہو۔ مشاہدہ اس کے سوا اور کیا کرتا ہے کہ ہمارے دل کو ایک واقعے کی طرف سے مطمئن کرتا ہے اور اگر دل پہلے ہی سے مطمئن ہو تو اس کے لیے مشاہدہ تحصیل حاصل ہے اگرچہ بقائے روح ہمارا علم فطری ہے مگر دُھندلا اور ادھورا ہے۔ مذہب کے سوا تفصیلی حالات کے معلوم کرنے کا ہمارے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں۔ تو جو شخص اسلام کی صداقت کا معتقد ہے اس کو حالاتِ بعد مرگ کے بارے میں چاہیے وہ قبر کے حالات ہوں یا عالم برزخ کے یا اعراف کے یا وزنِ اعمال کے یا دوزخ اور بہشت کے تخمینی پیش لانے کی ضرورت نہیں اس کو اتنا سمجھ لینا بس کرتا ہے کہ یہ تمام باتیں اصل عقیدہ بقائے روح کی فروع ہیں اور اصل عقیدے پر وہ مفطور و مجبول ہے اگر ہم بقائے روح کے قائل نہ ہوں تو انتظامِ دنیا جس کے لیے شریعت وضع کی گئی ہے درہم برہم ہو جائے۔ بڑا ڈر اسی بات کا ہے کہ مرنے سے ہماری ہستی کا خاتمہ نہیں ہوتا اور اُس اگلی ہستی کا کسی طرح کی بھی ہونا بگڑنا اُن اعمال پر موقوف ہے جو ہم اس ہستی میں کر جائیں دنیا کی زندگی میں حقیقتاً یعنی جاں کنی کا وقت بڑا نازک اور اخیر طالب وقت ہے آیہ كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ وَقِيْلَ مَنْ رَاقٍ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمَسَاقُ^۴ اُس حالت کی پوری تصویر ہے نہ صرف مرنے والے کی بلکہ بیمار داروں تک کی۔ بیمار کچھ تو اشتداد مرض

۱ نیند موت کی بہن ہے ۱۲ ۲ تو اسی طرح (آرام سے) سو جس طرح دلہن سوتی ہے ۱۲ ۳ کہ کس نے ہم کو ہماری خوابگاہ سے (جگا) اٹھایا ۱۲ ۴ سو جب جان بدن سے کھنچ کر گلے کی ہنسلی تک آ پہونچے گی اور (مرنے والے کے بیمار دار) چلا اٹھیں گے کہ (ارے) کوئی جھاڑنے والا ہے تو اس کو آ کر جھاڑے اور اس (بیمار) کو یقین ہو جائے گا کہ (اب) یہ (دنیا سے) مفارقت کا وقت ہے اور (جان کنی کی تکلیف سے ایک پاؤں کی) پنڈلی سے پنڈلی لپٹ (لپٹ) جائے گی (اے شخص جب یہ حالتیں پیش آئیں گی) اس دن تجھ کو اپنے پروردگار کی طرف چلنا ہو گا ۱۲

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوْا سُوْرَۃَ یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاکُمْ ✤ (ابوداؤد - ابن ماجہ)

علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) اپنے مُردوں یعنی قریب الموت لوگوں کے پاس بیٹھ کر سورہ یسین پڑھا کرو ✽

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ وَھُوَ یَمُوْتُ فَقُلْتُ اِقْرَاْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ

مُنکدر کے بیٹے محمد کہتے ہیں کہ میں جابر بن عبداللہ کے پاس اُس وقت گیا جب کہ وہ فوت ہونے والے تھے میں نے اُن سے کہا کہ تم جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام عرض کر دینا

✽ محتضر کے سامنے سورہ یسین پڑھنے کی تخصیص اس سے ہے کہ اس سورت میں شریعت اسلامی کی تعلیم کا خلاصہ مذکور ہے اور اسی وجہ سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت کو قلب قرآن فرمایا ہے جیسا کہ ترمذی میں حضرت انس سے آیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ قَلْبًا وَقَلْبُ الْقُرْاٰنِ یٰسٓ وَمَنْ قَرَاَ یٰسٓ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِقِرَاءَتِھَا قِرَاءَۃَ الْقُرْاٰنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ یعنی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت کو قلب قرآن فرمایا ہر چیز کا دل ہوتا ہے قرآن کا دل سورہ یٰس ہے اور جو شخص سورہ یٰس پڑھتا ہے خدائے تعالیٰ اُس کے لیے اس کے پڑھنے کی وجہ سے دس دفعہ قرآن پڑھنے کا ثواب لکھتا ہے۔ شراح احادیث نے اس حدیث کے تحت میں لکھا ہے کہ دل سے مراد خلاصہ اور لُب لباب ہے کیونکہ ہر چیز کا دل اصل میں اُس چیز کا خلاصہ ہوا کرتا ہے۔ یس کو قرآن کا دل کہنے کا یہی مطلب ہے کہ وہ باوجود صغر حجم اور قصر نظم کے مطالب قرآن کو بوجہ اتم و اکمل شامل ہے۔ ہم نے جو کہا کہ اس سورت میں شریعت اسلامی کی تعلیم کا خلاصہ مذکور ہے تو اس کا ثبوت یہ ہے کہ شریعت کے اہم مقاصد حسب تفصیل ذیل ہیں۔ تصدیق رسالت۔ اقرار توحید۔ اکیلے خدا کی پرستش مرنے پیچھے جی اُٹھنے کا اعتقاد۔ عالم آخرت میں حساب و کتاب کے ہونے اور نیکوں کو اپنی نیکیوں کے صلے میں ہمیشہ کے لیے جنت میں رہنے اور بدوں کو اپنی بُرائیوں کی سزا میں دواماً دوزخ میں مبتلائے عذاب ہونے کا یقین۔ تو سورہ یٰس میں ان باتوں کی صراحت بوجہ اتم موجود ہے پہلے رکوع میں یٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ سے فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ تک پیغمبر صاحب کی رسالت کا ثبوت جن دلائل سے دیا گیا ہے ماہر قرآن پر مخفی نہیں پھر آیہ وَمَا لِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ میں عبادت کا اور اس کے بعد کی آیہ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِھَۃً الخ میں توحید کا ثبوت ہے اعادے یعنی مرے پیچھے جی اُٹھنے کا بیان کئی آیتوں میں کیا گیا ہے منجملہ اُن کے ایک آیت اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی الخ ہے اور ایک آیت وَاِنْ کُلٌّ لَّمَّا جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ ہے وغیرہ آیتیں مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً سے فَاِذَا ھُمْ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ تک ہیں اور اسی طرح چند آیتیں اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰہُ سے آخر سورت تک اعادے کے بعد حساب و کتاب اور فیصلے کے ثبوت میں آیہ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاھِھِمْ وَتُکَلِّمُنَآ اَیْدِیْھِمْ وَتَشْھَدُ اَرْجُلُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ بس کرتی ہے پھر دوزخ و جنت کا مذکور اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّۃِ الْیَوْمَ فِیْ شُغُلٍ فٰکِھُوْنَ سے اِصْلَوْھَا الْیَوْمَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ تک میں بتصریح و تفصیل ہے تو محتضر کے سامنے اس سورت کا پڑھنا گویا اُس کو ان تمام باتوں کا یاد دلانا اور اُن مقاصد کا تازہ کرنا ہے جو شریعت اسلامی میں ضروری اور اہم اور ذریعہ نجات ہیں ۱۲ من المترجم

لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ◆ (مسلم)

(لوگو!) اپنے مُردوں (یعنی جو مرنے کے قریب ہیں) کے سامنے کلمۂ لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کرو (مگر اس طرح کہ انھیں اس کے کہنے کی تکلیف نہ دو)۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ اَوِ الْمَيِّتَ فَقُوْلُوْا خَيْرًا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ ◆ (مسلم)

اُمّ المومنین اُمّ سلمہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بیمار یا قریب الموت کے پاس حاضر ہوا کرو تو (اپنے اور مریض و محتضر کے حق میں دعائے) خیر کیا کرو کیونکہ اس موقع پر جو کچھ تم کہتے ہو فرشتے اُس پر آمین کہتے ہیں۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَبِيْ سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهٗ فَاَغْمَضَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِهٖ فَقَالَ لَا تَدْعُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِيْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ فِيْ عَقِبِهٖ فِي الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِيْهِ ◆ (مسلم)

اُمّ المومنین اُمّ سلمہ کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابوسلمہ (میرے شوہر اوّل) کے پاس اُس وقت تشریف لائے جب کہ اُن کی آنکھیں ٹھیر گئی تھیں (جیسا کہ مرنے کے وقت ٹھیر جاتی ہیں) پیغمبر صاحب نے اُن کی آنکھیں بند کر دیں اور فرمایا جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو آنکھیں اُس کے پیچھے ہو لیتی ہیں (اور اسی وجہ سے قبض روح کے بعد ٹھیر جاتی ہیں) پیغمبر صاحب کی اس گفتگو سے گھر والے سمجھ گئے کہ ابوسلمہ فوت ہو گئے پس ابوسلمہ کے اہل خانہ میں سے چند لوگ فریاد و زاری کرنے لگے پیغمبر صاحب نے فرمایا (لوگو! واویلا نہ کرو بلکہ) اپنی جانوں کے لئے خیر (کی دعا) کرو کیونکہ فرشتے اُس پر آمین کہتے ہیں جو تم کہتے ہو۔ اس کے بعد فرمایا خداوندا! ابوسلمہ کو بخش دے اور راہ یافتہ لوگوں کے زمرے میں اُس کا مرتبہ اونچا کر اور اس کے پس ماندگوں یعنی اُس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں تو اس کا خلیفہ ہو اور اے دونوں جہان کے پروردگار ہمیں اور اُسے بخش دے اور اس کی قبر میں اُس کے لئے فراخی کر اور اُس کی قبر میں اُس کے لئے روشنی کر ف

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

یسار کے بیٹے معقل کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ

ف قبر ایک تاریک اور تنگ گڑھا ہے اس میں خدا کی رحمت اور نیک اعمال سے روشنی ہوتی اور قبر وسیع ہو جاتی ہے مگر جن لوگوں کے عمل اچھے نہیں ہوتے اور خدا اُن سے ناراض ہوتا ہے تو قبر اُن پر تنگ ہوتی اور اُس میں روشنی کا نام تک نہیں ہوتا ۱۲ ہم نے کتاب کے آخر صفحے پر ایک فائدہ جدید اضافہ کیا ہے اُسے پڑھو۔ ۱۲

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ غُلَامٌ يَهُوْدِيٌّ يَخْدِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَقَالَ لَهٗ اَسْلِمْ فَنَظَرَ اِلٰى اَبِيْهِ فَقَالَ اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ فَاَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ ۔ (بخاری)

انس کہتے ہیں کہ ایک یہودی کا لڑکا جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا اتفاق سے وہ بیمار پڑا تو جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی عیادت کو اُس کے پاس آئے اور اُس کے سرہانے بیٹھ کر فرمایا کہ مسلمان ہو جا لڑکے نے اپنے باپ کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا تو باپ نے کہا ابو القاسم کی فرمان برداری کر چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا پس جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہوئے نکلے خدا کا شکر ہے جس نے اس (لڑکے) کو دوزخ کی آگ سے بچا لیا۔

من المترجم یہودی لڑکے کا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتگاری کرنا اور حضور کا اُس کی عیادت کو تشریف لے جانا اس میں اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کا بڑا قوی ثبوت ہے اہل کتاب میں سے یہودی مسلمانوں کے بڑے سخت دشمن ہیں پیغمبر صاحب یہودی کو اپنی خدمت میں رکھیں اور ہمارے وقتوں کے مسلمان نصاریٰ سے کسی طرح میل ملاپ رکھنا چاہیں قرآن کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّا نَصَارٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ -
(اے پیغمبر مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کے اعتبار سے یہود اور مشرکین کو تم سب لوگوں میں بڑا سخت پاؤ گے اور مسلمانوں کے ساتھ دوستی کے اعتبار سے سب لوگوں میں اُن کو قریب تر پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں (مسلمانوں کی طرف نصاریٰ کا) یہ (میلان) اس سبب سے ہے کہ ان میں علماء اور مشائخ ہیں اور (نیز) یہ کہ لوگ تکبر نہیں کرتے

قریب الموت کے پاس بیٹھنے والوں کے آداب

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابو سعید اور ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذن

(بخاری)

جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (غصے کے لہجے میں) فرمایا اب ایسا ہی ہوگا جیسا تو کہتا ہے ف۱

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اشتکی منا انسان مسحہ بیمینہ ثم قال اذھب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفاء الا شفاؤک شفاء لا یغادر سقما ✢

(صحیحین)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب ہم میں سے کوئی آدمی بیمار پڑتا تو پیغمبر صاحب اُسے اپنے دائیں ہاتھ سے چھوتے پھر فرماتے لوگوں کے پروردگار! اس درد و تکلیف کو دور کر اور شفا عنایت فرما تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفا کے سوائے کوئی شفا نہیں (اور) شفا بھی وہ عنایت کر جو کسی بیماری کو (بے دُور کیے ہوئے) نہ چھوڑے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مسلم یعود مسلما فیقول سبع مرات اسال اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک الا شفی الا ان یکون قد حضر اجلہ ۔ (ابوداؤد)

ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی بیمار پرسی کرتا اور بیمار کی طرف روئے سخن کرکے سات دفعہ یوں کہتا ہے اسال اللہ الخ یعنی میں خدائے بزرگ سے جو عرش عظیم کا پروردگار ہے اس بات کی درخواست کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا عنایت فرمائے تو مریض تندرست ہو جاتا ہے مگر اس کی موت ہی آ پہنچی ہو تو دوسری بات ہے)

ف۱ بادیہ نشینوں کی طبیعتوں میں قدرتی طور پر ایک طرح کی غلظت وسختی ہوتی ہے پیغمبر صاحب نے جب اُسے صبر و شکر کا طریقہ تعلیم فرمایا تھا تو اُسے بچون و چرا تسلیم کر لینا چاہیئے تھا مگر اُس نے طریقہ ادب کو چھوڑ کر آپ کے ارشاد کو قبول نہیں کیا۔ اس میں پیغمبر صاحب کو غصہ آیا اور آپ نے فرمایا کہ اگر تو میری تلقین کو سمع رضا سے نہیں سنتا تو شاید وہی ہو جائے جو تو کہتا ہے ۱۲

من المترجم اس کا یقین وہ کرے جو دعا کے اثر کا قائل ہو ہم نے اپنے رسالہ ادعیۃ القرآن میں اثر دعا کو عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کیا ہے جو چاہے دیکھے۔

آدابِ عیادتِ مریض

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِیْضَ وَفُکُّوا الْعَانِیَ (بخاری)

(۱) ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! بھوکے کو کھلاؤ اور بیمار کی بیمار پرسی کرو اور قیدی کو (جو قرض یا جرمانے کی علت میں قید ہو) چھڑاؤ۔

من المترجم۔ طب کا مانا ہوا مسئلہ ہے کہ اصل میں طبیعت مدبر بدن ہے ازالہ مرض کے لئے طبیعت کی تقویت درکار ہوتی ہے اور اس کی بہت تدبیریں ہیں۔ تدبیر متعارف ہے دوا اور من۔ ٹونے ٹوٹکے جھاڑ پھونک تعویذ گنڈے جس بات کا گرویدہ اور معتقد ہو۔ بیمار پرسی میں بھی بیمار کی دلجوئی یعنی اس کی طبیعت کی ایک طرح کی تقویت ہے اور اس کو ازالہ مرض میں تھوڑا بہت دخل ضرور ہے۔ یہ تو عیادت کی منفعت عاجلہ ہے اور ایک بڑی منفعت جو عیادت پر مترتب ہوتی ہے آپس کا میل جول اخوت محبت جو مثمر ہے منافع کثیرہ کی بین الناس +

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ لَمْ یَزَلْ فِیْ خُرْفَۃِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی یَرْجِعَ (مسلم)

(۲) ثوبان سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان جب اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کو جاتا ہے تو جب تک بیمار پرسی کرکے واپس نہ آئے بہشت کی میوہ چینی میں رہتا ہے۔

من المترجم اس کا یہ مطلب کہ جتنا وقت آدمی اپنے بھائی مسلمان کی عیادت میں خرچ کرتا ہے آخرت میں اتنی دیر بہشت کے پھل کھائے گا +

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی اَعْرَابِیٍّ یَعُوْدُہٗ وَکَانَ اِذَا دَخَلَ عَلٰی مَرِیْضٍ یَعُوْدُہٗ قَالَ لَہٗ لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ فَقَالَ لَہٗ لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ قَالَ کَلَّا بَلْ حُمّٰی تَفُوْرُ عَلٰی شَیْخٍ کَبِیْرٍ تُزِیْرُہُ الْقُبُوْرَ

(۳) ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بدوی کی عیادت کے لئے اس کے پاس تشریف لے گئے اور آپ کا قاعدہ تھا کہ جب کسی مریض کی عیادت کو تشریف لے جاتے تو اس سے فرماتے تم کچھ خوف نہ کرو اور غمگین نہ ہو (یہ بیماری) ان شاء اللہ (گناہوں سے) پاک صاف کر دینے والی ہے چنانچہ آپ نے اس بدوی سے بھی یہی فرمایا کہ اندیشہ نہ کرو (یہ بیماری) ان شاء اللہ (گناہوں سے) پاک صاف کر دینے والی ہے بدوی بولا ہرگز نہیں بلکہ یہ ایک تپ ہے جو (دیگ کی طرح) ایک بڑے بوڑھے پر جوش مار رہی ہے (اور) اسے قبروں کی زیارت کرکے چھوڑے گی

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اِجَابَۃِ دُعَاءِ الْفَاسِقِیْنَ + (مشکوٰۃ)	صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا + +

؎ فسق کے لغوی معنے تو ہیں خروج کے بولا کرتے ہیں فَسَقَتِ الرُّطَبَۃُ عَنْ قِشْرِھَا وَالْفَادَۃُ مِنْ جُحْرِھَا اَیْ خَرَجَتْ لیکن شرعیہ میں گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو کر خدا کی طاعت سے باہر ہونے یا صغیرہ گناہ پر اصرار کرنے کو فسق کہتے ہیں تو فاسق کے شرعی معنے ہوئے مرتکب گناہِ کبیرہ۔ گناہ کبیرہ کا مفہوم متعین کرنے میں ہمارے علما نے اختلاف کیا ہے مگر قرآن و حدیث سے جہاں تک اس کا سراغ چلتا ہے یہ ہے کہ شارع نے جس فعل کے ارتکاب پر حد (شرعی سزا) مقرر کردی ہو یا اس کے بارے میں وعید نازل ہوئی ہو یا دلیل قطعی کے ساتھ اس کے ارتکاب سے منع کیا گیا ہو وہ فعل دین کی ہتک حرمت کا موجب ہو گناہ کبیرہ ہے اور جس گناہ میں یہ باتیں نہ پائی جائیں صغیرہ۔ پھر گناہ کبیرہ کے مراتب اگرچہ مختلف ہیں یعنی بعض بعض سے بزرگ تر اور شنیع تر ہیں جیسا کہ متتبع احادیث پر مخفی نہیں مگر پیغمبر صاحب کی کسی حدیث سے ان کا انحصار در انضباط پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچا اسی لیے علما نے کبائر کے گنوانے میں اختلاف کیا ہے مولانا جلال الدین دوانی شرح عقائد عضدیہ میں بعض اصحاب شافعی سے نقل کرتے ہیں کہ کبائر حسب تفصیل ذیل ہیں قتل ناحق۔ زنا۔ لواطت۔ چوری۔ مے نوشی۔ اور ہر نشیلی چیز کا استعمال۔ سور کا گوشت کھانا کسی کا مال بجبر چھین لینا۔ زنا کی تہمت لگانا۔ جھوٹی گواہی دینا۔ سود کھانا۔ رمضان کا روزہ قصداً اور عمداً بے عذر توڑ دینا۔ جھوٹی قسم کھانا۔ قطع رحم کرنا مسلمان ماں باپ کو ناحق ستانا۔ مذہبی لڑائی میں مقابلے سے بھاگنا۔ یتیموں کا مال ہضم کر جانا۔ ناپ تول میں خیانت کرنا۔ بار بےِ کر وقت سے پہلے نماز پڑھ لینا۔ زکوٰۃ نہ دینا۔ مسلمانوں سے ناحق لڑنا۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا۔ صحابہ کو گالی دینا۔ بے عذر گواہی چھپانا۔ رشوت لینا۔ مرد و عورت میں نااتفاقی کرانا۔ بادشاہ سے چغلی جا لگانا۔ قدرت کے ہوتے ساتے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ بیٹھنا۔ قرآن یاد کر کے بھلا دینا۔ جانداروں کو جلانا۔ عورت کا بے عذر شرعی اپنے مرد کی اطاعت نہ کرنا۔ خدا کی رحمت سے مایوس ہونا۔ عذاب الٰہی سے بےخوف و نڈر رہنا۔ علما و حفاظ کی توہین کرنا۔ اپنی عورت سے ظہار کرنا۔

شارع اسلام نے نکاح کو بھی ایک طرح کی خرید و فروخت قرار دیا ہے۔ خرید و فروخت میں چار چیزیں ہوتی ہیں۔ بائع۔ مشتری۔ مال جو معوض و مثمن ہے مثمن۔ تو نکاح کی صورت میں عورت بائعہ ہے۔ شوہر مشتری۔ مال لضعہ یعنی ناموس۔ قیمت مہر معجل لعقد ہو یا مؤجل یا جزء معجل اور جزء مؤجل۔ عورت کا نان نفقہ بھی مہر تو نہیں مگر مہر کا ضمیمہ تو ہے۔ دعوت ولیمہ کو بھی از قبیل مصارف متاز سمجھو۔ مثلاً ایک شخص غلہ خرید کرتا ہے تو وہ اپنے خرچ سے بلہ دار کو فرو دری دے کر غلہ اٹھوا لے جاتا ہے آیۂ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ اسی انفاق مال کی تمہید ہے۔ دعوت ولیمہ کا خرچ بھی کچھ اسی طرح کا ہے تشبیہ و استعارے سے کام نہ لیں تو ولیمہ شکرانہ ہے۔ دیکھیے میں اغنیا کا بلانا۔ دوستی محبت کے بڑھانے کی غرض سے ہے اور فقرا کا بلانا داخل خیرات و صدقات داعی و مدعو دونوں کے آداب احادیث میں مذکور ہیں جو باب کے ذیل میں نقل کی گئی ہیں احادیث کے علاوہ آیۂ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْکُلُوْا سے بھی مطلق دعوت کے طریقے کا استحسان پایا جاتا ہے ۱۲+

؎ چھوارہ چھلکے سے اور چوہا اپنے بل سے نکل باہر ہوا ۱۲ ؎ مرد عورتوں کے سردھرے ہیں (اس کے دو سبب ہیں ایک یہ کہ) خدا میں ہیں) اللہ نے بعض (یعنی مردوں) کو بعض (یعنی عورتوں) پر (دل کی مصنوعی اور جسمانی توانائی میں برتری دی ہے اور (دوسرا سبب یہ کہ مردوں نے (عورتوں پر) اپنا مال خرچ کیا ہے ۱۲+

آداب الولیمہ

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالَ اِنِّيْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ + (صحیحین)

انس سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عوف کے بیٹے عبدالرحمن کے کپڑوں پر زردی کا دھبہ دیکھ کر فرمایا کہ (عبدالرحمن!) یہ کیا ہے عرض کیا میں نے کھجور کی گٹھلی کے ہموزن سونے پر ایک عورت سے نکاح کیا ہے پیغمبر خدا نے فرمایا خدا تجھے برکت دے (تو) تو ولیمہ کر ڈال اگرچہ ایک بکری ہی سہی ف۱

عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ نِّسَائِهٖ مَا اَوْلَمَ عَلٰى زَيْنَبَ اَوْلَمَ بِشَاةٍ + (صحیحین)

انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مقدار میں بی بی زینب کو نکاح میں لانے پر ولیمہ کیا کسی اور بی بی کو نکاح میں لانے پر اُتنا ولیمہ نہیں کیا (چنانچہ آپ نے بی بی زینب کو نکاح میں لانے پر ایک بکری کا ولیمہ کیا۔

عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ اَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ + (بخاری)

شیبہ کی بیٹی صفیہ کہتی ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بی بی (کو نکاح میں لانے) پر جو کے دو مدوں کے ساتھ ولیمہ کیا ف۲

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى لَهَا الْاَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بدتر کھانا اُس ولیمے کا کھانا ہے جس کے (کھانے کے) لیے مالدار تو بلائیں جائیں اور محتاج چھوڑ دیئے جائیں اور جو شخص (بغیر کسی عذر کے) دعوت (ولیمہ) قبول نہ کرے

ف۱ اس حدیث میں زردی کے دھبے اور کھجور کی گٹھلی کے ہموزن سونے کا جو ذکر ہے اُس کی تفصیل ہم حصۂ دوم حقوق العباد کے عنوان "بیوع" میں کر آئے ہیں وہاں ملاحظہ ہو اور آخر حدیث میں جو اولم ولو بشاة کا ذکر ہے تو یہ عبارت تقلیل و تکثیر دونوں کا احتمال رکھتی ہے دیگر یہاں مثنیا در معنی تکثیر کے ہیں یعنی اگرچہ ایک بکری میں زیادہ خرچ ہوتا ہو تو بھی ولیمہ کر کیونکہ اُس زمانے میں بکریاں تھوڑی تھیں اور عبدالرحمن بھی حد غنا کو نہیں پہونچے تھے ۱۲

ف۲ حدیث میں جن بی بی کا ذکر ہے اُن سے اُم المومنین اُم سلمہ مراد ہیں اور دو مد کچھ اوپر سوا سیر کے ہوتے ہیں انگریزی تول کے حساب سے ۱۲

وَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُلَاقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (بقرہ ع ۲۸ پارہ ۲)

اور اپنے لیئے آیندہ (یعنی عاقبت) کا بھی بندوبست رکھو اور اللہ سے ڈرو اور جانے رہو کہ تم کو اُس کے حضور میں حاضر ہونا ہے اور (اے پیغمبر) ایمان والوں کو خوش خبری سُنا دو ف

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُوحِيَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ الْآيَةَ أَقْبِلْ وَأَدْبِرْ وَاتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحَيْضَةَ (ترمذی)

ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جو آیہ نساء کم حرث لکم فاتوا حرثکم الخ وحی کی گئی ہے تو فاتوا حرثکم انی شئتم کے یہ معنے ہیں کہ چاہو تو آگے کی جانب سے چاہو تو پس پشت کی طرف سے ہم بستر ہو لیکن ہر حالت میں وطی فی الدبر سے پرہیز کرو اور حالت حیض میں عورت کے پاس نہ جاؤ۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ لَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَدْبَارِهِنَّ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُونٌ مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا ؞

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا حق بات کے کہنے سے نہیں شرماتا تو (لوگو!) تم وطی فی الدبر کے ہرگز مرتکب نہ ہونا اور ابو داؤد کی روایت میں آیا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرتکب وطی فی الدبر ملعون ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِي ذٰلِكَ وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ أَبَدًا (صحیحین)

ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) سنو اگر تم میں کا کوئی شخص اپنی بی بی سے ہم بستر ہوتے وقت کہے گا۔ بسم اللہ اللھم جنبنا الخ یعنی خداوندا ہم سے شیطان کو دور رکھ اور اُس (بچے) سے بھی شیطان کو دور رکھ جو تو ہمارے نصیب کرے تو اس موقعہ پر اگر میاں بیوی دونوں کی تقدیر میں بچہ ہوگا تو شیطان اُسے کبھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

ف آیندہ کا بندوبست کرنے سے ایک مطلب تو وہ ہے جو ترجمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا داری کے کاموں میں اتنے بھی مصروف نہ ہو کہ دین کے کاموں میں لگو غفلت کرنے لگو اور اس میں ایک اشارہ اس بات کا بھی پایا جاتا ہے کہ عورتوں کے ساتھ اس نیت سے ہم بستر ہو کہ خدا اولاد دے اور وہ دُنیا میں تمھارے کام آئے اور خدا اُن کو نیکی دے تو آخرت میں بھی اُن کی استغفار وغیرہ سے ماں باپ کو نفع پہنچے ۱۲

نکاح کے لیئے اعلان کا ہونا شرط ضروری ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ شارع کو بدکاری کا دروازہ بہمہ وجوہ بند کرنا منظور ہے ممکن ہے کہ ایک شخص کسی عورت سے تعلق ناجائز رکھتا اور عار زنا کے دور کرنے کے لیئے اس بات کو ظاہر کرتا ہو کہ میں نے نکاح کر لیا ہے شارع نے اس عار بد تر از گناہ کے حیلے کو مٹانے کی غرض سے نکاح کے لیئے اعلان کو شرط ضروری ٹھیرا یا پھر حدیث میں جو اعلان کی ایک صورت کو دُف بجانے کے ساتھ مقید کیا گیا ہے تو یہ قید واقعی نہیں بلکہ اتفاقی ہے شاید عرب کا دستور عام ہوگا کہ وہ دُف بجا کر ہی نکاح کا اعلان کرتے ہوں گے ورنہ اگر بغیر دُف بجائے بھی اعلان ہو جائے تو شرط نکاح یعنی اعلان پایا جا سکتا ہے اور دُف بجانے کی ضرورت باقی نہیں رہتی الغرض اس سے شارع کا مقصود صرف اعلان ہے کسی طریقہ پر بھی ہو مگر جو لوگ نکاح کے موقعے پر تاشے باجے اور ڈھول ڈھمکے بجاتے اور اس کو ذریعہ اعلان خیال کرتے ہیں یہ اُن کی سخت غلطی ہے اور شارع کے مقصد کے سر تا سر خلاف کیونکہ شارع نے صرف سد باب زنا کے لیئے اعلان کو شرط نکاح قرار دیا تھا انھوں نے تاشے باجے بجا کر اس دروازے کو کھول دیا وجہ یہ کہ باجے اور راگ منجر ہیں مناہی وملاہی کی طرف۔ دوسری بات یعنی دُلہن کے رخصت کرتے وقت لڑکیوں کا گانا اس کے متعلق ہمیں اتنا ہی کہنا ہے کہ اگر ایسے موقعہ پر گھر کی لڑکی بالیاں بغیر کسی ہاتھ سے یا مُونہ سے بجنے والے باجے کے دُف کے ساتھ ایسا گیت گائیں جس سے سُننے والوں کی طبیعتیں برانگیختہ نہ ہوں اور جو لغو و فحش سے بالکل خالی ہو تو درست ہے و اذلیس فلیس۔ حدیث سے ثابت ہوا کہ جناب رسول خدا صلعم نرے خشک تُرش روزاہد بھی نہ تھے کہ لوگوں کو تمتّعات جائز سے روکیں رہی تیسری بات یعنی شوال میں نکاح کرنا یہ اصل میں اہل جاہلیت کی ایک قدیم رسم توڑنے کی تمہید تھی کہ وہ لوگ اس مہینے میں بیاہ برات نہیں کرتے تھے اور اس مہینے کو منحوس خیال کرتے تھے جس طرح ہمارے ہاں کی جاہل عورتیں ذیقعدہ کے مہینے میں جس کا نام اُن کے ہاں خالیؔ کا مہینہ مشہور ہے شادی وغیرہ نہیں کرتیں اور شاید عرب کے جُہلا کی طرح اسے منحوس بھی خیال کرتی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہہ کر کہ میں شوال ہی میں بیاہی گئی اور شوال ہی میں میری رخصت ہوئی عرب کے جُہلا کے خیال کی تردید کر دی اور اُن کے اس منصوبے کو کہ شوال کا مہینہ منحوس ہے یہ حُجّت پیش کر کے باطل کر دیا کہ جس قدر پیغمبر صاحب کے نزدیک مجھے بہرہ مندی حاصل ہوئی کسی اور بی بی کو میسر نہیں ہوئی۔

لہ خالی کا مہینا اس سے کہتی ہیں کہ اس سے پہلے اور اس کے پچھلے مہینوں میں عید کی تقریب ہوتی ہے اور اس میں کوئی تقریب نہیں ہوتی تو گویا لفظ خالی سے نشادم کرتی ہیں ۱۲

آداب المباشرت

مسلمانو! تمھاری بیبیاں گویا تمھاری کھیتیاں ہیں تو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ ف	نِسَاۗؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ

ف عورت کھیتی ہے اور مرد کاشتکار اور نطفہ بیج تو جس طرح کاشتکار بیج کی حفاظت کرتا ہے کہ بیج کو ضائع نہیں ہونے دیتا اور وہیں ڈالتا ہے جہاں اُگے ایسی ہی حفاظت مرد کو کرنی چاہیئے اور وہ نہیں ہے مگر اسی طریقہ میں جو سب معلوم ہے ۱۲

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ أَلَا تُغَنِّينَ فَإِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنَ الْأَنْصَارِ يُحِبُّونَ الْغِنَاءَ + (مشکوٰۃ)	تو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا عائشہ! تم گانے کا حکم کیوں نہیں دیتیں کیونکہ انصار کا یہ قبیلہ گانے کو دوست رکھتا ہے۔
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَوَّالٍ وَبَنَى بِي فِي شَوَّالٍ فَأَيُّ نِسَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَحْظَى عِنْدَهُ مِنِّي	ام المومنین عائشہ کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھے شوال کے مہینے میں نکاح میں لائے اور شوال ہی کے مہینے میں میری رخصت ہوئی تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں میں سے کون سی ایسی بی بی ہے جو آپ کے نزدیک مجھ سے زیادہ بہرہ مند ہوگی۔
عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَزَوَّجَ أَحَدُكُمُ امْرَأَةً أَوِ اشْتَرَى خَادِمًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ + (ابوداؤد)	عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) جب تم میں کا ایک شخص کسی عورت سے نکاح کرے یا کوئی خادم مول لے تو یوں کہے اللّٰھم الخ یعنی خداوندا میں تجھ سے اس عورت (یا خادم) کی نیکی و بھلائی کو طلب کرتا اور اس چیز کی بھلائی کو طلب کرتا ہوں جس پر تو نے اس عورت (یا خادم) کو پیدا کیا ہے اور میں اس کی برائی اور اس چیز کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں جس پر تو نے اسے پیدا کیا ہے۔

من المترجم اِن حدیثوں سے تین باتیں مستنبط ہوتی ہیں ایک یہ کہ نکاح کے لیے اعلان کی ضرورت ہے۔ دوسرے یہ کہ دلہن کے رخصت کے وقت لڑکیوں کو کوئی ایسا گیت گانا یا قصیدہ پڑھنا جائز ہے جس میں فحش و لغو نہ ہو تیسرے یہ کہ شوال کے مہینے میں نکاح کرنا اور شوال ہی میں دلہن کو رخصت کرنا مستحب ہے۔ نکاح کے لیے اعلان کا ضروری ہونا تو اس آیت کے مضمون سے صاف ثابت ہوتا ہے جسے ہم نے عنوان کے ذیل میں درج کیا ہے کیونکہ آیت میں ولا متخذی اخدان بواسطہ حرف عطف حلّ کا ظرف اور اس کی قید ہے مطلب یہ کہ عورتیں بایں شرط تمھارے لیئے حلال ہیں کہ اُن کے مہر اُن کے حوالے کرو اور کھلم کھلا قید نکاح میں لاؤ چوری چھپے آشنائی نہ کرو اور حدیث نمبر ۱ و ۲ میں تو صاف طور پر اعلنوا ھذا النکاح واجعلوہ فی المساجد واضربوا علیہ بالدفوف اور فصل ما بین الحلال والحرام الصوت والدف وارد ہے جس سے کھلے طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الصَّوْتُ وَالدُّفُّ

حاطب کے بیٹے محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس چیز سے حلال و حرام میں فرق ظاہر ہوتا ہے ذکر و تشہیر اور دُف ہے۔

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ

(بخاری)

عفراء کی پوتی معوذ کی بیٹی رُبَیّع (صحابیہ) کہتی ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم (ہمارے ہاں) تشریف لائے اور اُس وقت تشریف لائے جب مجھے شوہر کے گھر رخصت کر دیا گیا تھا تو آپ میرے بچھونے پر بالکل اُسی طرح بیٹھ گئے جس طرح تو میرے بچھونے پر بیٹھا ہے (یہ خطاب اُس شخص کی طرف ہے جو رُبیع سے حدیث روایت کر رہا ہے) اتنے میں ہماری چھوکریوں نے دُف بجانا اور میرے باپ[ف] اور چچا کے اوصاف و خصائل بیان کرنے شروع کیے جو جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے کہ دفعۃً اُن میں سے ایک چھوکری لگی کہنے وفینا نبی یعلم ما فی غد یعنی ہم میں نبی موجود ہے جو اُس چیز کو جانتا ہے کہ کل ہونے والی ہے پیغمبر صاحب نے یہ سُن کر چھوکری سے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے اور جو پہلے کہہ رہی تھی کہے جا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ زُفَّتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ (بخاری)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک عورت (جو نئی دُلہن تھی) ایک انصاری مرد کے ساتھ رخصت کی گئی جناب نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (عائشہ!) کیا تمھارے پاس لہو (دُف یا سرود) نہیں ہے کیونکہ انصار کو لہو بھلا معلوم ہوتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتْ عِنْدِيْ جَارِيَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ زَوَّجْتُهَا

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے پاس ایک انصاری لڑکی رہا کرتی تھی میں نے اُس کا بیاہ کیا

ف رُبیع کے باپ معوذ اور معوذ کے بھائی معاذ اور عوف جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ ۱۲

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ ✦ (ترمذی)

سچا (اور) امانت دار سوداگر (قیامت کے روز) پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

من المترجم حصۂ دوم حقوق العباد میں ایک بڑا وسیع باب بیوع کا گزر چکا ہے اُسے پڑھوگے تو بیع و شرا کے مزید آداب پر آگہی ہوگی ہم نے تکریر کے خوف سے صرف ان ہی تین حدیثوں پر بس کی۔

آداب النکاح

اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ[1] وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ (المائدہ ع پارہ ۶)

(مسلمانو!) آج (تمام) پاکیزہ چیزیں تمھارے لیئے حلال کر دی گئیں اور اہلِ کتاب کا کھانا (بشرطیکہ تمھارے ہاں بھی روا ہوا) تمھارے لیئے حلال ہے اور تمھارا کھانا اُن کے لیئے حلال ہے اور مسلمان بیاہتا بیبیاں اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی جا چکی ہے اُن میں کی (بھی) بیاہتا بیبیاں (تمھارے لیئے) حلال ہیں[2] بشرطیکہ اُن کے مہر اُن کے حوالے کر دو اور تمھارا ارادہ (اُن کو قیدِ نکاح) میں لانے کا ہو نہ کھلم کھلا بدکاری کرنے کا اور نہ چوری چھپے آشنا بنانے کا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْلِنُوْا هٰذَا النِّکَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِی الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَیْهِ بِالدُّفُوْفِ ✦ (ترمذی)

اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جنابِ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شرعی عقد کو جس کا نام نکاح ہے آشکارا کرو اور اس کو مسجدوں میں کیا کرو (کہ تشہیر کے مقامات ہیں) اور نکاح کی تقریب پر دف بجایا کرو (تاکہ خوب تشہیر ہو جائے)

[1] اسی مضمون کی ایک آیت سورہ نسا کے چوتھے رکوع میں بھی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۱۲

[2] بیاہتا بیبیوں سے مراد ہیں وہ عورتیں جو نکاح کے ذریعے سے لوگوں کے ساتھ میاں بی بی کا سا تعلق پیدا کرنا چاہتی ہیں ۱۲

ان کی بہتری کا موجب۔ دوسری بات جو ہم انتظام دنیا میں پاتے ہیں اَلْاَقْوٰی اَلَّتِیْ بِالْحَیٰوۃِ آخری ہر لیجی قوی تر زندہ رہنے کا مدار اور جس کا ترجمہ انگریزی مقولہ ہے دی فٹسٹ ٹو لو۔ اس کی رو سے آدمی کے لیے جانوروں کا قربان کیا جانا قاعدہ اولی بالحیوۃ کی رعایت سے عین انصاف ہے سمندر میں بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو کھا کر جیتی ہیں بہت سے وحوش و طیور ہیں جن کی غذا صرف گوشت ہے اور کچھ نہ دانت کچھ جوارح صرف گوشت کے لیے مناسب ہیں آدمی قوی تر بھی ہے دانتوں کے ذریعے سے ہر قسم کی غذا کھا اور چبا بھی سکتا ہے اور اس کا معدہ ہضم کرنے کے قابل بھی ہے پس وہ فطرۃً گوشت خوار ہے نباتات طیور اور ضعاف الوحوش جو آپ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے اس لیے کہ درندوں کے شکار ہوں بہتر ہے کہ آدمی کی غذا ہوں جن ملکوں میں غذائے نباتی کی کمی حد فقدان کو پہنچ گئی ہے جیسے عرب تو اگر ایسے ملکوں میں جانوروں کے گوشت کی ممانعت کی جاتی تو ایسی ممانعت بعض اوقات مستلزم ہلاک انسان ہوگی جس کو عقل جائز نہیں رکھ سکتی۔ بغیر گوشت کے حلال ہونے کے یہ معنے ہیں کہ گوشت کا کھانا جائز ہے نہ یہ کہ شرط اسلام ہے پس جو لوگ گوشت نہیں کھاتے یا شکار کرتے اور اس کا نام رکھا ہے تفریح یا جو لوگ ہندوؤں کی ضد سے لحم البقر کے لیے لڑتے جھگڑتے ہیں ہم تو ان کو خاطی ہی کہیں گے

آداب البیع

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَکَثْرَۃَ الْحَلْفِ فِی الْبَیْعِ فَاِنَّہٗ یُنَفِّقُ ثُمَّ یَمْحَقُ + (مسلم)

ابو قتادہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) تم معاملہ بیع میں زیادہ قسمیں کھانے سے اپنے تئیں بچاؤ کیونکہ کثرت سے قسمیں کھانا گو فی الحال بکری کو رواج دیتا ہے مگر انجام کار برکت کو مٹاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَۃٌ لَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْہِمْ وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ ہُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَہٗ بِالْحَلْفِ الْکَاذِبِ + (مسلم)

ابو ذر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تین طرح کے آدمی ہیں جن سے خدا قیامت کے روز بات تک بھی تو نہیں کرے گا اور نہ ان کو نظر رحمت سے دیکھے گا اور ان کو عذاب دردناک ہوگا ابو ذر نے عرض کیا وہ سخت نا امید ہوئے اور نہایت ٹوٹے میں پڑے یا رسول اللہ وہ ہیں کون؟ فرمایا (۱) براہ کبر ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والے (۲) دے کر احسان رکھنے والے (۳) اور جھوٹی قسم سے مال کی نکاسی کرنے والے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ابو سعید سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۵۱ حظ و صدانی میں جو ہم نے عبارت بڑھائی ہے اس کی وجہ مفصل اسی حصے کے عنوان آداب اللباس میں ملاحظہ ہو ۱۲

قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ اَنْ تَذْبَحَهَا فَیَاْكُلُهَا وَلَا یَقْطَعَ رَاْسَهَا فَیَرْمِیْ بِهَا ۔ (نسائی)

کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ چڑیا کا حق کیا ہے فرمایا اُسے ذبح کرکے کھانا نہ یہ کہ اُس کا سر کاٹ کر اُس کو (یعنی چڑیا کو) پھینک دینا۔

من المترجم اس سے بلا ضرورت شکار کی ممانعت نکلتی ہے مگر شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں جو اس حدیث کا ترجمہ کیا ہے قاعدہ نحو کی رُو سے غلط معلوم ہوتا ہے وہ لکھتے ہیں وَلَا یَقْطَعَ رَاْسَهَا فَیَرْمِیْ بِهَا یعنی و نبُرّد سر او را پس بیندازد آن را یعنی برے وجہ ذبح نکنند۔ اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فیرمی بہا میں ضمیر ہا شاہ صاحب نے راس کی طرف راجع کی ہے حالانکہ راس مؤنث نہیں ہے اور ضمیر ہا مؤنث ہے راس مؤنث نہیں ہے اس لیے کہ قاعدہ نحو کے مطابق آدمی کے جتنے اعضاء و جوارح جُفت ہیں مثلاً ہاتھ۔ پاؤں۔ آنکھیں۔ بھویں۔ رخسارے۔ کان سب مؤنث ہیں اور جو طاق ہیں جیسے سر۔ ناک وغیرہ مذکر ہم کو شاہ صاحب کی اسی طرح کی ایک اور غلطی بھی اس کتاب کے باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر میں معلوم ہوئی تھی جس سے ہم نے دانستہ چشم پوشی کی تھی خطائے بزرگاں گرفتن خطاست ۔ مگر حلال و حرام میں تو سکوت نہیں کیا جا سکتا۔

عَنْ اَبِیْ وَاقِدِ اللَّیْثِیِّ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَةَ وَهُمْ یَجُبُّوْنَ اَسْنِمَةَ الْاِبِلِ وَیَقْطَعُوْنَ اَلْیَاتِ الْغَنَمِ قَالَ مَا یُقْطَعُ مِنَ الْبَهِیْمَةِ وَهِیَ حَیَّةٌ فَهِیَ مَیْتَةٌ لَا تُؤْكَلُ ۔ (ترمذی)

ابو واقد لیثی کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو یہاں کے لوگ اُونٹوں کے کوہان اور دنبوں کی چکتیاں کاٹ کاٹ کر کھا جاتے تھے آپ نے فرمایا جو چیز چارپائے سے کاٹی جائے اور چارپایہ زندہ ہو تو وہ چیز مُردار ہے اور اُس کا کھانا درست نہیں۔

من المترجم ۳۰ کروڑ باشندگان ہند میں پانچویں حصّے کے قریب مسلمان ہیں باقی ہندو۔ ہندو اکثر الا ماشاء اللہ پیداوار اراضی پر غلہ ہو یا بقولات گزران کرتے اور گوشت خوار قوموں پر جن میں مسلمان بھی داخل ہیں بے رحمی اور سنگدلی کا الزام لگاتے ہیں کہ یہ لوگ اپنا پیٹ پالنے کے لیے کمزور غریب بے گزند جانداروں کو جان سے مارتے ہیں اس سے بڑھ کر بے رحمی اور سنگدلی اور کیا ہوگی۔ اور نہ صرف پیٹ پالنے کے لیے بلکہ زبان کے چٹخاروں کے لیے آخر ہندو جو گوشت نہیں کھاتے وہ بھی تو ان ہی کی طرح کے آدمی ہیں توالد تناسل تندرستی عمر ان میں کس بات کی کمی ہے مذہب پر سے اس الزام کے اٹھانے کو ہم دنیا کے انتظام پر نظر کرتے ہیں جو خدا کا بٹھایا ہوا ہے تو دو باتیں پاتے ہیں اول موت جس سے کوئی زندہ محفوظ نہیں رہا اور محفوظ رہے گا بھی مگر ہم موت کی مصلحت سے واقف نہیں کیا معلوم ؎

در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست
مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ[۱] جانور بھی عالم جمادات سے ترقی کرکے عالم نباتات میں اور عالم نباتات سے ترقی کرکے عالم حیوانات میں آئے ہیں اب بعد ذبح آدمی کی غذا ہو کر آدمی کی جون میں آ داخل ہوں گے تو یہ حیوانات کے حق میں سراسر رحم ہے اور

۱؎ تم لوگ (اسی طرح) درجہ بدرجہ منزلیں ہستی کی طے کرو گے۔ ۱۲

من المترجم ان میں بھی شریان (رگِ جہندہ) ہوتی ہے اور اس سے بھی خون بسیال نکالا جا سکتا ہے جیسے گردن کی رگوں سے پس ذبح کا مطلب حاصل ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ شَرِيْطَةِ الشَّيْطَانِ زَادَ ابْنُ عِيْسٰى هِيَ الذَّبِيْحَةُ يُقْطَعُ مِنْهَا الْجِلْدُ وَلَا تُفْرَى الْاَوْدَاجُ ثُمَّ تُتْرَكُ حَتّٰى تَمُوْتَ (ابوداؤد)

ابن عباس اور ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شریطۂ شیطان سے منع فرمایا (نیچے کے راوی) ابن عیسے نے شریطۂ شیطان کی تفسیر میں اس قدر اور زیادہ کیا کہ وہ ذبیحہ ہے جس کی کھلڑی تو کاٹ ڈالی جائے اور گردن کی رگیں نہ کاٹی جائیں (کہ یہی معنے ہیں ذبح کے) پھر وہ یہاں تک چھوڑ دیا جائے کہ مرکر ٹھنڈا ہو جائے ف۱

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَنْحَرُ النَّاقَةَ وَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ وَالشَّاةَ فَنَجِدُ فِيْ بَطْنِهَا الْجَنِيْنَ فَنُلْقِيْهِ اَمْ نَاْكُلُهُ قَالَ كُلُوْهُ اِنْ شِئْتُمْ فَاِنَّ ذَكَاتَهُ ذَكَاةُ اُمِّهِ (ابوداؤد)

ابوسعید خدری کہتے ہیں ہم لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بسا اوقات ہم اونٹنی کو نحر کرتے اور گائے اور بکری کو ذبح کرتے ہیں تو ہم ان کے پیٹوں میں مردہ بچہ پاتے ہیں آیا اس کو پھینک دیں یا کھالیں پیغمبر صاحب نے فرمایا چاہو تو کھالو کیونکہ بچے کے ذبح کے لیئے اُس کی ماں کا ذبح کرنا بس کرتا ہے ف۲

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا سَاَلَهُ اللّٰهُ عَنْ قَتْلِهِ

عمرو بن العاص کے بیٹے عبداللہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چڑیا یا چڑیا سے حقیر تر کسی جانور کو ناحق مار ڈالے گا خدا تعالیٰ اس شخص سے اُس جانور کے مار ڈالنے کی بابت پرسش کرے گا

ف۱ اس طرح کے عمل کو شریطہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ شریطہ لیا گیا ہے شرطِ حجام سے اور پچھنے لگانے والا خون کھینچنے کے لیئے جو چھری سے بدن کے گوشت کو گودتا ہے اسے شرطہ کہتے ہیں تو شریطہ کے معنے نشتر مارنے اور گوشت گودنے کے ہوئے پھر شریطہ کی اضافت شیطان کی طرف اس سے ہے کہ اس عمل پر برانگیختہ کرنے والا اور لوگوں کی نظروں میں اسے زینت دینے والا وہی ہے ۱۲

ف نحر کہتے ہیں اونٹ کے سینے میں نیزہ مارنے کو اور یہ اونٹ کے حق میں سنت ہے اگرچہ ذبح بھی جائز ہے۔

ف۲ مثلاً ایک بکری کو ذبح کیا اور اس کے پیٹ میں سے مردہ بچہ نکلا تو بچے کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں یوں ہی کھانا درست ہے اور یہی مذہب ہے ائمۂ ثلثہ کا امام شافعیؒ اور امام احمد تو کہتے ہیں کہ جنین حلال ہے خواہ اس کے بدن پر بال اُگ آئے ہوں یا نہیں اور امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر بال اُگ آئے ہوں اور تام الخلقت ہو تو حلال ہے ورنہ نہیں مگر ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ جنین کا کھانا درست نہیں ہاں اگر زندہ پیٹ سے نکلے اور ذبح کیا جائے تو درست ہے اور دلائل فریقین کے کتب فقہ میں مرقوم ہیں ۱۲

من المترجم کتے کی ہوشیاری زیرکی ادا شناسی وفاداری صبر وشکیبائی کی سچی اور واقعی حکایتیں بعض دیکھی اور کثرت سے سُنی گئی ہیں۔ پھر کتّوں کے مدارج ایسے ہی متفاوت ہیں جیسے آدمیوں کے کُتّوں میں اَدنے ترین ٹینی کُتّے ہیں جو گلیوں میں مارے مارے پڑے پھرتے ہیں۔ یہ کتّوں میں ایسے ہیں جیسے ہم لوگوں میں بازاری آبرو باختہ لُچے بدمعاش۔ کُتّے اِن ہی کی وجہ سے بدنام ہیں ؎

اگر بر کہ پُر کنند از گلاب　　سگے در وے افتد کند سنجلاب

ورنہ ایک کُتا اصحابِ کہف کا کُتا تھا وَکَلْبُہُم بَاسِطٌ ذِرَاعَیْہِ بِالْوَصِیْدِ۔

قطعہ

پسرِ نوح با بداں بنشست　　خاندانِ نبوتش گُم شُد

سگِ اصحابِ کہف روزے چند　　پئے نیکاں گرفت مردم شد

اسلامی شریعت نے کتّوں کی شرافت اور رذالت کے لحاظ سے ٹینی کُتّوں کو نجس العین قرار دیا۔ اور چرواہوں کے کتّوں اور شکاری کتّوں کو حکم نجاست سے مستثنیٰ۔ شکاری سدھایا ہوا کُتا شارع کی نظر میں آلۂ صید ہے جیسے حربہ اور اگر وہ شکار کو مار بھی ڈالے اس کے مارے ہوئے شکار کا کھانا درست اگرچہ معلوم ہے کہ کُتّے نے شکار کو بھبھوڑا ہوگا۔ تو اُس کا تھوک ضرور شکار کے زخم میں لگا ہوگا مطلب یہ کہ شکاری کُتّے کا لعاب دہن پاک اب رہا جانور کے ذبح کرتے وقت یا شکار پر شکاری کُتّے کو چھوڑتے یا اُس پر تیر چلاتے وقت کہ یہ دونوں فعل ذبح کے قائم مقام ہیں خدا کا نام لینا تو یہ ویسا ہی نام لینا ہے جو کھاتے وقت بلکہ ہر ایک کام کو شروع کرتے وقت لینے کا حکم ہے کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَأْ بِاسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَبْتَرُ[1] اور ذبح کرتے وقت خدا کا نام لینا شکر رزق کا بھی ایک پیرایہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَۃَ الْخُشَنِیِّ[2] قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَمَیْتَ بِسَہْمِکَ فَغَابَ عَنْکَ فَاَدْرَکْتَہٗ فَکُلْ مَا لَمْ یُنْتِنْ (مسلم)

ابو ثعلبہ خشنی کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم (شکار کی طرف) اپنا تیر پھینکو اور شکار تم سے غائب ہو جائے پھر تم اُس کو پاؤ (اور اپنے تیر کے زخم کے سوا اور کوئی زخم اُس میں نہ دیکھو) تو جب تک سڑے نہیں کھا لو ف

عَنْ عَدِیٍّ[3] قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نُرْسِلُ الْکِلَابَ الْمُعَلَّمَۃَ قَالَ

عدی کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سکھائے ہوئے کتّوں کو شکار پر چھوڑتے ہیں (تو ایسے شکار کا کیا حکم ہے) پیغمبر صاحب نے فرمایا

ف سڑ جائے گا تو کھانا درست نہ ہوگا اس وجہ سے نہیں کہ شکار عرصہ میں دستیاب ہوا ہے بلکہ اُس کے سڑنے اور بُوئے بد پیدا ہونے کی وجہ سے اور یہی حال مذبوح گوشت کا ہے کہ سڑ جانے کے بعد اُس کا کھانا درست نہیں اِس لیے کہ سڑا ہوا گوشت مذبوح یا غیر مذبوح تندرستی کو مضر ہے کہ سڑ جانے سے اُس میں ایک طرح کی سمیت پیدا ہو جاتی ہے اور مضر نہ بھی ہو تاہم طبیعت تو اُس سے کراہت کرتی ہے ۱۲۔

[1] اور اُن کا (ایک کُتا بھی جو چوکھٹ پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے بیٹھا ہے ۱۲) ۔ [2] جو مہتم بالشان کام خدا کے نام سے شروع نہیں کیا جاتا اُس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلتا ۱۲

وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (المائدہ ع ۱ پارہ ۶)

اور شکاری جانور جو تم نے شکار کے لئے سدھا رکھے ہوں (اور شکار کا طریقہ) جیسا تم کو خدا نے سکھا رکھا ہے ویسا ہی تم نے اُن کو سکھا دیا ہو تو یہ شکاری جانور) جو شکار تمھارے لئے پکڑ رکھیں (اور وہ ذبح کرنے سے پہلے مر جائے) تو اُس کو (بے تامل) کھا لو مگر (اتنی احتیاط رکھو کہ جس طرح ذبح کرتے وقت خدا کا نام لیا کرتے ہو اسی طرح شکاری جانور کے چھوڑتے وقت خدا کا نام لے لیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ اُس کے حکم کے خلاف کوئی حرام چیز نہ کھا لینا) کیونکہ خدا پلک جھپکتے بھر میں حساب لے گا (تو وہاں کی جواب دہی کا خیال رکھو)

۵ خطوط وحدانی میں جو ہم نے عبارتیں بڑھائی ہیں وہ اُس حدیث سے لی ہیں جو اس کے بعد نقل کی جاتی ہے تو حدیث کو اس آیت کی تفسیر سمجھو ۱۲

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَاِنْ اَمْسَكَ عَلَيْكَ فَاَدْرَكْتَهُ حَيًّا فَاذْبَحْهُ وَاِنْ اَدْرَكْتَهُ قَدْ قَتَلَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ فَكُلْهُ وَاِنْ اَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ فَاِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ كَلْبًا غَيْرَهٗ وَقَدْ قَتَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ اَيُّهُمَا قَتَلَهٗ وَاِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَاِنْ غَابَ عَنْكَ يَوْمًا فَلَمْ تَجِدْ فِيْهِ اِلَّا اَثَرَ سَهْمِكَ فَكُلْ اِنْ شِئْتَ وَاِنْ وَجَدْتَهٗ غَرِيْقًا فِي الْمَآءِ فَلَا تَأْكُلْ

(صحیحین)

حاتم کے بیٹے عدی کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب تم اپنا (سدھایا ہوا) کتا شکار کے لئے چھوڑو تو جس طرح جانور کے ذبح کرتے وقت خدا کا نام لیا کرتے ہو کتا چھوڑتے وقت بھی) خدا کا نام لے لیا کرو پھر اگر کتا تمھارے لئے شکار کو پکڑ رکھے اور تم شکار کو زندہ پاؤ تو اُسے ذبح کر لو۔ اور اگر اس حال میں پاؤ کہ کتے نے شکار کو مار ڈالا ہے لیکن اُس میں سے کچھ کھایا نہیں تو بھی اُسے کھا لو (ذبح کرنے کی ضرورت نہیں) ہاں اگر (کتے نے) کھا لیا ہے تو نہ کھاؤ کیونکہ اُس نے اپنے لئے شکار پکڑا ہے اور اگر تم اپنے کتے کے سوا اور کتا بھی شریک پاؤ اور اُس نے شکار کو مار ڈالا ہے تو اگو دوسرا کتا شکاری ہو مگر ایسے شکار کو بھی نہ کھاؤ کیونکہ تم نہیں جانتے کہ دونوں کتوں میں سے کس نے شکار کو قتل کیا ہے (اور جو دوسرا کتا تمھارے کتے کے ساتھ شریک ہو گیا ہے اُس پر تم نے نام خدا نہیں لیا ہے) اور جب تم شکار کی طرف اپنا تیر پھینکو (تو تیر پھینکتے وقت) خدا کا نام لے لیا کرو اور اگر تم سے شکار ایک روز غائب رہے اور تم اُس (کے جسم) میں اپنے تیر کے نشان کے علاوہ اور کوئی نشان نہ پاؤ تو تمھاری خوشی ہو تو کھا لو لیکن جب پانی میں ڈوبا ہوا پاؤ تو نہ کھاؤ (کیونکہ ممکن ہے کہ پانی میں ڈوب کر مرا ہو نہ تمھارے تیر کے اثر سے)

يَغُضُّضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ۔ سامعہ اس لیئے کہ وہ باصرہ کی قائم مقامی کرتا ہے باصرہ کے عمل کے لیئے تو موا ہو یہ بھی شرط ہے سامعہ ہندوستان بیٹھے سمندر پار تک کی خبر لیتا ہے ایک امیر کی نسبت پچھلے دنوں سُنا گیا تھا کہ اُس نے سرکیشیا کی عورتوں کے حسن وجمال کی تعریف سُن کر ایک مصاحب فرمساق کو سرکیشیا کی لڑکیاں جتنی بھی ملیں لانے کو بہت سا کچھ دے دلا کر روانہ کیا مگر وہ وہیں کا ہو رہا ؎

وصف اُس پری رخ کا اور پھر بیاں اپنا ہوگیا رقیب آخر تھا جو راز داں اپنا

شارع اسلام نے باصرہ پر تو غضِ بصر کا پہرہ بٹھایا ۔ سامعہ کو نغمہ وسرود کے استماع کی ممانعت کی ۔ اس میں شک نہیں کہ راگ ہر ایک طرح کے جذبے کو ہیجان میں لانے والا ہے جیسے خوشی کے ویسے غم کے جیسے جسمانی ویسے روحانی اور یہ بھی مشاہدات اور بدیہیات میں سے ہے کہ آدمی تو آدمی جانور تک راگ سے فطرۃً متاثر ہوتے ہیں ۔ شراب کو سُنتے ہیں کہ نشے کی حالت میں عقل تو زائل ہوجاتی ہے بیہوشی میں طبیعت کے ہل جو ہر اضطراراً کھل پڑتے ہیں اسداللہ خاں غالب خدا مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا بڑے لغا درجے کے شاعر تھے مگر تھے مدمن الخمر ہمہ وقت نشے میں چُور رہتے ان کے جوش کے اشعار وہ ہوتے تھے جو نشے کی حالت میں کہا کرتے تھے یہی حال ایک جج کا سُنا گیا بلکہ دیکھا ہے جس کے فیصلوں کی ولایت تک دھوم تھی ۔ کوئی پیچیدہ مسئلہ ہوتا تو اس کے فیصلے کو سرور کے وقت کے لیئے اُٹھا رکھتے اور جو لکھتے دوسرے اس کو سند گردانتے اور اُس سے استشہاد کرتے ۔ چونکہ لوگوں کے خیالات مختلف طرح کے ہیں ۔ یہی راگ بعض کے حق میں خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ کا موجب ثابت ہوا کہ دہلی اور لکھنؤ کی سلطنتیں ان ہی خرمستیوں کی نذر ہوئیں اور ابھی حال کا مذکور ہے کہ تیور س سال مولوی محمد حسین الہ آبادی خواجہ معین الدین چشتی کے عرس کی تقریب سے اجمیر گئے قوال نے حقانی غزل گائی ان پر ایک حالتِ خاص طاری ہوئی ۔ بدن میں تھرتھری چھوٹی آخر قفسِ عنصری سے روح پرواز کر گئی ۔ راگ اپنی ذات سے بُری چیز نہیں سننے والے اس کو بُرا بنا دیتے ہیں ؎

باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی راگ سُنا اور اُن کی موجودگی میں صحابہ نے سنا اور آپ نے سماع سے منع بھی فرمایا تو اجازت اور منع دو مختلف حیثیتوں سے دونوں بجائے خود درست ۔ اب ہم سے کوئی سماع کی حلت وحرمت کو پوچھے تو ہم کہیں گے اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ ؎ للمترجم

اِذَا كُنْتَ اَهْلًا لَّهٗ فَاسْتَمِعْ وَاِلَّا فَدَعْ وَاجْتَنِبْ وَامْتَنِعْ ؎

آپ اپنے دل سے فتوی لے۔

شکار و ذبح کے آداب

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ	(اے پیغمبر) لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ کون کون سی چیزیں اُن کے لیئے حلال کی گئی ہے سو تم اُن کو سمجھا دو کہ دکھانے کی ستھری چیزیں سب تمھارے لیئے حلال کردی گئی ہیں۔

۱؎ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں ۱۲ ۲؎ اس نے دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی یہی صریح گھاٹا ہے جو دکھلاتا ہے ۱۲ ۳؎ جب تو راگ سُننے کا اہل ہو تو سُن ورنہ اسے چھوڑ اور کنارہ کشی کر اور باز رہ ۱۲

حدِ اعتدال میں رکھنا بھی کارے دارد - پھر یہ لذتیں جو حواسِ خمسہ کے ذریعے سے حاصل کی جاتی ہیں - فانی اور عارضی ہونے کے علاوہ ادنے درجے کی لذتیں ہیں اور ان نعمتوں میں ذلیل تریں حیوانات بھی مشارک انسان ہیں بلکہ بعض صفتوں میں شریکِ غالب - اِن جسمانی لذتوں کے علاوہ جن کو ہم کبھی نعمت سے تعبیر کرتے ہیں اور کبھی قوت سے عقلی اور دماغی اور روحانی اعلیٰ درجے کی قوتیں ہیں جن کی وجہ سے انسان اشرف المخلوقات کہلاتا ہے سب سے برتر سب میں برگزیدہ ان تمام اعلےٰ درجے کی مجموعی قوتوں کا نام ہے قوتِ علم ؎

ازل سے جو علمی شرافت ملی ہے ۔۔۔ اِسی سے الٰہی خلافت ملی ہے

ان ادنے اور اعلےٰ درجے کی قوتوں میں ایک خاص طرح کا تعلّق ہے کہ ادنے درجے کی قوتیں معتدل حالت میں ہوں تو اعلےٰ درجے کی قوتوں کی تقویت کرتی ہیں ورنہ اُن کے حق میں مرض مُہلک کا حکم رکھتی ہیں اس کے علاوہ ایک بات لحاظ کے قابل اور ہے کہ جن کو اعلیٰ درجے کی قوتوں کی چاٹ لگی ہوتی ہے - ادنے درجے کی لذتیں اُن کو مزے کی معلوم نہیں ہوا کرتیں - ایک سچ مچ کا بہادر دشمن پر فتح پانے سے اتنا خوش نہیں ہوتا جتنا درگزر سے وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ[۱] درعفو لذتے ست کہ در انتقام نیست ٭ ایک بخیل کو جمع مال سے جو مسرّت ہوتی ہے تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا وَّ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا[۲] وہ اُس مسرّت کے مقابلے میں ہیچ ہے جو ایک سخی کو خرچ کرنے سے ہوتی ہے ؎

غنچۂ خنداں نہ ہو کیوں - کر کے زر اپنا برباد ۔۔۔ کہ اُڑانے ہی میں دولت کے ہیں دولت کے مزے

سجدے میں پائے تُم جو یہ ہر کس لطف سے ۔۔۔ یوں عبادت ہو تو زاہد ہیں عبادت کے مزے

اسی پر تمام لذتوں کو قیاس کر لو - غرض انسانی قوتیں دو گروہوں میں منقسم ہیں اَدنیٰ جسمانی - اعلیٰ روحانی جسمانی - اور روحانی قوتوں میں ایک دوسرے کے ساتھ موافقت اور مخالفت کے دونوں پہلو ہیں - مگر ایک گروہ کی قوتیں آپس میں ہمیشہ متحد اور ایک دوسرے کی مدد کے لیئے مستعد رہتی ہیں - اندھوں کی قوتِ سامعہ اور لامسہ عدم البصر کی تلافی کرتی ہے اور بسا اوقات سامعہ باصرہ کا کام دیتی ہے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ۔۔۔ بسا کیں دولت از گفتار خیزد

یہ مضمون بہت طول چاہتا ہے مگر ہم کو اس جگہ صرف قوتِ سامعہ پر بحث کرنی ہے تو حواس خمسہ کی قوتوں میں ہم کو باصرہ اور سامعہ دو قوتیں خطرناک معلوم ہوتی ہیں - باصرہ اس لیئے کہ اس کا برا استعمال منجر ہوتا ہے بدکاری کی طرف اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ[۳] اور اسی لیئے مسلمان مردوں کو حکم ہے يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ[۴] اور مسلمان عورتوں کو

---

[۱] اور غصے کو روکنے اور لوگوں (کے قصوروں) سے درگزر کرتے ہیں ۱۲ [۲] تم دمال کے ایسے حریص ہو کہ مُردوں تک کا ترکہ سمیٹ سمیٹ کر کھاتے ہو (اور تم کو عبرت نہیں ہوتی) اور مال کو بہت ہی عزیز رکھتے ہو ۱۲ ٭

[۳] آنکھیں زنا کا باعث ہوتی ہیں ۱۲ ٭

[۴] اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں ۱۲ ٭

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ
أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ
فِي أَيَّامِ مِنًى تُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَفِي
رِوَايَةٍ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثَ[1]
وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهٖ
فَانْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهَا
أَيَّامُ عِيدٍ وَفِي رِوَايَةٍ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ
عِيدًا وَهٰذَا عِيدُنَا + (صحیحین)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (میرے والد)
ابو بکر عید الضحیٰ اور ایام تشریق کے دنوں میں (کہ ان ہی کو ایام
منا کہتے ہیں) میرے پاس آئے اور میرے پاس (انصار کی) دو
لڑکیاں بیٹھی دُف بجا رہی اور گا رہی تھیں اور ایک روایت
میں آیا ہے کہ معرکہ بعاث میں جو رجز یہ اشعار انصار نے کہے تھے
گا رہی تھیں اور جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑھے لیٹے
تھے تو ابو بکر نے اُن لڑکیوں کو دھمکایا (اس دھمکی کی آواز
سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مُونہہ مبارک کھول
دیا اور فرمایا ابو بکر! انھیں چھوڑ دو (اور ملامت نہ کرو) کیونکہ ایام
منا عید کے دن ہیں (ان دنوں میں کھانا پینا اور مسرت و
شادمانی کرنا مباح ہے اگرچہ دُف بجانے اور گانے کے ساتھ ہو)
اور ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا ابو بکر! ہر قوم
کے لیئے عید ہے اور یہ (دن) ہماری عید (کا) ہے۔

لہ بعاث ایک جگہ کا نام ہے مدینے سے دس پڑاؤ کے فاصلے پر اسلام سے پہلے اس مقام پر اوس وخزرج میں جو انصار کے دو مشہور قبیلے ہیں پورے ایک سو بیس برس تک لڑائی ٹھنی رہی تو جس طرح شجاعان عرب کا دستور ہے کہ لڑائی کے موقع پر بہادروں کو اُبھارنے اُکسانے کے لیئے اپنے تفاخر کے اظہار میں اشعار پڑھتے ہیں اوس وخزرج نے بھی معرکہ بعاث میں اس طرح کے بہت سے اشعار پڑھے ہوں گے یہ لڑکیاں حضرت عائشہ کے پاس بیٹھی ہوئیں وہی اشعار گا رہی تھیں ۱۲+

من المترجم خدا نے انسان کی روح کو رنگ اور بُو اور ذائقے اور آواز اور لمس سے متلذذ ہونے کی صلاحیت دی ہے اور حواس خمسہ ظاہری ان لذتوں کے حاصل کرنے کے ذرائع ہیں ضرورت کے اعتبار سے یہ لذتیں مختلف مدارج کی ہیں یہاں تک کہ بعض شرط زندگی ہیں۔ اور بعض شرط عافیت کیا خوب کہا ہے **قطعہ**

دیدہ شکیبد ز تماشائے باغ + بے گل و نسریں بسر آرد دماغ
گر نبود دانش آگندہ پر خواب تواں کرد بحجر زیر سر
ورنہ بود دلبر ہم خوابہ پیش دست تواں کرد در آغوش خویش
این شکم بے ہنر پیچ پیچ صبر ندارد کہ بسازد بہ ہیچ

اسلامی شریعت کی تعلیم اس اصل پر مبنی ہے کہ انسان کی نظری قوتوں کے تمام سرچشمے جاری رہیں۔ مگر اعتدال کے ساتھ لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ[1] کا یہی مطلب ہے خدا نے یہ قوتیں ضرور کسی مصلحت سے انسان کو عطا فرمائی ہیں فِعْلُ الْحَكِيمِ لَا يَخْلُو عَنِ الْحِكْمَةِ[2] رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا[3] پس ان میں سے کسی قوت کا معدوم کرنا ضرر اور خلاف مرضی خداوندی ہے۔ مگر ان کا

لہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے ۱۲ ۲ حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوا کرتا ۱۲ ۳ اے ہمارے پروردگار تو نے اس کارخانۂ عالم کو فائدہ (تو) نہیں بنایا ۱۲+

فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْهُ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ إِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ صَالِحًا أَنْ أَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالدُّفِّ وَأَتَغَنَّى فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِي وَإِلَّا فَلَا فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَأَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ اسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ إِنِّي كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ أَنْتَ يَا عُمَرُ أَلْقَتِ الدُّفَّ (ترمذی)

کسی جہاد میں تشریف لے گئے واپس آئے تو ایک سیاہ فام عورت آپ کے پاس آکر کہنے لگی کہ اے رسولِ خدا میں نے منّت مانی تھی کہ خدا آپ کو صحیح سلامت واپس لائے گا تو میں آپ کے آگے دف بجاؤں گی اور گیت گاؤں گی جنابِ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واقع میں اگر تو نے منّت مانی ہے تو بجالے ورنہ نہیں چنانچہ اُس عورت نے دُف بجانا شروع کیا اتنے میں ابو بکر آئے اور وہ عورت دُف بجاتی رہی۔ علی آئے تو بھی بجاتی رہی عثمان آئے تو بھی بجائے چلی گئی پھر عمر آئے تو عورت دُف کو چوتڑ کے نیچے رکھکر اُس پر بیٹھ گئی ف۱ یہ دیکھ کر جنابِ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر! بے شک تم سے شیطان ڈرتا ہے میں بیٹھا رہا اور یہ (عورت) دُف بجائے گئی پھر ابو بکر آئے تو بھی بجائے چلی گئی علی آئے تو بھی بجاتی رہی عثمان آئے پھر بھی بجائے چلی گئی (لیکن) اے عمر جب تم آئے تو اس نے دُف (زمین پر) ڈال دیا ف۲

ف۱ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دُف کا بجانا اور غنا کرنا مباح ہے کیونکہ پیغمبر صاحب نے عورت کو وفائے نذر کی اجازت دی اور یہ بات اپنی جگہ ثابت ہو چکی ہے کہ منّت کا پورا کرنا جب ہی ضروری ہے کہ منّت کا جو از قبیلِ طاعت و قربت ہو معصیت کی منّت ماننا اور اُسے پورا کرنا جائز نہیں پس اگر ضربِ دف اور غنا مباح نہ ہوتے تو پیغمبر صاحب عورت کو وفائے نذر کی اجازت کس طرح دیتے ۱۲ ف۲ اکثر لوگ اس حدیث میں ایک اشکال پیش کیا کرتے ہیں کہ جب پیغمبر صاحب نے اس عورت کو غنا کرنے اور دف بجانے کا حکم فرمایا تو پھر آخر میں اُسے شیطانی کام کیوں کہا اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ عورت اس بات کی معتقد تھی کہ پیغمبر صاحب کا صحت و سلامتی کے ساتھ واپس آنا شکر گزاری اور سرور شادمانی کا موجب ہے اور واقع [illegible]

آداب السماع

عن الربيع بنت معوذ بن عفراء قالت جاء النبي صلى الله عليه وسلم فدخل حين بني علي فجلس على فراشي كمجلسك مني فجعلت جويريات لنا يضربن بالدف ويندبن من قتل من آبائي يوم بدر اذ قالت احداهن + وفينا نبي يعلم ما في غد + فقال دعي هذه وقولي بالذي كنت تقولين (بخاری)

معوذ کی بیٹی عفراء کی پوتی ربیع کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے پاس اس وقت آئے جب کہ میں اپنے شوہر کے گھر رخصت کی گئی تو آپ میرے بچھونے پر اسی طرح آ بیٹھے جیسا کہ تو بیٹھا ہے (ربیع کا خطاب اس شخص کی طرف ہے جو ان سے حدیث روایت کرتا ہے) پس ہماری چھوکریاں دف بجا بجا کر میرے باپ (اور ان چچاؤں کے) اوصاف گانے لگیں جو معرکۂ بدر میں شہید ہوئے تھے دفعۃً ایک چھوکری ان میں سے لگی کہنے اور ہم میں نبی ہے جو ان واقعات سے واقف ہے جو آئندہ پیش آئیں گے یہ سن کر جناب پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ اس بات کو چھوڑ دے اور جو پہلے کہہ رہی تھی وہی کہے جا۔

عن عامر بن سعد قال دخلت على قرظة بن كعب وابي مسعود الانصاري في عرس واذا جوار يغنين فقلت اي صاحبي رسول الله صلى الله عليه وسلم واهل بدر يفعل هذا عندكم فقالا اجلس ان شئت فاسمع معنا وان شئت فاذهب فانه قد رخص لنا في اللهو عند العرس + (نسائی)

سعد کے بیٹے عامر کہتے ہیں کہ میں کعب کے بیٹے قرظہ اور ابو مسعود انصاری کے پاس ایک ولیمے کی تقریب میں گیا دیکھتا ہوں کہ وہاں چند لڑکیاں گا رہی ہیں مجھے تعجب ہوا اور میں نے کہا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یارو! اور معرکۂ بدر میں شریک ہونے والو تمہارے پاس گانا گایا جاتا ہے اور تم بیٹھے سن رہے ہو ان دونوں نے جواب دیا کہ اگر تم چاہو بیٹھ جاؤ اور جس طرح ہم سن رہے ہیں تم بھی سنو اور چاہو تو (یہاں سے) چلے جاؤ کیونکہ ولیمے کی تقریب میں لہو کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

عن بريدة قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم

بریدہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ۝ مَلْعُونِينَ ۚ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا ۝ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۝ (الاحزاب ع ۸ پارہ ۲۲)

اگر (اپنی حرکات سے) باز نہ آئیں گے تو (اے پیغمبر ہم تم (ہی) کو ایک نہ ایک دن) اُن پر اُکسا دیں گے پھر (یہ لوگ) مدینے میں تمھارے پڑوس میں ٹھیرنے پائیں گے نہیں مگر چند روز (عارضی طور پر پھر) ان کا یہ حال ہوگا کہ (ہر طرف سے) پھٹکارے ہوئے جہاں ملے اور مار کر ٹکڑے اُڑا دیئے جو لوگ پہلے ہو گزرے ہیں اُن میں بھی) خدا کا (یہی) دستور رہا ہے اور (اے پیغمبر) تم خدا کے دستور میں ہرگز (کسی طرح کا) ردّوبدل نہ پاؤ گے ف

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۴۸) مگر اگلی پچھلی آیتوں کی مناسبت سے ہمارا ذہن اس طرف منتقل ہوا تھا کہ اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے افک کی طرف اشارہ ہو تو عجب نہیں جس کا بیان مفصل قرآن کی سورہ نور میں اور بیان مختصر اسی کتاب کے دوسرے حصے احترام ازواج مطہرات کے عنوان میں گزر چکا ۱۲

ف اس میں اُن لوگوں پر ملامت ہے جو مسلمانوں کو تشویش میں ڈالنے کی غرض سے جھوٹی جھوٹی خبریں اُڑاتے اور بُری افواہیں پھیلاتے ہیں اصل میں ارجاف اور تشیع دونوں کے ایک معنے ہیں ایک بات سُن کر بے تحقیق کیے ہوئے دوسرے کو پہنچانا اور چونکہ شارع کی طرف سے اس پر سخت وعید ہے اس لیئے مسلمانوں کو ضرور ہے کہ اول تو خبر بد سنیں ہی نہیں اور سُنیں تو اُس کا چرچا نہ کریں اور اسی مقصد کے ظاہر کرنے کے لیئے ہم نے اس آیت کو کان کے آداب میں رکھا ۱۲

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ (صحیحین)

حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ جو شخص پس پردہ کھڑے ہو کر لوگوں کی باتیں سُنتا ہے جنّت میں نہ جائے گا۔

من المترجم یہ بھی ایک قسم کی چوری ہے چور مال چُراتا اور قتّات لوگوں کے راز اور فی اغلب الاحوال راز کی چوری کا نتیجہ ہے غیبت۔ غیبت چوری ایک سے بدتر ایک۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَتَمَثَّلُ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيثِ مِنَ الْكَذِبِ فَيَتَفَرَّقُونَ فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا أَعْرِفُ وَجْهَهُ وَلَا أَدْرِي مَا اسْمُهُ يُحَدِّثُ (مسلم)

ابن مسعود کہتے ہیں کہ شیطان آدمی کی صورت میں متشکل ہو کر ایک قوم کے پاس آتا اور اُن سے جھوٹی جھوٹی باتیں بیان کرتا ہے پھر لوگ متفرق ہوتے اور اُن میں کا ایک شخص کہتا ہے کہ (میں نے یہ بات) ایک ایسے آدمی سے سُنی ہے جس کے چہرے کو تو میں پہچانتا ہوں اور اُس کا نام نہیں جانتا ف

ف خلاصہ حدیث یہ ہے کہ کسی بات کے سُننے اور سُنکر دوسرے سے نقل کرنے میں احتیاط کرنی چاہیئے یعنی تا وقتیکہ بات کہنے والے کے صدق پر وثوق کامل نہ ہو اور اُس کے احوال کی پوری طرح معرفت نہ ہو اُس بات کو سُنے ہی نہیں اور سُنے تو دوسرے سے بیان نہ کرے ۱۲۔

شُهَدَاءَ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَاُولٰئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝ وَلَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (نور ع ۲ پارہ ۱۸)

گواہ کیوں نہ لائے پھر جب گواہ نہ لا سکے تو خدا کے نزدیک (بس) یہی جھوٹے ہیں اور اگر تم (مسلمانوں) پر دنیا اور آخرت میں خدا کا فضل اور اُس کا کرم نہ ہوتا تو جیسا تم نے ایسی (نالائق) بات کا چرچا کیا تھا اس میں تم پر کوئی بڑی آفت نازل ہو گئی ہوتی کہ تم لگے اپنی زبانوں سے اُس کی نقل در نقل کرنے اور اپنے مُونہ سے ایسی بات بکنے جس کی تم کو مطلق خبر نہیں اور تم نے اُس کو ایسی ہلکی (سی) بات سمجھا حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے اور جب تم نے ایسی (نالائق) بات سنی تھی (سنتے کے ساتھ) کیوں نہیں بول اُٹھے کہ ہم کو ایسی بات مُونہ سے نکالنی زیبا نہیں حاشا وکلّا یہ تو بڑا (بھاری) بُہتان ہے (مسلمانو!) خدا تم کو نصیحت کرتا ہے کہ اگر ایمان رکھتے ہو تو پھر کبھی ایسا نہ کرنا۔ اور اللہ (اپنے) احکام تم سے (کھول) کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ (سب کے حال سے) واقف (اور) حکمت والا ہے جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی باتوں کا چرچا ہو اُن کے لیئے دنیا میں عذابِ دردناک ہے اور آخرت میں (بھی) اور (ایسے لوگوں کو) اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ؏

؏ یہ اُس لمبے قصّے کی ابتدائی آیتیں ہیں جو اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے افک کے بارے میں نازل ہوئیں پورا قصّہ ہم الحقوق کے دوسرے حصّے صفحہ (۲۲) میں لکھ آئے ہیں وہاں ملاحظہ ہو۔ اس قصے سے ہمارے عنوان کو صرف اتنا ہی تعلق ہے اور اتنے ہی تعلق کی وجہ سے ہم نے ان آیتوں کو لیا بھی ہے کہ مسلمان کو چاہیئے کہ جب اُن کے کان میں کوئی بات پڑے تو تحقیق و تفتیش کے بدوں نہ تو اُس کی نسبت کوئی رائے قائم کریں نہ اُس کو لوگوں میں پھیلائیں بلکہ مسلمانوں کے ساتھ نیک گمان رکھیں اور جب کے صدق و کذب کو حوالہ بخدا کریں کہ اسی میں عافیت ہے ۱۲

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ

منافق اور وہ لوگ جن کی نیتیں بد ہیں اور جو لوگ مدینے میں جھوٹی جھوٹی افواہیں پھیلایا کرتے ہیں ول

ول جھوٹی افواہیں پھیلانے کی نسبت مفسرین نے لکھا ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جب مسلمانوں کا کوئی لشکر یا فوج کا دستہ جہاد کے لیئے جاتا تو کچھ لوگ مدینے میں بُری افواہیں پھیلاتے پھرتے کہ مسلمان ہارے اور بھاگے اور مارے گئے ان افواہوں کی وجہ سے مجاہدین کے عزیزوں اور رشتے داروں میں تشویش ہوتی تھی اور یہ آیت انہی افواہ بد پھیلانے والوں کے حق میں نازل ہوئی ہے (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَّنْظُرُ اِلٰی مَحَاسِنِ امْرَأَۃٍ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ثُمَّ یَغُضُّ بَصَرَہٗ اِلَّا اَحْدَثَ اللّٰہُ لَہٗ عِبَادَۃً یَّجِدُ حَلَاوَتَہَا ۔ (مسند امام احمد)

ابو امامہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کسی عورت کی خوبیوں کو اوّل دفعہ (یعنی نظرِ فجأۃ) دیکھے پھر اپنی نظر نیچی کرلے خدا اُس کے لیئے ایک ایسا طریقہ عبادت پیدا کردیتا ہے کہ اُس (عبادت) کی حلاوت و شیرینی پاتا ہی ہے[1]

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ ۔ (مشکوٰۃ)

حسن بصری بطریق ارسال[ا] کہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پونہچی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا اُس شخص پر لعنت کرے جو کسی اجنبی عورت کو دیکھے اور اُس عورت پر بھی جو اپنے دکھانے پر راضی ہوئی[2]

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلنَّظَرُ سَہْمٌ مَّسْمُوْمٌ مِّنْ سِہَامِ الشَّیْطَانِ (الترغیب والترہیب)

جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نظر شیطان کے تیروں میں سے زہر کا بجھا ہوا ایک تیر ہے ۔

[1] یہ حلاوت خوفِ خدا کی ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ۱۲ [2] اس لیئے کہ نظر بدکاری کی تمہید ہے ۱۲

کان کے آداب

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ مِّنْکُمْ لَا تَحْسَبُوْہُ شَرًّا لَّکُمْ بَلْ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ لِکُلِّ امْرِیءٍ مِّنْھُمْ مَّا اکْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ مِنْھُمْ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِہِمْ خَیْرًا وَّ قَالُوْا ھٰذَآ اِفْکٌ مُّبِیْنٌ ۝ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَیْہِ بِاَرْبَعَۃِ

(مسلمانو!) جن لوگوں نے (اُمّ المومنین عائشہ کی نسبت) طوفان اُٹھا کھڑا کیا تم ہی میں کا ایک گروہ ہے اس (طوفان) کو اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تمھارے حق میں بہتر ہوا (کہ سچّے مسلمان اور منافق پہچان پڑے) طوفان اُٹھانے والوں میں سے جتنا گناہ جس نے سمیٹا (اُس کی سزا) بھگتے گا اور جس نے اُن میں سے طوفان کا بڑا حصہ لیا (ویسی ہی) اُس کو بڑی سخت) سزا ہوگی (مسلمانو!) جب تم نے ایسی (نالائق) بات سُنی تھی ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں نے اپنے مُسلمان بھائی بہنوں کے حق میں نیک گمان کیوں نہ کیا اور سُنتے کے ساتھ ہی کیوں نہ بول اُٹھے کہ یہ صریح بُہتان ہے (جن لوگوں نے یہ طوفان اُٹھا کھڑا کیا) اپنے بیان کے ثبوت میں چار

[ا] حدیث کی آخر سند سے راوی کا ساقط ہونا یہی ارسال ہے مثلاً تابعی کہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

ایجاب وسلب کا لفظی تفاوت ہے ورنہ ہیں دونوں حکم یعنی بجائے اس کے کہ زینت کے مقامات کو ظاہر مت ہونے دو یوں کہا جائے کہ زینت کے مقامات کو چھپاؤ۔ ظاہر نہ ہونے اور چھپاؤ کا مطلب ایک ہے مگر ظاہر نہ ہونے دو نہی ہے اور چھپاؤ امر۔ نظر نیچی رکھنا ایک تدبیر ہے نفس میں تقاضائے طلب کے نہ پیدا ہونے دینے کی۔ مقصود اصلی ہے شرمگاہ کی حفاظت جس سے مُراد یہ ہے کہ سوائے نکاح متعارف کے کسی طریقے سے شرمگاہ کو کام میں نہ لایا جائے۔ اس سے جلق اور لواطۃ اور وطی بالبہائم اور سحق (چپٹی بازی) سب کی حرمت نکلی۔ اخفائے مقامات زینت کے حکم کو عورتوں کے ساتھ خاص کرنے سے معلوم ہوا کہ مرد عورتوں کا سا بناؤ سنگار کرے تو وہ زنخہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ زِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ وَزِنَا الْاَیْدِیْ الْبَطْشُ وَزِنَا الرِّجْلِ الْمَشْیُ وَالْفَرْجُ یُصَدِّقُ وَیُکَذِّبُ (ترمذی)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آنکھ کا زنا (نامحرم کو) دیکھنا اور ہاتھوں کا زنا (نامحرم کو) پکڑنا اور پاؤں کا زنا (نامحرم کی طرف) چلنا ہے اور ستر (ان کی) تصدیق کرتا اور تکذیب کرتا ہے ف۱

عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِیْ (مسلم)

عبد اللہ کے بیٹے جریر کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ بیکایک عورت پر بیکایک نظر پڑ جائے تو کیا کرے پیغمبر صاحب نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اپنی نظر کو فوراً (اُدھر سے) پھیر لوں۔

عَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ یَا عَلِیُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَكَ الْاُوْلٰی وَلَیْسَتْ لَكَ الْاٰخِرَةُ (ترمذی)

بریدہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی! ایک نظر جو بیکایک (کسی نامحرم پر) پڑ جائے تم اُس کے پیچھے دوسری دفعہ نظر مت کرو کیونکہ پہلی دفعہ نظر کرنا قابل درگزر ہے اور دوسری دفعہ (قصداً) نظر کرنا ناجائز۔

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ یَا عَلِیُّ لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی فَخِذِ حَیٍّ وَّلَا مَیِّتٍ (ابوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے (یعنی مجھ سے) فرمایا علی! اپنی ران نہ کھولو اور نہ کسی مُردے اور زندے کی ران پر نظر کرو ف۱

من المترجم: مگر ہمارے ملک میں اس سے تحرز ممکن نہیں عموماً غریب آدمی لنگوٹیاں باندھے پھرتے ہیں اُن کو زنا مقصود نہیں اور ہندو تو یوں بھی اتنے تستر کی پروا نہیں کرتے۔

ف۱ یعنی نظر اور بطش اور مشی سب داخل ارادہ ہیں اور تصدیق و تکذیب فرج سے مراد ہے توقیع و عدم توقیع ۱۲

اَتَدْرُوْنَ مَا اَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ اَلْاَجْوَفَانِ اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ (ترمذی)

کیا تم جانتے ہو کہ لوگوں کو سب سے زیادہ کون چیز دوزخ میں لے جا داخل کرے گی وہ دو چیزیں ہیں اندر سے خالی ایک مونہ دکہ زبان بھی اُس میں شامل ہے) اور دوسرے ستر۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَمَتَ نَجَا (ترمذی)

عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خاموشی اختیار کی اُس نے آفات و بلیات سے نجات پائی۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا النَّجَاةُ فَقَالَ اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ (ترمذی)

عامر کے بیٹے عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر عرض کیا کہ (دنیا و آخرۃ میں) نجات کا سبب کیا ہے پیغمبر صاحب نے جواب دیا کہ اپنی زبان کا مالک بن جا اور تیرا گھر تجھے گنجائش دے (یعنی تنہائی میں مصروف عبادت رہ) اور اپنی تقصیرات پر رو[ل]

ل اسی حصہ کے باب الاخلاق میں فضائل قوۃ غضبیہ کے عنوان "حفظ اللسان اور کم گوئی" اور رذائل قوت شہویہ کے عنوان "غیبت اور چغلخوری" کو پڑھو گے تو آداب اللسان کی مزید توضیح پاؤ گے تکرار کے خوف سے ہم یہاں اُن کا اعادہ نہیں کرتے ۱۲

آنکھ کے آداب

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ج (نور ع ۴ پارہ ۱۸)

(اے پیغمبر) مسلمانوں سے کہو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی صفائی حفاظت کریں اس میں اُن کی زیادہ صفائی ہے (لوگ) جو کچھ بھی کیا کرتے ہیں اللہ کو سب خبر ہے اور (اے پیغمبر) مسلمان عورتوں سے کہو کہ (وہ بھی) اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت (کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیں مگر جو اُس میں سے (چار و ناچار) کھلا رہتا ہو تو اُس کا ظاہر ہونے دینا مضائقہ کی بات نہیں۔ [و۱]

و۱ یہ پوری آیت معہ ترجمہ و فوائد حصہ دوم حقوق الزوجین کے عنوان "پردے" میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ ہو ۱۲

من المترجم آیۃ کے اتنے سے ٹکڑے میں غض بصر (نظر نیچی رکھنا) اور حفظ فرج (شرمگاہ کی حفاظت) دو تو امر ہیں مرد اور عورت دونوں سے متعلق اور زینت (کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دینا ایک نہی ہے صرف عورتوں سے متعلق۔ امر و نہی میں

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَحْسَنَ مَا دَخَلَ الرَّجُلُ اَهْلَهٗ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ اَوَّلُ اللَّيْلِ (ابوداؤد)

جابر سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے لئے اپنے اہل خانہ کے پاس آنے کا سب سے بہتر اور عمدہ وقت جبکہ وہ سفر سے واپس آئے (اور سفر بھی قریب کا سفر ہو یا سفر بعید ہو مگر اُس کے آنے کی خبر مشہور ہو گئی ہو ف) اوّل شب ہے۔

ف ہم نے جو عبارت بریکٹ میں بڑھائی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث جابر بظاہر حدیث انس کے جو اس سے پہلے نمبر (۱۰) میں ہے مخالف معلوم ہوتی تھی کیونکہ وہاں مسافر کو رات میں آنے سے منع کیا گیا ہے۔ بریکٹ کی عبارت بڑھانے سے دونوں حدیثوں میں تطبیق ہو گئی خلاصہ یہ کہ اگر مسافر بہت دنوں میں سفر سے آیا ہے اور آیا بھی ہے تو اس طرح کہ اُس کے آنے کی خبر مشہور نہیں ہوئی تو اُسے رات کے وقت اپنے گھر میں آنا بہتر نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی ایسی بات نظر پڑے جو اُسے ناگوار ہو اور جو تھوڑے ہی دنوں میں سفر سے لوٹ آیا ہے یا اُس کے آنے کی خبر مشہور ہو گئی ہے تو اُسے رات کے وقت گھر آنے کا کچھ مضائقہ نہیں۔ رہی اُن دعاؤں کی تفصیل جو سفر میں جاتے یا سفر سے آتے یا کہیں ٹھہرتے وقت پڑھی جاتی ہیں اس کا ذکر ہم حصہ اول کی کتاب الصلوٰۃ دعاؤں کے عنوان میں کر چکے ہیں اس باب کے ساتھ اُسے بھی ملا کر پڑھو۔ احادیث نمبر ۹ و ۱۰ و ۱۱ میں جو مصلحت مضمر ہے اُس کو خانہ دار آدمی خود سمجھ لے گا۔ احادیث باب کی ہدایتیں اُس وقت کی حالت کو بتا رہی ہیں اور اُسی پر متفرع بھی ہیں کہ ملک ویران ہے۔ راستے ناپید امن مفقود لیکن خدا کے فضل سے ہمارے یہاں ریلوں کی وجہ سے جنگل میں منگل ہو رہا ہے امن کا یہ حال ہے کہ اندھیری رات میں اکیلے سونا اُچھالتے چلے جاؤ کوئی پوچھنے والا نہیں کہ تمہارے مُونہ میں کے دانت ہیں اور جہاں ویرانی اور بدامنی ہو وہاں کا سفر اب بھی احتیاط چاہتا ہے۔ ۱۲

آداب اللسان

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ (بخاری)

سعد کے بیٹے سہل سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے (خوش کرنے کے) لیے اُس چیز کی محافظت) کا ضامن ہوتا ہے (یعنی عہد کرتا اور اپنے اوپر الزام کر لیتا ہے) جو دونوں جبڑوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان میں ہے (یعنی زبان اور ستر) تو میں اُس کے لئے جنت کا ضامن ہوتا ہوں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کی طرف روئے سخن کر کے) فرمایا بھلا تم جانتے ہو کہ لوگوں کو سب سے زیادہ کون چیز جنت میں داخل کرے گی (پھر خود ہی فرمایا کہ) وہ خدا سے ڈرنا اور خوش خلقی (اختیار کرنا) ہے

يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ فَاِذَا قَضٰى اَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهِ (صحيحين)

کہ تم میں کے ایک مسافر کو سونے سے کھانے سے پینے سے روکتا ہے تو جب تم میں کا کوئی (مسافر) اپنی ضرورت کو اس طریقے پر پورا کر چکے جس طریقے پر پورا کرنا چاہتا تھا تو اپنے گھر بار کی طرف لوٹ آنے میں جلدی کرے ف۱

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِصِبْيَانِ اَهْلِ بَيْتِهِ وَاِنَّهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَسُبِقَ بِيْ اِلَيْهِ فَحَمَلَنِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جِيْءَ بِاَحَدِ ابْنَيْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاَرْدَفَهُ خَلْفَهُ قَالَ فَاُدْخِلْنَا الْمَدِيْنَةَ ثَلَاثَةً عَلٰى دَابَّةٍ (مسلم)

جعفر کے بیٹے (ابو طالب کے پوتے) عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ جب آپ سفر سے واپس تشریف لاتے تو لوگ اہل بیت کے چھوٹے چھوٹے بچے (مدینے سے باہر کچھ فاصلے پر) آپ کے پاس لے جایا کرتے تھے (ایک دفعہ کا ذکر ہے) کہ پیغمبر صاحب سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے تو لوگ سب سے آگے مجھے آپ کے پاس لے گئے آپ نے مجھے اپنے آگے سوار کر لیا پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک صاحبزادے (امام حسن یا امام حسین) کو کوئی لے آیا اور آپ نے انھیں اپنے پیچھے بٹھا لیا ف۲ عبد اللہ کہتے ہیں پھر ہم تینوں آدمی ایک سواری پر سوار ہوئے مدینے داخل کیے گئے۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا فَلَا تَدْخُلْ اَهْلَكَ حَتّٰى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ (صحيحين)

انسؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جب تو سفر سے رات کے وقت اپنے وطن میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کے پاس اس وقت تک نہ جا کہ مغیبہ (وہ عورت جس کا شوہر اس سے غائب یعنی سفر میں ہو) زیر ناف کے بال لے لے اور جس کے سر کے بال پریشان ہوں کنگھی چوٹی کرے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا طَالَ اَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ اَهْلَهُ لَيْلًا (صحيحين)

انسؓ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کا کوئی شخص بہت دنوں تک سفر میں رہا ہو تو سفر سے لوٹتے ہوں کو رات کے وقت اپنے اہل خانہ کے پاس نہ آئے

ف۱ یہ واقعات نفس الامری ہیں سفر میں تھوڑی بہت تکلیف تو علی قدر مراتب سب ہی کو ہوتی ہے ع کہ عادت ہے اگرچہ ترک عادات۔ بلا ضرورت پردیس میں رہنا کس کو بھلا معلوم ہوتا ہے مگر اس کے ساتھ السفر وسیلۃ الظفر بھی ہے ۱۲۔

ف۲ یہ بھی بشری طبیعت کا تقاضا ہے کہ آدمی پردیس سے آتا ہے تو سب سے پہلے بچوں کے ساتھ اختلاط کرتا ہے اور بچے اس سے مل کر خوش ہوتے ہیں ۱۲ +

لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا وَکَانَ اِذَا بَعَثَ سَرِیَّةً اَوْ جَیْشًا بَعَثَھُمْ مِنْ اَوَّلِ النَّھَارِ وَکَانَ صَخْرٌ تَاجِرًا فَکَانَ یَبْعَثُ تِجَارَتَهٗ اَوَّلَ النَّھَارِ فَاَثْرٰی وَکَثُرَ مَالُهٗ (ترمذی۔ ابوداود)

میری اُمت کو سویرے اُٹھنے اور سویرے سویرے سفر کرنے میں برکت عطا فرما اور پیغمبر صاحب کا قاعدہ تھا کہ آپ کوئی فوج یا لشکر بھیجتے تو دن کے اوّل حصے میں روانہ فرماتے اور صخر (راوی حدیث) تاجر تھے تو وہ بھی اپنا مالِ تجارۃ دن کے شروع حصے میں بھیجا کرتے تھے پس تھوڑے ہی عرصے میں) مالدار ہوگئے اور اُن کے پاس بہت سا مال جمع ہوگیا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا کَانَ ثَلٰثَةٌ فِیْ سَفَرٍ فَلْیُؤَمِّرُوْا اَحَدَھُمْ (ابوداود)

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سفر میں تین آدمی ہوں (یعنی تین آدمی مل کر سفر کر رہے ہوں) تو اُن میں سے ایک کو اپنا حاکم و امیر مقرر کر لینا چاہیئے (تاکہ سواری سے اُترنے چڑھنے اور ٹھیرنے اور کوچ کرنے وغیرہ میں اختلاف واقع ہو تو وہ اختلاف رفع کردے) ف۱

عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ قَالَ کَانَ النَّاسُ اِذَا نَزَلُوْا مَنْزِلًا تَفَرَّقُوْا فِی الشِّعَابِ وَالْاَوْدِیَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ تَفَرُّقَکُمْ فِیْ ھٰذِهِ الشِّعَابِ وَالْاَوْدِیَةِ اِنَّمَا ذٰلِکُمْ مِنَ الشَّیْطٰنِ فَلَمْ یَنْزِلُوْا بَعْدَ ذٰلِکَ اِلَّا انْضَمَّ بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضٍ حَتّٰی یُقَالَ لَوْ بُسِطَ عَلَیْھِمْ ثَوْبٌ لَعَمَّھُمْ (ابوداود)

ابو ثعلبہ خشنی کہتے ہیں کہ (ابتدا میں) جب لوگ کسی منزل میں اُترتے تو پہاڑ کی گھاٹیوں اور نالوں میں الگ الگ اُترتے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) تمھارا ان گھاٹیوں اور نالوں میں الگ الگ پھیلنا اور جدا جدا پڑاؤ ڈالنا شیطان (کے دھوکے) سے ہے ف۲ چنانچہ اس مناہی کے بعد صحابی جب کسی منزل میں اُترتے ایک دوسرے سے مل کر اُترتے حتّٰی کہ کہا جاتا تھا کہ اگر اُن پر کوئی کپڑا تان دیا جاتا تو وہ سب کو اپنے دامن میں چھپا لیتا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے

ف۱ اس سے مقصود ہے سدِّ باب اختلاف کہ اختلاف کسی بات میں ہو اُس کا نتیجہ بد ہوتا ہے ۱۲

ف۲ یعنی شیطان چاہتا ہے کہ ایک دوسرے سے الگ رہو تاکہ دشمن تم پر قابو پاکر تکلیف پہنچائیں اور پاس پاس اُترنے سے ضرورت پڑے پر تعاون میں آسانی ہوتی ہے اور یہ فائدہ کیا کم ہے ۱۲

ہیں کہ جناب پیغمبر صاحب فال نیک سے بہت خوش ہوا کرتے تھے تو چونکہ خمیس کے معنے لشکر کے بھی ہیں اور اس میں ایک طرح کا تفاؤل ہے یعنی مخالف کے لشکر پر فتح حاصل ہوگی علاوہ بریں خمیس کا لفظ خمس غنیمت پر بھی دلالت کرتا ہے اور یہ دوسرا تفاؤل ہے اس سے آپ کو یوم الخمیس یعنی جمعرات ہی کو سفر کرنا پسند تھا اب ایک توجیہ ہم کو بھی سوجھی ہے کہ جمعرات کا دن مبارک اس سے ہے کہ وہ جمعہ کی تمہید ہے کیونکہ اہل عرب کے ہاں آفتاب کے غروب ہونے کے بعد ہی سے دوسرا دن شروع ہو جاتا ہے اور خود اس دن کا نام (جمعرات) ہی اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ جمعہ کی تمہید ہے جمعرات یعنی جمعہ کی رات اور روز جمعہ کی فضیلت کتب احادیث میں بہت کچھ آچکی ہے از انجملہ یہ کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بَیْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِیْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ ثُمَّ هٰذَا یَوْمُهُمُ الَّذِیْ فُرِضَ عَلَیْهِمْ یَعْنِیْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاخْتَلَفُوْا فِیْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهٗ وَالنَّاسُ لَنَا فِیْهِ تَبَعٌ اَلْیَهُوْدُ غَدًا وَّالنَّصَارٰی بَعْدَ غَدٍ (صحیحین)
اس حدیث کا ترجمہ اور دیگر فضائل جمعہ حصہ اول کے باب صلوٰۃ الجمعہ میں ملاحظہ ہوں ۱۲ منہ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی الْوَحْدَةِ مَا اَعْلَمُ مَا سَارَ رَاکِبٌ بِلَیْلٍ وَّحْدَہٗ (بخاری)	عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو تنہا سفر کرنے کی تکلیفیں معلوم ہوتیں جو مجھے معلوم ہیں تو سوار بھی (جسے بہ نسبت پیادے کے کم مشقت اٹھانی پڑتی ہے) رات کو تنہا سفر نہ کرتا۔
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرْتُمْ فِی الْخِصْبِ فَاَعْطُوا الْاِبِلَ حَقَّهَا مِنَ الْاَرْضِ وَاِذَا سَافَرْتُمْ فِی السَّنَةِ فَاَسْرِعُوْا عَلَیْهَا السَّیْرَ وَاِذَا عَرَّسْتُمْ بِاللَّیْلِ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِیْقَ فَاِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَاْوَی الْهَوَامِّ بِاللَّیْلِ (مسلم)	ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! جب تم فراخ سالی میں سفر کرو تو اونٹ (وغیرہ سواری) کو زمین سے اس کا حق دے دیا کرو (یعنی تھوڑے تھوڑے دفعے سے چھوڑ دیا کرو کہ سواریاں چریں اور تازہ دم ہو کر تیز چلیں) اور جب قحط سالی میں سفر کرو تو جلد چلو (تاکہ سواریاں ضعیف ہونے سے پہلے تمہیں منزل المقصود تک پہنچا دیں) اور تمہیں پچھلی رات میں اترنے کا اتفاق ہو تو رستے سے ایک طرف ہو جاؤ کیونکہ رات کو رستے چارپایوں کی راہیں اور کاٹنے والے جانوروں کی جائے رجوع ہیں
عَنْ صَخْرِ بْنِ وَدَاعَةَ الْغَامِدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ	وداعہ غامدی کے فرزند صخر سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خداوندا!

جو کثافت جمع ہو گئی تھی پیٹ اُس سے صاف ہو جائے ایسے بچے لوگ پیغمبر صاحب پاس لاتے اور وہ چھوہارا چبا کر بچے کے موہنھ
میں اُنگل دیتے اسی طرح ذرا کسی کا سر دُکھتا اور وہ دوا پوچھنے پیغمبر صاحب پاس دوڑا آتا اور پیغمبر صاحب بقدر معلومات اُس کو تدبیر
بتا دیتے اس طرح پر معالجات نبوی کی ایک کتاب بن گئی جو طبِ نبوی کے نام سے مشہور ہے تو ان باتوں کو رسالت
سے کچھ تعلق نہیں۔ اور معالجات جالینوس کے آگے کوئی مُسلمان ان پر عمل کرتا بھی نہیں ورنہ طب یونانی کا کبھی کا بیڑا غرق ہو گیا ہوتا
طب کے متعلق دوسری بات انگریزی یا ڈاکٹری دواؤں کی ہے کہتے ہیں کہ ان کی کوئی دوا شراب کی لاگ کے بدون نہیں بن سکتی
اور شراب حرام ہے ہم کو تو شراب کی لاگ کا ذاتی علم ہے نہیں اور لوگوں کی بدگمانی کی بھی انتہا نہیں ع بدگماں وہم کی دارو نہیں
لقماں کے پاس۔ ابھی کے دن ہوئے کہ لوگ انگریزوں کے ساتھ کھانے پینے سے پرہیز کرتے تھے اور ابھی تک کرتے ہیں اور ہمارا
مسلک ہے الاصل فی الاشیاء الحلۃ ہم محض بدگمانی پر ان بعض الظن اثم انگریزی دواؤں پر حرمت کا حکم لگا نہیں سکتے ہیں
کس طرح یقین ہو سکتا ہے کہ انگریزی دواؤں میں شراب کی لاگ ہے اور جس طرح دواؤں میں شراب کی لاگ ہونے کا یقین نہیں
اسی طرح اس کا بھی یقین نہیں کہ بالفرض دواؤں میں شراب کی لاگ ہے تو اُس میں سُکر بھی ہے۔

آداب السفر

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَلَّمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ اِلٰی سَفَرٍ اِلَّا یَوْمَ الْخَمِیْسِ (ابوداؤد)

مالک کے بیٹے کعب کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن کے سفر کے علاوہ (اور دنوں میں) بہت کم سفر میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔

من المترجم یوم الخمیس یعنی جمعرات کے روز جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر کرنا بہت پسند تھا اور اسی لیے آپ جمعرات کو چھوڑ کر
اور دنوں میں بہت ہی کم سفر کے لیے نکلا کرتے تھے جمعرات کے روز آپ کو سفر کرنا کیوں پسند تھا اس کی علما نے چند توجیہیں کی ہیں۔ ایک یہ کہ جمعرات کا
دن اصل میں بڑی برکت کا دن ہے کہ اس میں بندوں کے اعمال بارگاہِ خداوندی میں پیش ہوتے ہیں اور چونکہ پیغمبر صاحب کا سفر فی اغلب الاحوال
جہاد کے لیے ہوا کرتا تھا اور جہاد افضل الاعمال ہے اس لیے آپ کو یہ بات زیادہ پسند تھی کہ جمعرات ہی کے روز سفر کے لیے باہر نکلیں تاکہ اور اعمال
کے شمول میں یہ عمل بھی درگاہِ خداوندی میں پیش ہو۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ بحساب جمل لفظ خمیس کے عدد دوسرے دنوں کے ناموں کے عدد
سے زیادہ ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہو کہ جس طرح فارسی میں یکشنبہ اتوار کو۔ دوشنبہ پیر کو سہ شنبہ منگل کو چہار شنبہ بدھ کو پنجشنبہ جمعرات کو کہتے ہیں
اسی طرح یوم الاحد اتوار کو۔ یوم الاثنین پیر کو۔ یوم الثلثا منگل کو۔ یوم الاربعا بدھ کو۔ یوم الخمیس جمعرات کو کہتے ہیں تو یوم الخمیس
یعنی جمعرات کے دن دوسرے دنوں کے اعداد کو پورا کر دیا اس کے بعد کوئی دن ایسا نہیں جس میں عدد شامل ہو کیونکہ جمعہ اور یوم السبت
(شنبہ بمعنے ہفتہ) عدد سے خالی ہے تو جب جمعرات کا دن بلحاظ عدد اتم الایام تھا پیغمبر صاحب کو اسی دن میں سفر کرنا زیادہ پسند تھا مگر ان دونوں توجیہوں
سے وہ توجیہ زیادہ پسندیدہ ہے جو صاحب مجمع البحار نے اختیار کی ہے اس لیے کہ اس زمانے کی طبائع کے لیے زیادہ قریب الفہم ہے وہ کہتے

شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سُقْمًا (ابوداؤد)	شفا بھی وہ کہ جو کسی بیماری کو چھوڑے نہیں ف۱
عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اكْتَوٰى اَوِ اسْتَرْقٰى فَقَدْ بَرِئَ مِنَ التَّوَكُّلِ (ترمذی۔ ابن ماجہ)	شعبہؓ کے بیٹے مغیرہ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے زخم پر داغ دیا یا منتر جنتر پڑھوایا وہ درجۂ توکل سے نکل گیا ف۲

ف۱ خلاصہ یہ کہ امراض و تکالیف کے دفع کرنے کے لئے تمام منتر و افسوں جائز ہیں بشرطیکہ آیات قرآنی اور اذکار الٰہی ہوں مگر جو منتر اور تعویذ جنبی لغت میں ہوں یا جو نامعلوم المعانی ہوں وہ ناجائز ہیں کیونکہ احتمال ہو کہ اُس میں کلمات کفر بھی ہوں۔ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ منتروں کے جواز پر جمہور علماء کا اجماع ہو جبکہ اُن میں تین باتیں جمع ہوں ایک یہ کہ جن لفظوں کے ساتھ منتر پڑھا جائے کلام اللہ کے الفاظ ہوں یا اسماء الٰہی ہوں یا صفات ہوں دوسرے عربی زبان میں ہوں یا ایسی زبان میں جو اُس زمانے میں مشہور ہو اور اُن کے معانی آسانی سے سمجھے جا سکتے ہوں تیسرے منتر کرنے اور کرانے والے اس بات کا اعتقاد ہو کہ منتر بذاتہ موثر نہیں ہو سکتا بلکہ بوسیلۂ تقدیر الٰہی اثر کرتا ہے۔ رہا تعویذ کا گردن میں لٹکانا یا بازو پر باندھنا اس میں اگرچہ بعض علماء نے کلام کیا ہے مگر اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے بوجود شرائط مذکورہ بالا ایک روایت میں آیا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمرؓ کو دفع بے خوابی کے لئے ایک دعا تعلیم کی تھی حضرت عبداللہ نے بڑی اولاد کو تو وہ دعا زبانی سکھا دی اور چھوٹے بچّوں کی گردنوں میں لکھ کر ڈال دی۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے جو اپنی بیوی زینب کے گلے کا گنڈا توڑ ڈالا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ اُس وقت تک عہد جاہلیت کے منتر اور گنڈے تعویذوں کا سلسلہ ٹوٹا نہ تھا اور اُسی زمانے کا گنڈا زینب کے گلے میں پڑا ہوا تھا یہی وجہ تھی کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے تمام منتروں گنڈوں اور تعویذوں اور مہروں کو شرک کے ساتھ تعبیر کر کے آخر حدیث میں کہہ دیا اغنا کان یکفیک الخ یعنی اس قسم کا کوئی گنڈا یا تعویذ ہو تو مضائقہ نہ تھا۔ ۱۲+

ف۲ داغ دینا اور منتر جنتر پڑھنا پڑھوانا اگرچہ ضرورت کے وقت جائز و مباح ہے جیسا کہ اوپر کی حدیثوں سے معلوم ہوا لیکن مقام توکل اس سے بالاتر ہے جیسا کہ متوکلوں کی صفت میں ایک حدیث بایں مضمون آئی ہے کہ متوکل وہ ہیں جو منتر نہیں پڑھتے پڑھواتے زخم لگے تو اُسے داغ نہیں دیتے اور اپنے تمام کاروبار کو حوالہ بخدا کرتے ہیں ۱۲+

من المترجم اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین ہمہ وقت استفادۂ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیرے رہتے تھے جس طرح شاگرد اُستاد کو مرید پیر کو اولاد مہربان باپ کو مریض طبیب کو مستمعین واعظ کو۔ اراکین سلطنت بادشاہ کو سپاہی جرنیل کو سائلین سخی داتا کو پیاسے چشمۂ آب حیات کو پروانے شمع کو اور پیغمبر صاحب ان تمام خدمات کو علی وجہ الکمال بجالاتے تھے اور اسی لئے وہ مبعوث ہوئے تھے عقیدت اور ارادہ جو صحابہ کو آں جناب کے ساتھ تھی اس کا اظہار ان لفظوں کے سوائے اور کسی طرح پر ہو نہیں سکتا کہ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ پیغمبر صاحب ہر فرد اُمت کی پرداخت میں سعی کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھتے تھے اور لوگ بھی ذری ذری سی بات میں ان سے صلاح لیتے اور اُن کے ارشاد پر کاربند ہوتے تھے چنانچہ پانی کی قلت کی وجہ سے جاڑے کے دنوں میں پیالے اور لوٹے لاتے اور تبرکاً پیغمبر صاحب سے ٹھنڈے پانی میں ہاتھ ڈلواتے۔ بچّوں کو پیدا ہوتے پیچھے ہمارے یہاں پہلے گھٹی دی جاتی ہے اور بعض شہد چٹاتے ہیں کہ گھٹی اور شہد دونوں ہلکے سے مسہل ہیں تاکہ جنین ہونے کی حالت میں

ثُمَّ جَعَلَ يَصُبُّهُ عَلَى إِصْبَعِهِ حَيْثُ لَدَغَتْهُ
وَيَمْسَحُهَا وَيُعَوِّذُهَا بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ (مشکوٰۃ)

آپ اُنگلی کو ملتے جاتے اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ
برب الناس پڑھ پڑھ دعا کرتے
جاتے تھے

عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ
أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَأَى فِيْ عُنُقِيْ خَيْطًا فَقَالَ مَا
هٰذَا فَقَالَتْ قُلْتُ خَيْطٌ رُقِيَ لِيْ فِيْهِ قَالَتْ
فَأَخَذَهُ فَقَطَعَهُ ثُمَّ قَالَ أَنْتُمْ آلَ عَبْدِ اللّٰهِ
لَأَغْنِيَاءُ عَنِ الشِّرْكِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ
الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ فَقُلْتُ
لِمَ تَقُوْلُ هٰكَذَا لَقَدْ كَانَتْ عَيْنِيْ تُقْذَفُ
وَكُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلٰى فُلَانٍ الْيَهُوْدِيِّ فَإِذَا
رَقَاهَا سَكَنَتْ فَقَالَ إِنَّمَا ذَاكِ عَمَلُ الشَّيْطَانِ
كَانَ يَنْخَسُهَا بِيَدِهِ فَإِذَا رُقِيَ كَفَّ عَنْهَا إِنَّمَا
كَانَ يَكْفِيْكِ أَنْ تَقُوْلِيْ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ
أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ
النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ
الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ إِلَّا
شِفَاؤُكَ

عبداللہ بن مسعود کی بیوی زینب سے روایت ہے کہ عبداللہ
نے میری گردن میں گنڈا پڑا ہوا دیکھ کر کہا کہ یہ کیا ہے زینب
کہتی ہیں میں نے کہا گنڈا ہے جس میں میرے لیئے منتر پڑھا
گیا ہے زینب کا بیان ہے یہ سُن کر عبداللہ نے گنڈے کو
پکڑ کر کاٹ ڈالا پھر کہا اے آلِ عبداللہ تم شرک سے بے نیاز
(اور امراض وتکالیف کے دور کرنے میں ایسے افعال سے تمسک
کرنے کے محتاج نہیں) ہو میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کو فرماتے سُنا کہ (جاہلیت کے) جھنتر منتر اور منکے بھرے
(جنھیں عورتیں نظر بد کے دفع کرنے کے لیئے بچوں کے گلے میں ڈالتی
ہیں) اور وہ گنڈے تعویذ جو مرد و عورت میں محبت پیدا کرنے
کی غرض سے سحر کی آمیزش سے بنائے جاتے ہیں سب شرک
ہیں (زینب کہتی ہیں) اس پر میں نے کہا کہ تم ایسا کیوں کہتے
(اور تعویذ گنڈے کے کیوں منکر) ہو ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ
میری آنکھ مارے درد کے نکلی پڑتی تھی اور میں فلاں یہودی کے
پاس آمد و رفت رکھتی تھی اُس نے منتر پڑھا تو (آنکھ کا) درد
جاتا رہا عبداللہ نے کہا یقیناً یہ شیطان کا کام ہے کہ وہ آنکھ کو ہاتھ
سے کھجلاتا ہوگا اور جب منتر پڑھا جاتا ہے تو شیطان کھجلانے
سے باز رہتا ہوگا تجھے تو بس اسی قدر کافی تھا کہ جس طرح
جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم (تکلیف و شدت کے وقت)
فرمایا کرتے تھے اذھب الباس الخ تو بھی یہی کہتی یعنی اے
لوگوں کے پروردگار اس سختی اور تکلیف کو دفع کر اور شفا
عطا فرما تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفا
کے سوائے کوئی شفا
نہیں۔

فِی الرُّقْیَةِ مِنَ الْعَیْنِ وَالْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ (مسلم)

نظرِ بد اور زہردار جانور کے کاٹے اور نملہ (ایک قسم کا پھوڑا ہے جو پہلو وغیرہ میں نکلتا ہے) کے لیے افسوں پڑھنے کی اجازت دی ف

[۱۴] عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِیِّ قَالَ كُنَّا نَرْقِیْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَیْفَ تَرٰی فِیْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَعْرِضُوْا عَلَیَّ رُقَاكُمْ لَا بَاْسَ بِالرُّقٰی مَا لَمْ یَكُنْ فِیْهَا شِرْكٌ (مسلم)

مالک [۱۴] اشجعی کے بیٹے عوف کہتے ہیں کہ ہم زمانۂ جاہلیت میں افسوں پڑھا کرتے تھے (اسلام میں داخل ہونے کے بعد) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے (آیا افسوں پڑھیں یا نہیں) پیغمبر صاحب نے فرمایا اپنے افسون مجھ پر پیش کرو افسوں پڑھنے کا کچھ مضائقہ نہیں جب کہ ان میں وہ الفاظ نہ ہوں جن سے شرک لازم آتا ہے۔

[۱۵] عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ وُلْدَ جَعْفَرٍ تُسْرِعُ اِلَیْهِمُ الْعَیْنُ اَفَاَسْتَرْقِیْ لَهُمْ قَالَ نَعَمْ فَاِنَّهٗ لَوْ كَانَ شَیْءٌ سَابِقَ الْقَدَرِ لَسَبَقَتْهُ الْعَیْنُ (ترمذی)

عمیس [۱۵] کی بیٹی اسماء سے روایت ہے کہ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جعفر کی اولاد کو نظر (بد) بہت جلد لگ جاتی ہے تو کیا میں اُن کے لیے افسوں پڑھواؤں پیغمبر صاحب نے فرمایا ہاں اگر کوئی چیز تقدیر الٰہی پر غالب ہوتی تو نظر (بد) غالب ہوتی ف

[۱۶] عَنْ عَلِیٍّ قَالَ بَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَةٍ یُصَلِّیْ فَوَضَعَ یَدَهٗ اِلَی الْاَرْضِ فَلَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ فَنَاوَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِنَعْلِهٖ فَقَتَلَهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ مَا تَدَعُ مُصَلِّیًا وَّلَا غَیْرَهٗ اَوْ نَبِیًّا وَّغَیْرَهٗ ثُمَّ دَعَا بِمِلْحٍ وَّمَاءٍ فَجَعَلَهٗ فِیْ اِنَاءٍ

حضرت [۱۶] علی کہتے ہیں ایک موقع پر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم شب کو نماز پڑھ رہے تھے جوں ہی آپ نے زمین پر ہاتھ رکھا بچھو نے آپ کے ہاتھ کی انگلی میں ڈنک مارا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جوتی سے اُسے پکڑ کر مار ڈالا اور نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا خدا بچھو کو لعنت کرے کہ نہ تو نمازی کو چھوڑتا ہے اور نہ بے نمازی کو یا یہ فرمایا کہ نہ تو نبی ہی کو چھوڑتا ہے اور نہ غیر نبی کو پھر آپ نے نمک اور پانی منگا کر دونوں کو ایک برتن میں ڈال دیا اور اُس میں سے انگلی کے اُس حصے پر جہاں بچھو نے ڈنک مارا تھا ڈالنا شروع کیا

ف افسوں پڑھنا اگرچہ تمام آلام و امراض میں جائز ہے مگر چونکہ ان تینوں علتوں میں بہ نسبت اور امراض کے زیادہ مفید زیادہ نافع ہے اس سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خاص کر بیان فرمایا ۱۲ ف آج کل کے انگریزی خواں نظرِ بد کے اثر کے قابل نہ تھے تو حال کی تحقیق سے یہ بات تا حدِ یقین پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ آدمی اپنی روحانی قوت سے بذریعہ اعمالِ خالص دوسروں پر اثر ڈال سکتا ہے ان اعمال کو مسمریزم کہتے ہیں روحانی قوت کا مخرج زیادہ تر آنکھ ہے اور آدمی کے علاوہ شیر اور سانپ میں بھی یہ بات دیکھی گئی ہے۔ ڈاکٹر لوگ عمل مسمریزم کے ذریعے سے سلب امراض کرنے لگے ہیں شارح کی توجیہ بھی کچھ اس قسم کی ہے تو نظرِ بد کے اثر میں اب کیا کلام ہو سکتا ہے۔ ۱۲

۱۰ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِالشِّفَائَیْنِ الْعَسَلِ وَالْقُرْاٰنِ (ابن ماجہ)

۱۰ عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! تمھیں دو شفاؤں کا استعمال کرنا چاہیئے ایک شہد کا دوسرے قرآن کا

۱۱ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ یَا نَافِعُ یَنْبَغُ لِیَ الدَّمُ فَأْتِنِیْ بِحَجَّامٍ وَاجْعَلْهُ شَابًّا وَلَا تَجْعَلْهُ شَیْخًا وَلَا صَبِیًّا قَالَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْحِجَامَةُ عَلَی الرِّیْقِ أَمْثَلُ وَهِیَ تَزِیْدُ فِی الْعَقْلِ وَتَزِیْدُ فِی الْحِفْظِ وَتَزِیْدُ الْحَافِظَ حِفْظًا فَمَنْ كَانَ مُحْتَجِمًا یَوْمَ الْخَمِیْسِ عَلَی اسْمِ اللّٰہِ وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَةَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَیَوْمَ السَّبْتِ وَیَوْمَ الْاَحَدِ فَاحْتَجِمُوْا یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الثُّلٰثَاءِ وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَةَ یَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ فَاِنَّهُ الْیَوْمُ الَّذِیْ اُصِیْبَ بِهٖ اَیُّوْبُ فِی الْبَلَاءِ وَمَا یَبْدُوْ جُذَامٌ وَلَا بَرَصٌ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْاَرْبِعَاءِ اَوْ لَیْلَةِ الْاَرْبِعَاءِ (ابن ماجہ)

۱۱ نافع ابن عمر کے غلام) کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ نے فرمایا نافع! مجھ پر خون (نے یہاں تک غلبہ کیا ہے کہ) پانی کے چشمے کی طرح میرے بدن میں جوش مار رہا ہے تو تو میرے لیئے پچھنے لگانے والے کو بلالا اور جوان آدمی کو اختیار کیجیو نہ بوڑھے کو اور نہ بچے کو نافع کہتے ہیں اور - ابن عمرؓ نے کہا میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ نہار مونہ پچھنے لگوانا افضل ہیں اس وقت کے پچھنے لگوانے سے عقل میں زیادتی ہوتی اور حافظہ بڑھتا اور جس کا حافظہ بڑھا ہوا ہو اسے کمال درجے کا حافظہ حاصل ہوتا ہے تو جو شخص پچھنے لگوانا چاہے خدا کا نام لے کر جمعرات کے دن لگوائے اور (لوگو!) جمعے اور ہفتے اور اتوار کے روز پچھنے لگوانے سے پرہیز کرو ہاں پیر کو اور منگل کو پچھنے لگواؤ پھر بدھ کے روز پچھنے لگوانے سے بچو کیونکہ یہ وہ دن ہے جس میں ایوب مبتلائے بلا ہوئے اور بدھ ہی کے روز یا بدھ کی رات میں پچھنے لگوانے سے جذام اور برص ظاہر ہوتا ہے -

۱۲ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رُمِیَ اُبَیٌّ یَوْمَ الْاَحْزَابِ عَلٰی اَکْحَلِهٖ فَکَوَاهُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۱۲ جابر کہتے ہیں کہ جنگ احزاب کے دن میرے باپ کی ہفت اندام رگ پر تیر لگا تو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زخم کو داغ دینے کا حکم فرمایا چنانچہ داغ دیا گیا اور خون بند ہو گیا)

۱۳ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَصَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۱۳ انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

فَقَالَ اِنَّهٗ لَيْسَ بِدَوَآءٍ وَّلٰكِنَّهٗ دَآءٌ (مسلم)

فرمایا شراب دوا نہیں ہے بلکہ مرض ہے

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ الدَّآءَ وَالدَّوَآءَ وَجَعَلَ لِكُلِّ دَآءٍ دَوَآءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَتَدَاوَوْا بِحَرَامٍ (ابوداود)

ابو درداء کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مرض اور دوا دونوں کو بھیجا ہے اور ہر مرض کی دوا پیدا کی ہے تو (لوگو!) تم بے دغدغہ دوا کرو مگر حرام چیز کے ساتھ دوا نہ کرو۔

قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيْمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ (بخاری)

ابن مسعود کا قول ہے کہ (لوگو!) خدا نے ان چیزوں میں تمہارے لئے شفا نہیں ٹھیرائی جو اس نے تم پر حرام کر دی ہیں۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ اَنَّ طَبِيْبًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضِفْدَعٍ يَجْعَلُهَا فِيْ دَوَآءٍ فَنَهَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا (ابوداود)

عثمان کے بیٹے عبد الرحمن سے روایت ہے کہ ایک طبیب نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مینڈک کا دوا میں ڈالنا کیسا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طبیب کو مینڈک کے مار ڈالنے (اور اسے دوا میں ڈالنے) سے منع کیا۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ (صحیحین)

انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) جن چیزوں سے تم دوا کرتے ہو سب میں بہتر و افضل پچھنے لگوانا ہے اور قسط بحری (یہ ایک مشہور دوا ہے جسے عود ہندی کہتے ہیں)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُعَذِّبُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ (صحیحین)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) تم اپنے بچوں کو (گلا آنے کے وقت) کوا دبانے کی وجہ سے تکلیف نہ دو بلکہ عود ہندی کا استعمال کرنا لازم ہے۔ ف

ف مسند امام احمد میں ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت عائشہ کے گھر میں تشریف لائے حضرت عائشہ کے پاس ایک بچہ بیٹھا تھا جس کی ناک سے خون جاری تھا پیغمبر صاحب نے فرمایا اسے کیا بیماری ہے ام المومنین نے کہا اس کا گلا آیا ہوا ہے اور سر میں درد بھی ہے فرمایا افسوس تم اپنے بچوں کو ناحق ہلاک کرتی ہو جس عورت کے بچے کا گلا آجائے یا درد سر ہو اسے چاہیئے کہ عود ہندی لے کر پانی میں حل کرے اور ناک میں قطرہ قطرہ ٹپکائے چنانچہ اس بچہ کے ساتھ یہی عمل کیا گیا اور وہ اچھا ہو گیا۔ رقیق دوا ناک میں ٹپکانے کو اصطلاح اطبا میں سعوط کہتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ مریض کو چت لٹا کر رقیق دوا ناک میں ڈالیں اور مریض کا سر ذرا نیچے کی طرف مائل رکھیں تاکہ دوا دماغ تک پہونچ جائے ۱۲

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ یَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْاَةِ وَالْمَرْاَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ (ابوداؤد)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس مرد پر لعنت فرمائی جو عورت کی پوشش پہنے اور اُس عورت کو بھی لعنت کی، جو مرد کا لباس پہنے۔

آداب الطبّ والرُّقیٰ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَہٗ شِفَاءً (بخاری)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدائے تعالیٰ نے کوئی مرض بھی ایسا نہیں بھیجا جس کے لیے شفاء نہ بھیجی ہو۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَاِذَا اُصِیْبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَءَ بِاِذْنِ اللّٰہِ (مسلم)

جابر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مرض کی دوا مقرر ہے تو جب دوا مرض کو کارگر ہو جاتی ہے (بیمار) بحکم خدا تندرست ہو جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِیْثِ (ترمذی)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پلید و نجس دوا کے (استعمال) سے جسے خدا نے حرام ٹھہرایا ہے، منع فرمایا۔

عَنْ وَائِلِ الْحَضْرَمِیِّ اَنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَیْدٍ الْجُعْفِیَّ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاہُ اَوْ کَرِہَ اَنْ یَّصْنَعَهَا فَقَالَ اِنَّمَا اَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ

وائل حضرمی سے روایت ہے کہ سوید جعفی کے بیٹے طارق نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کے (بنانے کے) بارے میں دریافت کیا پیغمبر صاحب نے اُسے منع کیا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ شراب کے بنانے کو مکروہ و ناپسند فرمایا طارق نے عرض کیا کہ میں تو دوا کے لیے بناتا ہوں۔

لہ طب لغت میں علاج کرنے کو کہتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں جسمانی اور نفسانی حفظ صحت اور دفع مرض کے ساتھ بدن کے علاج کرنے کو طب جسمانی اور اخلاق ردیہ کے ساتھ نفس کے علاج کرنے کو طب نفسانی کہتے ہیں پھر جس طرح طب کی دو قسمیں ہیں ادویہ کی بھی دو قسمیں ہیں طبیعیہ اور روحانیہ طبیعیہ وہ ہیں یہی دوائیں ہیں جو ہمارے یہاں کے طبیب استعمال میں لاتے ہیں اور روحانیہ دوائیں قرآن اور دعائیں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں طرح کی دواؤں سے علاج کیا ہے جیسا کہ حدیث کی کتابوں میں مفصلاً مذکور ہے رُقیٰ جمع ہے رُقیہ کی اور اس کے معنی افسوں اور منتر کے ہیں افسوں اگر قرآن اور اسماء الٰہی کے ساتھ ہو تو بالاتفاق جائز ہے اور اس کے علاوہ جو کلمات ایسے ہوں جن کے معانی معلوم ہوں اور وہ مخالف شریعت نہ ہوں اُن کے ساتھ بھی افسوں جائز ہے وا؎ لیس فلیس فن طب کا مسلم مسئلہ ہے کہ اصل میں طبیعہ مدبّر بدن ہے اور علاج نام ہے طبیعہ کی تقویت کا دوا ہو تو اور خیال کی تائید سے ہو تو جسم پر خیالات کے اثر کا ہونا بھی یہی بات ہے یہ ہے جھاڑ پھونک کے جواز کا ماخذ۔ ہاں شرط ضروری یہ ہے کہ دوا میں کوئی چیز حرام نہ ہو جھاڑ پھونک میں شائبہ شرک نہ ہو۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ فَاِنَّهٗ نُوْرُ الْمُسْلِمِ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْاِسْلَامِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا حَسَنَةً وَّ كَفَّرَ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً وَّرَفَعَهٗ بِهَا دَرَجَةً (ابو داؤد)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بالوں کو نہ چنو کیونکہ بڑھاپا مسلمان کی نورانیت کا سبب ہے جو شخص عالت اسلام میں بوڑھا ہوتا ہے خدا اس کے لیے اس (بڑھاپے) کے سبب سے نیکی لکھتا اور اس کی خطا دور کرتا اور اس کا درجہ اونچا کرتا ہے۔

عَنْ كَرِيْمَةَ بِنْتِ هَمَّامٍ اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتْ عَائِشَةَ عَنْ خِضَابِ الْحِنَّاءِ فَقَالَتْ لَا بَاْسَ وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُهٗ كَانَ حَبِيْبِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ رِيْحَهٗ (ابو داؤد)

ہمام کی بیٹی کریمہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ سے مہندی کے خضاب کے بارے میں دریافت کیا اُمّ المومنین نے کہا اس خضاب میں کچھ حرج نہیں لیکن میں اپنے لیے اس کو اس لیے ناپسند رکھتی ہوں کہ میرے حبیب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بو ناپسند تھی۔

من المترجم اپنا اپنا مذاق ہی تو ہے۔ کوئی خاص بات ہوگی کہ پیغمبر صاحب کو مہندی کی بو ناپسند تھی ورنہ ہمارے یہاں تو مہندی کی بھینی بھینی خوشبو بہت بھلی معلوم ہوتی ہے اور حنا کا عطر قیمتی عطروں میں ہے۔ بہر کیف حدیث داخل بیان حال ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ زَوْجَةَ اَبِيْ سُفْيَانَ اُمَّ مُعَاوِيَةَ قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بَايِعْنِيْ فَقَالَ لَا اُبَايِعُكِ حَتّٰى تُغَيِّرِيْ كَفَّيْكِ فَكَاَنَّهُمَا كَفَّا سَبُعٍ (ابو داؤد)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ عتبہ کی بیٹی ابوسفیان کی بیوی معاویہ کی ماں ہندہ نے عرض کیا یا نبی اللہ مجھ سے بیعت لیجیے پیغمبر صاحب نے فرمایا تاوقتیکہ تو اپنے دونوں ہاتھ متغیر نہ کرے گی (یعنی ہاتھوں کو مہندی نہ لگائے گی) میں تجھ سے بیعت نہ لونگا تیری دونوں ہتھیلیاں گویا درندے کی ہتھیلیاں ہیں۔ کہ بے رنگ اور سفید ہوتی ہیں۔

ف معلوم ہوا کہ عورتوں کو ہاتھوں میں مہندی لگانا مستحب اور نہ لگانا مکروہ ہے اور کراہت کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح مردوں کو تشبیہ بالنسا مکروہ ہے اسی طرح عورتوں کو تشبیہ بالرجال مکروہ ہے ۱۲ + ۱۲۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طِیْبُ الرِّجَالِ مَاظَهَرَ رِیْحُهٗ وَخَفِیَ لَوْنُهٗ وَطِیْبُ النِّسَاءِ مَاظَهَرَ لَوْنُهٗ وَخَفِیَ رِیْحُهٗ

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کو وہ خوشبو استعمال میں لانی چاہیئے جس کی خوشبو ظاہر اور رنگ پوشیدہ ہو اور عورتوں کو وہ خوشبو چاہیئے جس کا رنگ ظاہر اور خوشبو پوشیدہ ہو ✤

من المترجم بوئے خوش اور رنگت دو چیزیں ہیں اور دونوں بجائے خود قوت شہوانی کی ہیجان میں لانے والی ہیں اور عورتوں کو جو پردے کا حکم دیا گیا ہے تو اسی غرض سے کہ غیر مردوں کو ہیجان میں نہ لائیں پس رنگت کو تو عورت پردے کے ذریعہ سے چھپا سکے گی خوشبو پردے میں چھپانے کی چیز نہیں اور اسی لیئے شاعر لوگ بو کو غمّاز باندھتے ہیں۔ اس لیئے حکم دیا کہ چھپی ہو یا اندر ہو اس کی مہک دور تک پہنچتی ہو رنگتوں میں ایک رنگت مثلاً مہندی ہے انگشت حنائی کے اشعار بکثرت دیوانوں میں پائے جاتے ہیں مثلاً کیا خوب ہے انگشت حنائی کا تصور ✤ دل میں نظر آتی ہے تو ایک بوند لہو کی ✤ ایک دفعہ کا مذکور ہے کہ چند نوجوان آپس میں ہنستے بولتے ایک سڑک پر چلے جاتے تھے دور سے ایک خوش پوش عورت جاتی ہوئی دکھائی دی ایک نوجوان نے ویہاتی دلہن سمجھ کر اس کے دیکھنے کو قدم تیز کیا عورت بھی تاڑ گئی اور اس نے جوان کے پریشان کرنے کو پینترے بدلنے شروع کیئے آخر بڑی دیر پیچھے سامنے آکھڑی ہوئی اور کہا بیٹا لال لوگڑے نے تجھے دھوکا دیا اے اچھی طرح دیکھ لے تو وہ بوڑھی کھوسٹ نکلی ✤

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی لَایَصْبُغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ ✤ (صحیحین)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے تو تم اُن کی مخالفت کرو (یعنی خضاب کیا کرو)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحْسَنَ مَا غُیِّرَ بِهِ الشَّیْبُ الْحِنَّاءُ وَالْکَتَمُ ✤ (ترمذی ابوداؤد)

ابوذر سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر چیز جس سے بڑھاپا بدل دیا جاتا ہے مہندی اور وسمہ ہے۔

من المترجم حدیث میں خضاب کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ ایک طرح کا حکم ہے اور اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ شروع کے مسلمانوں کو جہاد کی ضرورت تھی اور بڑھاپا دلیل ہے ضعف کی پیغمبر صاحب نے دشمنوں کو مرعوب کرنے کے لیئے مسلمانوں کو خضاب کا حکم دیا جس طرح طواف کعبہ کے اشواط میں رمل یعنی دوڑنے کا کیونکہ اس وقت دشمنوں کو خیال تھا کہ مسلمانوں کو مدینے کے بخار نے ضعیف کر دیا ہے۔ غرض یہ سب کچھ مخالفوں پر مسلمانوں کی دھاک بٹھانے کے لیئے تھا۔ اب غزا اور جہاد تو گئے گزرے ہوئے جس غرض سے خضاب کیئے جاتے ہیں۔ معلوم ہے باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی ✤ کالا کرے گا منہ بھی جو داڑھی سیاہ کی ✤ الاعمال بالنیات ✤

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰہُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ (صحیحین)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت اپنے بالوں میں دوسرے بال ملاتی ہے (کہ بال بڑے معلوم ہوں) اور جو دوسرے کو اس بات کا حکم کرتی ہے (کہ میرے بالوں میں دوسرے بال ملادے) اور جو جسم کا کوئی حصّہ خود گودتی اور جو دوسرے سے گدواتی ہے ان سب پر خدا لعنت کرے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالنَّامِصَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَیِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰہِ فَجَاءَتْہُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ اِنَّہٗ بَلَغَنِیْ اَنَّکَ لَعَنْتَ کَیْتَ وَکَیْتَ فَقَالَ مَالِیْ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَنْ ھُوَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَیْنَ اللَّوْحَیْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِیْہِ مَا تَقُوْلُ قَالَ لَئِنْ کُنْتِ قَرَأْتِیْہِ لَقَدْ وَجَدْتِیْہِ اَمَا قَرَأْتِ وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا قَالَتْ بَلٰی قَالَ فَاِنَّہٗ قَدْ نَھٰی عَنْہُ (صحیحین)

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا خدا اُن عورتوں کو جو اپنے جسم کے کسی حصّے کو خود گودتی یا دوسرے کو گودنے کا حکم کرتی اور جو اپنے چہروں پر سے بال چُنتی اور جو چُنواتی اور جو اظہارِ حُسن کے لیئے دانتوں کو جھِری دار بناتی (اور) جو خدا کی پیدائش میں ردّوبدل کرتی ہیں ان سب پر خدا لعنت کرے یہ سُن کر عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس ایک عورت آکر کہنے لگی مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایسی اور اس طرح کی عورتوں پر لعنت کرتے ہو عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا مجھے کیا ہو گیا کہ جسے جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور جو خدا کی کتاب میں ملعون ہے میں اُس پر لعنت نہ کروں عورت نے کہا میں نے سارا قرآن اول سے آخر تک پڑھا ہے پر تو اس میں وہ چیز پاتی نہیں جو تم کہتے ہو عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا اگر تو قرآن کو دسمجھ کر پڑھتی تو (جو میں کہتا ہوں) اُس کو ضرور پاتی کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی وما اٰتٰکم الرسول الخ یعنی اور (مسلمانو!) جو چیز پیغمبر تم کو دیا کریں وہ تو لے لیا کرو اور جس سے منع کریں اُس سے دست کش رہو۔ عورت نے کہا ہاں یہ آیت پڑھی تو ہے اس پر عبداللہ بن مسعودؓ بولے تو پیغمبر صاحب نے اُن (باتوں) سے (جو اوپر مذکور ہوئیں) منع فرمایا ہے (تو جن باتوں سے جناب پیغمبر صاحب نے منع فرمایا اُن کا ترک بحکم نصّ قرآن واجب اور ارتکاب سببِ لعنت ہے)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِيْ جُمَّةً اَفَاُرَجِّلُهَا
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ
وَاَكْرِمْهَا فَقَالَ فَكَانَ اَبُوْ قَتَادَةَ رُبَّمَا
دَهَنَهَا فِي الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ مِنْ اَجْلِ قَوْلِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَاَكْرِمْهَا (مالک)

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے بڑے بڑے پٹھے ہیں کیا میں ان میں کنگی کرتا رہوں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں کنگی کرتے رہو اور بالوں کو عزیز رکھو۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر تو ابو قتادہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانے کی وجہ سے کہ ہاں کنگی کرتے رہو اور بالوں کو عزیز رکھو بسا اوقات دن بھر میں دو دو مرتبہ بالوں میں تیل ڈالا کرتے تھے۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ
رَجُلٌ ثَائِرُ الرَّاْسِ وَاللِّحْيَةِ فَاَشَارَ اِلَيْهِ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ كَاَنَّهٗ
يَاْمُرُهٗ بِاِصْلَاحِ شَعْرِهٖ وَلِحْيَتِهٖ فَفَعَلَ ثُمَّ
رَجَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَلَيْسَ هٰذَا خَيْرًا مِّنْ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ
ثَائِرُ الرَّاْسِ كَاَنَّهٗ شَيْطَانٌ (موطا)

یسار کے بیٹے عطاء کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص اس حال میں آیا کہ اس کے سر اور ڈاڑھی کے بال پریشان تھے۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس کی طرف اشارہ کیا گویا آپ اسے سر اور ڈاڑھی کے بالوں کی اصلاح و درستی کا حکم فرماتے تھے چنانچہ وہ شخص آپ کا اشارہ سمجھ گیا اور سر اور ڈاڑھی کی اصلاح کرکے واپس آیا تو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ حالت اس ہیاۃ سے بہتر نہیں ہے کہ تم میں کا ایک شخص آتا ہے حالانکہ اس کے بال ایسے پریشان ہوتے ہیں گویا کہ وہ (بدروئی میں) شیطان ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يُكْثِرُ دُهْنَ رَاْسِهٖ وَتَسْرِيْحَ لِحْيَتِهٖ (مشکوٰۃ)

انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سر میں کثرت سے تیل ڈالا کرتے تھے اور ڈاڑھی میں بہت کنگی کیا کرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّرَجُّلِ اِلَّا غِبًّا
(ترمذی ابوداؤد)

مغفل کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کنگی کرنے سے منع کیا مگر کبھی کبھی کا مضائقہ نہیں (مثلاً ایک روز کرے دوسرے روز ترک کردے)

من المترجم ان حدیثوں کی تعلیم کا اصل یہ ہے کہ آدمی بال رکھے تو ان کی خدمت بھی کرتا رہے اور تحسین ہیاۃ اچھی چیز ہے بشرطیکہ عورتوں کی طرح بناؤ کنگی چوٹی سنگار کی عادت نہ کرے کہ عار مردی ہے۔

من المترجم مونچھوں کے کتروانے اور داڑھی کے بڑھانے پر ہم پہلے بھی کسی جگہ لکھ چکے ہیں مگر یہی لکھا ہوگا کہ مونچھوں کے کتروانے میں صفائی اور داڑھی کے رکھنے میں وقار ہے صفائی اور وقار سے بڑھ کر اس حدیث میں مشرکین کی مخالفت کو وجہ قرار دیا ہے یہ وہی مَن تَشَبَّہَ بِقَومٍ فَہُوَ مِنہُم[۵۷] کی سی بات آئی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جرنیل فوج کی وردی کو تجویز کرتا ہے اور وہ سپاہیوں کو پہننی پڑتی ہے کیا پیغمبر جن کو مسلمان ہادی اور شفیق اور ادیب اور مصلح اور شفیع اور کیا کیا مانتے ہیں ہماری وضع ظاہر پر اتنا اختیار بھی نہیں رکھتے کہ ہم اُن کی اُمت کے ایک ممتاز گروہ معلوم ہوں مگر یوں کہو کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور اور دکھانے کے اور۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ اَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ وَكَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ اَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُؤُسَهُمْ فَسَدَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهٗ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ (صحیحین)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن باتوں میں اہل کتاب کی موافقت کو دوست رکھتے تھے جن کے بارے میں آپ پر کوئی حکم خدا نہ اُترا ہوتا اہل کتاب اپنے سروں کے بال چھوڑے رکھتے تھے اور بت پرست مانگ نکالا کرتے تھے تو جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی پیشانی پر بال چھوڑ دیا کرتے تھے پھر اس کے بعد مانگ نکالا کرتے تھے۔

من المترجم حدیث تو از قبیل بیانِ حال ہے مگر انگریزی وضع کے اختیار کرنے والے اگر اس سے سند پکڑیں تو کون منع کر سکتا ہے کیونکہ بہت سی باتیں شارع کی مامور نہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ رَاْسِهٖ وَتُرِكَ بَعْضُهٗ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ احْلِقُوْهُ كُلَّهٗ اَوِ اتْرُكُوْا كُلَّهٗ (مسلم)

ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا جس کا کچھ سر منڈا ہوا تھا اور کچھ اُس کے حال پر چھوڑ دیا گیا تھا تو آپ نے اس سے منع کیا اور فرمایا سارا سر مونڈ دو یا سب کو اُس کے حال پر چھوڑ دو

من المترجم ممانعت کی وجہ صرف بدنمائی معلوم ہوتی ہے تشرع سے قطع نظر شرفاء قوم اس کو یوں بھی اچھا نہیں سمجھتے

عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ

ابو قتادہ سے روایت ہے کہ انھوں نے جناب پیغمبر خدا

[۵۷] جو کوئی کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ اُن ہی میں شمار کیا جاتا ہے ۱۲

سُنو اور سوچو کہ اس کو بہر صورت سے تمہارا فائدہ مدِّ نظر ہے جیسا بڑی باتوں میں ویسا چھوٹی باتوں میں۔ احادیث باب میں سے بعض میں بیانِ حال ہے بعض میں داہنے پاؤں کی فضیلت ہے جس کی وجہ پہلے بیان کردی گئی ہے بعض میں نرا گانا مشورہ ہے جو فائدے سے خالی نہیں۔

سر اور داڑھی کے بالوں کے آداب

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُرَجِّلُ رَاْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا حَائِضٌ (متفق علیہ)

اُم المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھی کیا کرتی تھی حالانکہ مجھے حیض آتا تھا۔

من المترجم اس سے ایک بات تو کام کی نکلتی ہے اور اسی غرض سے اُم المومنین عائشہ نے حدیث کی روایت بھی کی ہو گی کہ اسلام میں طہارت یعنی صفائی ستھرائی کی بڑی تاکید ہے۔ عرب جیسے ملک میں جہاں پانی کی قلت رہا کرتی ہے دن رات میں پنج وقتی وضو کے علاوہ ہمیشہ غسل کافی طہارت ہے اس کے ساتھ قرآن پاک میں حیض کو گندگی بھی فرمایا ہے يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى[1] جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل نے بتا دیا کہ حیض گندگی ہے تو تو قربت کے لئے اور روزے نماز کے لئے ہمارے ملک میں ہندوؤں کی طرح نہیں کہ حائضہ کے پاس آنے تک کے روادار نہیں ہوتے اور باوجودیکہ یہ مجبوری کی حالت اور پردے کی بات ہے بیچاریاں ناحق رسوا ہوتی ہیں

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ (صحیحین)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسانی طبیعت کے پانچ تقاضے ہیں۔ ختنہ کرانا۔ استرہ لینا ناخن ترشنا۔ لبیں لینا بغل کے بال اکھیڑنا

من المترجم اس حدیث میں پانچ باتوں کا مذکور ہے ان کے مقتضائے فطرت ہونے کے یہ معنی کہ آدمی بالطبع میل کچیل اور کثافت اور غلاظت سے نفرت کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ صاف ستھرا رہے اور اس کی تدبیر بھی تبادی ہے جو لوگ مغلوب رسم و رواج ہو کر ان تدبیروں کو عمل میں نہیں لاتے اور بر سویر متاذّی ہوتے ہیں۔ غرض یہ تمام تعلیم حفظانِ صحت کی غرض سے ہے +

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ اَوْفِرُوا اللِّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ (صحیحین)

ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! مشرکوں کی مخالفت کرو یعنی ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کم کرو۔

[1] اے پیغمبر لوگ تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو ان کو سمجھا دو کہ وہ گندگی ہے ۱۲

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا (ترمذی ۔ ابوداؤد و ابن ماجہ)	جابر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے جوتی پہننے سے منع فرمایا ف۱
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ اَنْ یَّخْلَعَ نَعْلَیْہِ فَیَضَعَهُمَا بِجَنْبِهٖ (ابوداؤد)	ابن عباس کہتے ہیں کہ جب آدمی کہیں بیٹھنا چاہے تو جوتیوں کو اُتار کر اپنے پہلو میں رکھ لینا مسنون طریقہ ہے۔
عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوْا نِعَالَکُمْ فَاِنَّہٗ اَرْوَحُ لِاَقْدَامِکُمْ (مشکوٰۃ)	انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کھانا آگے رکھا جائے (اور تم کھانا چاہو) تو جوتیاں اُتار ڈالو کیونکہ اس سے پاؤں کو بہت راحت پہونچتی ہے اور علاوہ بریں کھانے کا ادب بھی ہے ف۲

ف۱ یہ اس صورت میں ہے کہ جوتی بہت تنگ ہو اور کھڑے کھڑے پہننے میں مشقت و تکلیف ہوتی ہو یا جوتی ہی اس قسم کی ہو کہ پہننے اور تسمے باندھنے کے لیے ہاتھ کی اعانت کی احتیاج پڑتی ہو ورنہ جوتی کھڑے ہو کر پہننا مطلق منع نہیں ہے ۱۲

ف۲ حصہ اول کے کتاب الصلوٰۃ میں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ جوتیاں ستھری ہوں تو انھیں پہنے پہنے نماز پڑھنا درست ہے ۱۲

من المترجم اس باب کے مضامین کے جمع کرتے وقت بات بات پر طبیعت رُکتی تھی اس خیال سے کہ آج کل قوم کے سروں میں آزادی کی ہوا بھری ہوئی ہے اور لوگ اقوال افعال حرکات سکنات میں کسی طرح کی روک ٹوک کو پسند نہیں کرتے اور خاص کر روز مرہ کی ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں میں مذہبی مداخلت دیکھ کر ہنسے سے اُکھڑ جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ مذہب کو ایسی نکتہ چینی کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اگر سچ پوچھو تو ان لوگوں نے مذہب کے معنے ہی ٹھیک نہیں سمجھے۔ اور نہ صاحب شریعت کے اختیارات کا صحیح اندازہ کیا۔ مذہب کے معنے ہیں چال چلن۔ برتاؤ طور طریق طرز تمدن۔ وحشی اقوام کے حالات جہاں تک دریافت ہوئے ہیں اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ تربیت کے بدون آدمی حضیض حیوانیت سے اُبھر نہیں سکتا پس تربیت شرط انسانیت ٹھیری۔ اور تربیت دوسرا نام ہے روک ٹوک کا۔ نگرانی کا اصلاح کا۔ غرض آدمی کے لیے اُس کی زندگی بھر مسیطر کا ہونا ضرور ہے۔ رب البیت اُستاد آکار فرما سوسائٹی سلطنت مذہب سب اپنی اپنی جگہ مسیطر ہیں۔ مسیطروں میں سب سے بڑا مسیطر مذہب۔ اب سمجھے کہ مذہب آدمی پر کس قسم کا اور کتنا اختیار رکھتا ہے۔ وہ تمام مسیطروں کی کل حیثیتوں کا جامع ہے اور انسان کے جز و کل اُمور میں دخل دینے کا حقدار ہے آزادی پسند طبیعتیں جو مذہب کے نام سے گھبراتی ہیں اُنھوں نے غلطی سے مذہب کی حکومت کو حاکم وقت کی سی جبری اور تکلیف دہ حکومت سمجھ رکھا ہے حالانکہ مذہب کی حکومت شفیق باپ کی حکومت سے اشبہ ہے۔ اے کاش بچپن میں باپ کی روک ٹوک کو اور بڑپن میں مذہب کی روک ٹوک کو حاکمانہ اور جابرانہ نہیں بلکہ خیر خواہانہ اور ناصحانہ روک ٹوک سمجھا جائے تو اَلْاِنْسَانُ حَرِیْصٌ عَلٰی مَا مُنِعَ کی جبلۃ کبھی بھی اس کو سرکشی نہ کرنے دے پس مذہبی تعلیم میں چھوٹی چھوٹی باتیں دیکھ کر تنگدل نہ ہو اور شکر گزاری اور احسان مندی سے شارع کی ہر ایک بات کو بسمع رضا

ف۱ آدمی جس چیز کے کرنے سے منع کیا جاتا ہے وہ اُس کے کرنے پر حریص ہوتا ہے ۱۲

کا رواج نہیں۔ ہمارے یہاں بھی ہر ایک آدمی اپنا نام بآسانی لکھنا سیکھ سکتا ہے۔ مگر رواج نہیں اس لئے کہ غیرت نہیں حرف ناشناسی عیب نہیں۔
باب کی احادیث میں امتیاز کرلینا کہ کونسی حدیث تعلیمی ہے اور اس میں کونسا فائدہ مضمر ہے اور کونسی حدیث محض بیان حال ہے ساری کتاب پڑھنے سے تم کو اتنا سلیقہ تو آگیا ہوگا۔

جوتی پہننے کے آداب

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَعْرٌ (بخاری)

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ایسے چمڑے کی جوتیاں پہنا کرتے جس کے بال اڑا دیئے جاتے تھے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا يَقُوْلُ اسْتَكْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ (مسلم)

جابر کہتے ہیں میں نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جہاد میں جاتے وقت فرماتے سنا کہ (لوگو) بہت سی جوتیاں جمع کرکے ساتھ لے لو کیونکہ آدمی جب تک جوتیاں پہنے رہتا سوار کے حکم میں ہوتا ہے (کہ جلد چلتا اور پاؤں آفات سے سلامتی میں رہتے ہیں)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنٰى وَاِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ لِتَكُنِ الْيُمْنٰى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَاٰخِرَهُمَا تُنْزَعُ (صحیحین)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں کا کوئی (آدمی) جوتی پہننے لگے تو پہلے داہنے پاؤں میں پہنے اور اتارنے لگے تو پہلے بائیں پاؤں اتارے تاکہ جوتی پہنتے وقت داہنا پاؤں دونوں میں اول اور اتارتے وقت بایاں پاؤں دونوں میں آخر رہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْشِيْ اَحَدُكُمْ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا جَمِيْعًا اَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا (صحیحین)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کا کوئی آدمی ایک جوتی پہن کر نہ چلے چاہئے کہ دونوں جوتیاں اتار ڈالے اور ننگے پاؤں چلے یا دونوں جوتیاں پہن کر چلے ف۲

ف اس بارے میں کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز میں کسی طرح کی شان وفضیلت ہو اس میں داہنے سے شروع کرنا مستحب ہے اور جو چیز ایسی نہ ہو اسے بائیں سے شروع کرنا چونکہ جوتی کا پہننا دخول مسجد اور دیگر اعمال خیر کی تمہید ہے بخلاف جوتی اتارنے کے اس سے پہنتے وقت ابتداء یمین اور اتارتے وقت ابتداء شمال مستحب ٹھیری ۱۲

ف۲ ایک پاؤں میں جوتی پہن کر اور ایک کو ننگا کرکے چلنا مکروہ ہے بکراہت تنزیہی کیونکہ اول تو یہ ہیئت وقار و مروت اور ادب کے خلاف ہے دوسرے اس طرح چلنے سے پاؤں میں موچ آجاتی ہے خاص کر جوتی اونچی اور زمین ناہموار ہو۔ ۱۲

ضعیف البیان کو حضرت کا خطاب ہے لَن یَخلُقُوا ذُبَابًا وَّلَوِ اجتَمَعُوا لَهٗ وَاِن یَّسلُبهُمُ الذُّبَابُ شَیئًا لَّا یَستَنقِذُوهُ مِنهُ[1]

اور پھر لعنت بر ہیچ جتنا کچھ بھی اختیار ہے اور جیسا کچھ بھی ہے ؎

دے کے کچھ اختیار تھوڑا سا — کیا یہ اُلکا دیا ہے روڑا سا

منفرّع ہے زندگی پر اور سرے سے زندگی ہی اپنے اختیار کی نہیں ؎

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے — اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

آدمی ہزارہا سال سے زمین پر آباد ہے اور شروع سے اپنے اختیارات کی توسیع کی تدبیریں کر رہا ہے اور اس بارے میں اس کی سعی بہت کچھ مشکور بھی ہوئی ہے مگر ع اے طبل بلند بانگ در آخر ہیچ۔ سارے قصیدے کے مقطع کا بندی ناکہ جس طرح زمیندار وں کے گھروں میں کمبریاں اس کوٹھی کے دھان اس کوٹھی میں اور اُس کوٹھی کے اس کوٹھی میں کیا کرتی ہیں اور جو دھران موسل لیے سر پر موجود ہی کچھ اور ایسا ہی کچھ آدمی نے بھی کیا ہے اور کر رہا ہے اور کیا کرے گا خدائے تعالےٰ نے کارخانۂ عالم کے چلانے کے لئے چند در چند قاعدے مقرر کر دیئے ہیں جو قوانینِ فطرت یا سنۃ اللہ یا خواصّ الاشیاء کہلاتے ہیں ان قواعد میں سے بعض ہم کو ہمارے معلوم کرا دیئے ہیں اور بہت سارے معلوم کرنے کو باقی ہیں اور وقتاً فوقتاً دریافت ہوتے رہتے ہیں سب سے پہلی محکومی اِن قوانینِ قدرت کی ہے کہ آدمی کو ان قاعدوں کے توڑنے کا مقدور نہیں لَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبدِیلًا وَّلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحوِیلًا[2] پس آدمی اپنے اختیارات کو ان اصول کی پابندی کے ساتھ نافذ کر سکتا ہے نہ ان کے خلاف۔ دوسری محکومی خود انسان کی اپنی حالت سے پیدا ہوتی ہے کہ وہ دنیا سے الگ تھلگ رہ کر زندگی کر نہیں سکتا پس چار و ناچار اس کو طرح طرح کے تعلقات رکھنے پڑتے ہیں جس کے یہی معنے ہیں کہ اس کو بہت سے خصموں کی جورو بننا پڑتا ہے اور اس ہمہ وقت کی کشاکش میں زندگی کرنے کے لیے وہ عمر بھر ادبستان دنیا میں تعلیم پاتا رہتا ہے ؎

اسی باعث سے دایہ طفل کو افیون دیتی ہے — کہ تا ہو جائے لذت آشنا تلخی دوراں سے

پہلی درس گاہ ماں کی گود اور باپ کا گھر ہے پھر مکتب یا دکان یا کارخانہ و امثال ذلک۔ اس مرحلے کے طے کرنے کے بعد سے دنیا کی یونیورسٹی کی تعلیم شروع ہوتی ہے اور خانہ داری اور کاروبار اور سلطنت اور تمدن اور مذہب کی قیود بڑھتی جاتی ہیں یہاں تک کہ وہ دنیا کی یونیورسٹی کا غلو کر دیا جاتا ہے جس کی زندگی اس طرح کے شکنجوں میں گزرے اُس کو آزادی کا نام مونہ سے نکالتا جائے شرم پس ایک آزادی کا مفہومِ صحیح ذہن نشین کر لو سارے عقدے آپ سے آپ حل ہو جائیں گے اور تم کو ماننا پڑے گا کہ تعلیمِ شریعت تکلیف نہیں بلکہ راحت ہے اور قید نہیں بلکہ آزادی ہے انگوٹھیوں پر جو ہم نے باب جداگانہ قائم کیا ہے تو انگوٹھی سے مراد مُہر ہے اور اس کے بارے میں قول فیصل یہ ہے کہ زیب و زینت کے لیے ہو تو اسراف اور تشبّہ بالنسا اور عارِ مردی ہے اور اسی لیے ممنوع ہے اور ضرورت کے لیے ہو تو بقدر ضرورت جائز تو اس زمانے میں مُہر پر سے کیا بلکہ دست خط پر سے بھی اعتماد اُٹھ گیا ہے اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے نقش نے اپنا سکہ جما یا ہے۔ کچہری عدالت دفتر کے علاوہ مُہریں بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں مگر ناخواندہ آدمی کو ناچار مُہر رکھنی پڑتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ سارے جہان میں مُہر

[1] ایک مکھی (بھی) پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ اس کے (پیدا کرنے کے) لیے (سب کے سب اکٹھے ہی کیوں نہ) ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے جائے تو اس کو اس سے چھڑا نہیں سکتے ۱۲

[2] (اے پیغمبر) تم خدا کے قاعدے کو ہرگز بدلتا ہوا نہ پاؤ گے اور نہ خدا کے قاعدے کو ہرگز ٹلتا ہوا پاؤ گے ۱۲ + ۱۲

يَوْمَ الْكُلَابِ فَاتَّخَذَ اَنْفًا مِّنْ فِضَّةٍ فَاَنْتَنَ عَلَيْهِ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّتَّخِذَ اَنْفًا مِّنْ ذَهَبٍ (ت)

تو انھوں نے چاندی کی ناک بنوا کر لگا لی تھی۔ لیکن چند روز کے بعد اُس میں بدبو پیدا ہو گئی تو جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ سونے کی ناک بنوا کر لگا لیں۔ ف۱

عَنْ مَالِكٍ قَالَ اَنَا اَكْرَهُ اَنْ يَّلْبَسَ الْغِلْمَانُ شَيْئًا مِّنَ الذَّهَبِ لِاَنَّهُ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ فَاَنَا اَكْرَهُهُ لِلرِّجَالِ الْكَبِيْرِ مِنْهُمْ وَالصَّغِيْرِ (موطا)

امام مالک کہتے ہیں میں اس بات کو مکروہ اور ناپسند رکھتا ہوں کہ لڑکے سونے کی کوئی چیز پہنائے جائیں کیونکہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا تو میں مردوں میں سے بڑوں اور چھوٹوں دونوں کے لئے سونے کو مکروہ رکھتا ہوں۔

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيْرُ لِاِنَاثِ اُمَّتِيْ وَحُرِّمَ عَلٰى ذُكُوْرِهَا (نسائی)

ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونا اور ریشمی کپڑا میری امت کی عورتوں کے لئے حلال اور مردوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَهُ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ وَضَعَ بَدَلَ نَزَعَ۔

انس کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں جاتے تو اپنی انگوٹھی اُتار لیتے اور ابو داؤد کی روایت میں نزع کی جگہ وضع آیا ہے یعنی بیت الخلاء جاتے وقت انگوٹھی رکھ دیتے ف۲

ف۱ جو لوگ دانتوں کو سونے کے تاروں سے بندھواتے ہیں وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں ۱۲ ف۲ کیونکہ اُس کے نگینے پر محمد رسول اللہ کندہ تھا یہاں سے معلوم ہوا کہ جب آدمی پاخانے جانے لگے تو ایسی چیز ساتھ نہ لے جائے جس میں خدا یا رسولِ خدا کا نام یا قرآن کے لفظ ہوں ۱۲

من المترجم دوسرے ادیان کے مقابلے میں اسلامی شریعت کی بڑی خوبی ہے نرمی اور آسانی مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ہم تو اس آیت کو مسلمانوں کے حق میں فرمانِ آزادی سمجھتے ہیں یہ تو قرآن ہوا اور حدیث اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْيَاكُمْ اسی فرمان کی تفسیر اور تشریح ہے لیکن الفاظ دین اور دنیا اور حرج اور آزادی کے مفہوم کے سمجھنے میں اکثر لوگ افراط کی یا تفریط کی غلطی کرتے ہیں سب سے پہلے آزادی کو لو کہ اس کی لٹک تو انسان کی فطرت میں ہے اور اس کا جنون ہمارے زمانے میں خصوصاً انگریزی عملداری میں کربلا اور نیم چڑھا سمندِ ناز پہ ایک اور تازیانہ ہوا۔ انگریزی تعلیم کے گدگدے سے بڑے زوروں پر ہے بے شک آدم زاد بڑا وسیع الاقتدار کثیر الاختیار مخلوق ہے کہ بنظرِ ظاہر بادشاہ ہے اور تمام کائنات اس کی رعایا سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ اور کیوں نہ ہو نائب بھی کس کا ہے خدا کا اس کے مغز نہ چلیں تو کس کے چلیں مگر ع نفع مے جملہ بگفتی ضررش نیز بگو۔ اتنے اختیارات پر در ماندگی بھی آج ہے کی ہو کہ انسان

ف۱ احداث دین کے بارے میں تم پر کسی طرح کی تنگی نہیں کی ۱۲ ف۲ (لوگو!) تم اپنے دنیاوی امور سے خوب واقف ہو ۱۲ ف۳ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اُسی نے اپنے کرم سے ان سب کو تمھارے کام میں لگا رکھا ہے ۱۲

رَجُلٍ فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ فَقَالَ يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلَى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ فَقِيلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ خَاتَمَكَ انْتَفِعْ بِهِ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا آخُذُهُ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مسلم)

تو اُس کی انگلی سے اُتار کر پھینک دی اور فرمایا (لوگو!) تم میں کا ایک شخص آگ کے انگارے کا قصد کرتا پھر اُسے اپنے ہاتھ میں لیتا ہے (یہ فرما کر آپ تو تشریف لے گئے) اور آپ کے تشریف لے جانے کے بعد کسی شخص نے اُس آدمی سے کہا کہ اپنی انگوٹھی اُٹھا لے (اسے بیچ کر) فائدہ اُٹھائیو اُس نے جواب دیا واللہ جس انگوٹھی کو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینکا ہے اُسے تو میں اُٹھاؤں گا نہیں

عَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ عَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ شَبَهٍ مَا لِي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ الْأَصْنَامِ فَطَرَحَهُ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ مَا لِي أَرَى عَلَيْكَ حِلْيَةَ أَهْلِ النَّارِ فَطَرَحَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ أَتَّخِذُهُ فَقَالَ مِنْ وَرِقٍ وَلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا (ترمذی ابوداؤد)

بُریدہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے جو پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا فرمایا کیا بات ہے کہ میں تجھ میں بتوں کی بدبو پاتا ہوں (یہ سُن کر) اُس شخص نے انگوٹھی کو پھینک دیا پھر (وہی شخص ایک اور دفعہ) آیا اور اُس کے ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی تھی جناب پیغمبر صاحب نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں تجھے دوزخیوں کا زیور پہنے دیکھتا ہوں اُس شخص نے یہ انگوٹھی بھی پھینک دی اور عرض کیا یا رسول اللہ میں کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں فرمایا چاندی کی اور اُس کا وزن پورے مثقال[1] تک نہ پہونچا۔

عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَوْلَاةً لَهُمْ ذَهَبَتْ بِابْنَةِ الزُّبَيْرِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِي رِجْلِهَا أَجْرَاسٌ فَقَطَعَهَا وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانٌ (ابوداؤد)

زبیر کے بیٹے (عبداللہ) سے روایت ہے کہ ہماری آزاد لونڈی زُبیر کی بیٹی (میری بہن) کو عمر بن الخطاب کے پاس لے گئی اور اُس کے پاؤں میں گھونگرو تھے حضرت عمرؓ نے گھونگروؤں کو کاٹ کر فرمایا کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ ہر گھونگرو کے ساتھ شیطان ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ طَرَفَةَ أَنَّ جَدَّهُ عَرْفَجَةَ بْنَ أَسْعَدَ قُطِعَ أَنْفُهُ

طرفہ کے بیٹے عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ اُن کے دادا اسعد کے بیٹے عرفجہ کی کُلاب[2] کے دن ناک کٹ گئی تھی۔

[1] مثقال ایک وزن ہے دینار کے برابر اور وہ ڈیڑھ درم اور درم کے دو دانگ کم ہوتا ہے اور انگریزی تول کے حساب سے ۳ درم ساڑھے تین ماشے کا تو مثقال چار ماشے کے قریب وزن ہوگا ۱۲ [2] کُلاب ایک جگہ کا نام ہے جہاں اہل عرب میں ایک بڑا معرکہ پیش آیا تھا جو ایام عرب میں ایک نہایت مشہور واقعہ سمجھا جاتا ہے ۱۲

وَعَلَیَّ ثِیَابٌ دُوْنٌ فَقَالَ لِیْ اَلَكَ مَالٌ قُلْتُ نَعَمْ
قَالَ مِنْ اَیِّ الْمَالِ قُلْتُ مِنْ كُلِّ الْمَالِ قَدْ اَعْطَانِیَ
اللّٰهُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَیْلِ وَالرَّقِیْقِ
قَالَ فَاِذَا اٰتَاكَ اللّٰهُ مَالًا فَلْیُرَ اَثَرُ نِعْمَةِ اللّٰهِ
عَلَیْكَ وَكَرَامَتِهٖ (نسائی)

کہ میرے جسم پر ردی اور میلے چیکٹے کپڑے تھے پیغمبر صاحب نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا تیرے پاس کچھ مال ہے میں نے عرض کیا جی ہاں ہے فرمایا کس قسم کا مال ہے میں نے عرض کیا سب قسم کا خدا نے مجھے اونٹ گائے بکری گھوڑے غلام سب کچھ دے رکھا ہے فرمایا تو جب خدا نے تجھے مال دے رکھا ہے تو چاہیئے کہ خدا کی نعمت و کرامت کا اثر تجھ پر دکھا جائے۔

[۱۸] عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ زَائِرًا فَرَاٰی رَجُلًا شَعِثًا قَدْ
تَفَرَّقَ شَعْرُهٗ فَقَالَ مَا كَانَ یَجِدُ هٰذَا مَا
یُسَكِّنُ بِهٖ رَاْسَهٗ وَرَاٰی رَجُلًا عَلَیْهِ
ثِیَابٌ وَسِخَةٌ فَقَالَ مَا كَانَ یَجِدُ هٰذَا مَا
یَغْسِلُ بِهٖ ثَوْبَهٗ (ترمذی)

[۱۸] جابر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہم انصار کے پاس بقصد ملاقات تشریف لائے پس آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے سر کے بال پراگندہ اور پریشان ہو رہے ہیں فرمایا کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جو اس کے سر کو تسکین دے سکے (یعنی تیل اور کنگھی وغیرہ) اور (اسی موقع پر) آپ نے ایک اور شخص کو دیکھا جو میلے کپڑے پہنے ہوئے تھا تو فرمایا کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے کپڑے دھو کر صاف کرلے۔

من المترجم ریشمی کپڑے کا پہننا ممنوع لذاتہ نہیں ہے بلکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں معیار تموّل بہت گھٹا ہوا تھا ان وقتوں میں حریر کے کپڑوں پر لاگت بھی بہت آتی ہوگی بیش قیمت ہونے کے لحاظ سے مقدور والوں کو بھی استعمال حریر کی ممانعت فرما دی کہ کم مقدرت والے امراء کا لباس فاخرہ دیکھ کر تنگدل نہ ہوں جیسا کہ قارون کے ہم عصر اس کا جاہ و حشم دیکھ کر بے اختیار یا لیت لنا مثل ما اوتی قارون انہ لذو حظ عظیم بول اٹھے تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ استعمال حریر دلیل تنعم بھی ہے اور پیغمبر صاحب نہیں چاہتے تھے کہ مسلمان اتنے آسایش طلب ہوں اور عمدہ لباس پہن کر عجب و نخوت سے بچنا ذرا ہی مشکل ان وجوہ سے استعمال حریر کو منع کیا گیا اگر یہ وجوہ نہ ہوں تو رع در عمل کوش ہر چہ خواہی پوش یا حریر کے دوسرے کپڑے میں ہوں تو ازروئے اخلاق وہ بھی ممنوع الاستعمال ہے +

[۱۹] عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَكْرٍ دَخَلَتْ
عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْهَا ثِیَابٌ

[۱۹] ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ابوبکر کی بیٹی اسماء (میری علاتی بہن) جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں آئیں

وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ (ترمذی)

اور جس چیز کے لیئے یہ بنایا گیا ہے اُس کی بھلائی کی درخواست کرتا ہوں اور اس (کپڑے) کی بُرائی اور جس چیز کے لیئے یہ بنایا گیا ہے اُس کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں

عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ (ترمذی)

انس کے بیٹے معاذ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کھانا کھا کر کہتا ہے کہ ہر طرح کی تعریف خدا کو سزاوار ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلوایا اور میرے بے تدبیر و حیلہ کیئے اور بے قدرت رکھے اپنے پاس سے پونہچایا اُس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جو کپڑا پہن کر کہتا ہے ہر طرح کی تعریف خدا کو سزاوار ہے جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور باوجودیکہ میں اس کے حاصل کرنے میں کوئی حیلہ و تدبیر اور قدرت نہیں رکھتا تھا اُس نے یہ کپڑا مجھے نصیب کیا تو اُس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ لَبِسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَوْبًا جَدِيْدًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوَارِيْ بِهِ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهِ فِيْ حَيَاتِيْ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيْدًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوَارِيْ بِهِ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهِ فِيْ حَيَاتِيْ ثُمَّ عَمَدَ اِلَى الثَّوْبِ الَّذِيْ اَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهِ كَانَ فِيْ كَنَفِ اللّٰهِ وَفِيْ حِفْظِ اللّٰهِ وَفِيْ سِتْرِ اللّٰهِ حَيًّا وَّمَيِّتًا۔ (ترمذی)

ابو امامہ کہتے ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نیا کپڑا پہن کر فرمایا ہر طرح کی تعریف خدا کو سزاوار ہے جس نے مجھے وہ چیز پہنائی جس سے میں اپنا ستر چھپاتا اور اپنی زندگی میں اُس سے زینت کرتا ہوں پھر کہا میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص نیا کپڑا پہن کر یہ کہے گا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوَارِيْ بِهِ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهِ فِيْ حَيَاتِيْ پھر جس کپڑے کو پُرانا کیا ہے اُس کی طرف قصد کرے یعنی خیرات کرے گا تو وہ خدا کے سایۂ عنایت اور خدا کی حفاظت و نگہبانی اور خدا کے پردۂ مغفرت میں رہے گا زندہ رہے گا جب بھی (اور) مرے گا جب بھی۔

ل ہر طرح کی تعریف خدا کو سزاوار ہے جس نے مجھے وہ چیز پہنائی جس سے میں اپنا ستر چھپاتا اور اپنی زندگی میں اُس سے زینت حاصل کرتا ہوں ۱۲

وفي رواية لمسلم انه خطب بالجابية فقال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن لبس الحرير الا موضع اصبعين او ثلث او اربع

اور مسلم کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمر نے جابیہ (شام کا ایک مشہور شہر ہے) میں خطبہ پڑھتے ہوئے فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا مگر دو انگشت یا تین انگشت یا چار انگشت (کی اجازت دی)۔

عن انس قال رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم للزبير وعبد الرحمن بن عوف في لبس الحرير لحكة بهما (صحیحین)
وفي رواية لمسلم قال انهما شكوا القمل فرخص لهما في قمص الحرير۔

انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر اور عبدالرحمن بن عوف کو اُس خارش جسم کی وجہ سے جو اُنھیں لاحق تھی ریشمی کپڑے کے پہننے کی اجازت دی اور مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ زبیر اور عبدالرحمن نے جوؤں کی شکایت کی تو پیغمبر صاحب نے اُنھیں ریشمی کرتوں کے پہننے کی اجازت دی۔

عن ابي هريرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا لبس قميصا بدأ بميامنه (ترمذی)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کرتہ پہنتے تو دائیں جانب سے پہننا شروع کرتے۔

عن ابن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اعتم سدل عمامته بين كتفيه (ترمذی)

ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو شملہ دونوں مونڈھوں کے بیچ میں چھوڑتے

عن ابي سعيد الخدري قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا استجد ثوبا سماه باسمه عمامة او قميصا او رداء ثم يقول اللهم لك الحمد كما كسوتنيه اسألك خيره

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نیا کپڑا زیب جسم فرماتے تو اُس کا نام لے کر مثلاً عمامہ یا کرتہ یا چادر فرماتے خداوندا ہر طرح کی تعریف تجھ ہی کو سزاوار ہے اس پر کہ تو نے مجھے یہ کپڑا (مثلاً عمامہ یا کرتہ یا چادر) پہنایا میں تجھ سے اِس کپڑے کی بھلائی[1]

[1] کپڑے کی بھلائی یہ کہ بوجہ خیریت بدن پر رہے اور اُسے کوئی آفت و شر نہ پونہچے اور اُس چیز کی بھلائی طلب کرتے ہے جس کے لئے کپڑا بنایا گیا ہے یہ مراد ہے کہ کپڑے کا استعمال ایسے موقع اور مصرف میں ہو جو خیرات وطاعات کو شامل ہو اور یہی مطلب ہے دوسرے جملے کا ۱۲

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ ذَکَرَ الْاِزَارَ فَالْمَرْاَةُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُرْخِیْ شِبْرًا فَقَالَتْ اِذًا تَنْکَشِفُ عَنْهَا قَالَ فَذِرَاعًا لَا تَزِیْدُ عَلَیْهِ (ابو داؤد - ابن ماجہ)

اُمّ المومنین ام سلمہ کہتی ہیں کہ جس وقت جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تہمد کا حکم بیان کیا (کہ زیادہ لٹکانا نہیں چاہیئے) تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ عورت کے لیئے کیا حکم ہے (کہ اگر وہ اُس حد سے زیادہ جو مردوں کے لیئے مقرر ہے مثلاً نصف ساق دراز نہ کرے گی تو کشفِ[1] ستر لازم آئے گا فرمایا کہ عورت ایک بالشت زیادہ کرے اُم سلمہؓ نے کہا اگر اس میں بھی کشفِ ستر کا احتمال ہو؟ فرمایا - ایک ہاتھ (بڑھائے) اس سے زیادہ نہ بڑھائے

من المترجم ٹخنوں سے نیچے پاجامے پر تو تشرع لوگ مدتوں سے بڑی سختی کرتے آئے ہیں مگر اصل مطلب نیت وہ والظہور دھم کر رکھا ہے۔ نہ کی ابات تو کبر و اسراف ہے جس کپڑے اور جس وضع اور جس حالت میں بھی پس اگر نیچے دامن یا نیچے پائینچے کسی ملک کا دستور پڑ گیا ہو اور کبر و اسراف کا خیال نہ ہو تو اُس پر شرعاً کوئی اعتراض یا وعید وارد نہیں۔ یہ اُلٹی بات ہے کہ ہمارے ملک میں بدوضع لوگ اکثر چست لباس میں بھی اکڑتے ہیں غرض کسی شان کی خصوصیت نہیں ؎ فریاد کی کوئی لے نہیں ہے + نالہ پابندِ نے نہیں ہے + مدار کار نیت پر ہے +

عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِلْبَسُوا الثِّیَابَ الْبِیْضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْیَبُ وَکَفِّنُوْا فِیْهَا مَوْتَاکُمْ۔ (ترمذی - نسائی)

سمرہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ وہ پاکیزہ تر ہیں (کہ میلے ہونے کی وجہ سے جلد جلد دھوئے جاتے ہیں) اور خوش تر (کہ طبع سلیم کا میلان اُسی طرف ہوتا ہے) اور ان ہی (سفید کپڑوں) میں اپنے مُردوں کو کفنایا کرو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ (بخاری)

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا تہمد ٹخنوں سے نیچے لٹکتا رہے گا قدم کا اُتنا ٹکڑا دوزخ کی آگ میں ہوگا۔

عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ اِلَّا هٰکَذَا وَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِصْبَعَیْهِ الْوُسْطٰی وَالسَّبَّابَةَ وَضَمَّهُمَا (صحیحین)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے کے پہننے سے منع فرمایا ہاں اتنی مقدار ہو (تو مضائقہ نہیں) اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں یعنی بیچ کی اور شہادت کی انگلیاں اُٹھا کر دونوں کو ملا لیا (خلاصہ یہ کہ ریشمی کپڑے کی دو انگل کی گوٹ مرد کو جائز ہے)

[1] اصل میں عورت کا مُونہ اور پونہچوں تک دونوں ہاتھ تو نہیں باقی سارا جسم ستر ہے

رو کو مونہ پر ہاتھ رکھ لینے میں مصلحت یہ ہے کہ مکھی بھنگے کی قسم سے کوئی چیز سانس کے ساتھ حلق میں نہ چلی جائے اور چہرے کی بدنمائی بھی ظاہر نہ ہو۔

آداب اللباس

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهٖ اَوْ يَمْشِيَ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ وَّاَنْ يَّشْتَمِلَ الصَّمَّآءَ اَوْ يَحْتَبِيَ بِثَوْبٍ وَّاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهٖ ۔ (مسلم)

جابر[1] کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کی کہ آدمی بائیں ہاتھ سے کھائے یا ایک جوتی پہن کر نہ چلے اور نیز اشتمال[1] صماء سے منع فرمایا اور اس سے بھی کہ آدمی اس ہیئت سے زمین پر سہارا دے کر بیٹھے کہ اُس کا ستر کھلا رہے[2]۔

[1] اشتمال صماء یہ ہے کہ آدمی چادر اس طرح اوڑھے لپیٹے کہ اُس کا سارا جسم ڈھک جائے اور جسم کا کوئی حصہ بھی کھلا نہ رہے حتّٰی کہ ہاتھ بھی کپڑے کے اندر ہی ہوں اور کپڑے کی کوئی طرف اتنی اُٹھی ہوئی نہ ہو کہ ہاتھ باہر نکال سکے اس طرح چادر اوڑھنے کو صماء اس سے کہتے ہیں کہ کپڑے کی وجہ سے منافذ ومداخل سب بند ہو جاتے ہیں سخت اور ٹھوس پتھر کو صخرۂ صماء اسی سے کہا جاتا ہے کہ کہ اُس میں خلو اور شگاف مطلق نہیں ہوتا ۱۲

[2] احتباء کی صورت یہ ہے کہ آدمی دونوں سُرین زمین پر ٹکا کر بیٹھے اور دونوں پنڈلیاں کھڑی کر کے ہاتھوں یا کپڑے سے حلقہ کرلے ایسی صورت میں اگر تن پر ایک ہی کپڑا یعنی چادر ہوگی تو کشفِ عورت ضرور ہوگا اور اسی وجہ سے اس قسم کا احتباء ممنوع ہے ہاں اگر چادر کے علاوہ دوسرا کپڑا ہوگا تو اس طرح بیٹھنے سے کشفِ عورت نہ ہوگا اور اسی لیے یہ احتباء درست ہے جیسا کہ اسی حصّے کے عنوان "آدابِ جلوس" میں گزر چکا ۱۲

من المترجم اس حدیث میں چار ادبوں کی تعلیم ہے اور چاروں مبنی ہیں آدمی کے ذاتی مفاد پر داہنے ہاتھ سے کھانے کی مصلحت پر ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ اعادہ تحصیل حاصل بلکہ لاحاصل ایک پاؤں ننگا ایک جوتی یہ تو ایک مجنونانہ حرکت ہے کوئی عاقل بھی اس کو جائز نہیں رکھے گا اور خود آدمی اس طرح اطمینان کے ساتھ چل بھی تو نہیں سکتا۔ چادر دولائی رضائی کمل یا اسی طرح کے کپڑے کو ایسے طور پر چاروں طرف سے لپیٹنا کہ ضرورت پڑے پر ہاتھ باہر نکل سکے ایک طرح کی ناحق کی قید ہے۔ ایک شخص اسی طرح دبے سکڑے بیٹھے تھے اوپر سے گری چھپکلی ہاتھ کھلے ہوتے تو جھٹ سے رضائی اُتار پھینکتے مگر وہ تو جی کا جنجال ہو گئی تھی بیچارے بہت ہی پریشان ہوئے۔ چوتھی تعلیم پردہ داری کی ہے۔

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِسْبَالُ فِي الْاِزَارِ وَالْقَمِيْصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (ابوداؤد)

سالم[2] (عبد اللہ بن عمر کے بیٹے) اپنے باپ (عبد اللہ بن عمر) سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کپڑا حد سے زیادہ لٹکانا (جو حرام و مکروہ ہو) نہ صرف تہمد میں ہے جیسا کہ متعارف ہے بلکہ تہمد میں اور کرتے میں اور پگڑی میں سب میں ہے تو جو شخص ان میں سے کوئی چیز بھی ازراہ فخر و کبر زیادہ لٹکائے گا خدا قیامت کے روز اس کی طرف دیکھے گا بھی تو نہیں۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلْیَقُلْ لَہٗ اَخُوْہُ اَوْ صَاحِبُہٗ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ فَاِذَا قَالَ لَہٗ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ فَلْیَقُلْ یَهْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ + (بخاری)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کا جب کوئی شخص چھینک لے تو الحمد للہ کہے اور اس کا بھائی (مسلمان) یا اس کا دوست اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہے اور جب یہ اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہے تو اس کو کہنا چاہیئے یھدیکم اللہ ویصلح بالکم۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیُمْسِکْ بِیَدِہٖ عَلٰی فِیْہِ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ فِیْہِ (مسلم)

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کا جب کوئی شخص جمائی لے تو اسے چاہیئے کہ اپنے مونہ پر ہاتھ رکھکر جمائی کو روکدے کیونکہ مونہ کشادہ رکھے گا تو شیطان اس میں گھس جائے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا عَطَسَ غَطّٰی وَجْهَہٗ بِیَدِہٖ اَوْ ثَوْبِہٖ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَہٗ

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم چھینک لیتے تو اپنا رُخ مبارک ہاتھ سے یا کپڑے سے ڈھانک لیتے اور آواز کو نہایت پست کر لیتے۔

عَنْ سَعِیْدِ الْمَصْرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ شَمِّتْ اَخَاکَ ثَلٰثًا فَاِنْ زَادَ فَهُوَ زُکَامٌ وَقَالَ لَا اَعْلَمُہٗ اِلَّا اَنَّہٗ رَفَعَ الْحَدِیْثَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (ابوداؤد)

سعید مصری (تابعی) کہتے ہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اپنے بھائی کو تین مرتبہ چھینک کا جواب دے اور اگر وہ تین دفعہ سے زیادہ چھینک لے تو جواب دینا ضرور نہیں کیونکہ) وہ مبتلائے زکام ہے سعید مصری تابعی کہتے ہیں کہ میرے علم میں یہ حدیث مرفوع ہے

لے خدا تمہیں راہ راست دکھائے اور تمہارے دل یا تمہارے حالات نیک کرے ۱۲ ۲ے جس حدیث کی سند کی انتہا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو اُسے حدیث مرفوع کہتے ہیں۔ ۱۲

من المترجم بخارے دماغ کی طرف صعود کرتے ہیں تو دماغ متاذی ہوکر اضطراراً ان کو دفع کرتا ہے اسی کا نام ہے چھینک چھینک سے ایک طرح کی راحت پہونچتی ہے اسی پر چھینک لینے والے کو الحمد للہ کہنے کا حکم ہے کہ وہ شکر کا کلمہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ خدا کو ہر وقت یاد رکھو سامعین کو جواب دینے کا اور چھینکنے والے کو جواب الجواب کا حکم ہے تو یہ آپس میں محبت پیدا کرنے کی تدبیر ہے غرض اسلام کی کوئی سی بات بھی ہو فائدے سے خالی نہیں۔ چھینکنا فعل اضطراری ہے اور چھینکنے میں اعصاب متشنج ہوکر چہرہ بگڑ جاتا ہے اور کبھی حلق سے یا ناک سے بلغمی رطوبت بھی بزور خارج ہوتی ہے اور آواز نا ملائم بھی اس لیے مونہ کا ڈھانک لینا ہے۔ جمائی کا انجام ہے کسل اس لیے اس کو شیطان کی طرف منسوب کیا اور حکم دیا کہ تا امکان جمائی کو

القبر مرحبًا واهلًا اما ان كنت لاحب من يمشي على ظهري الي فاذا وليتك اليوم وصرت الي فسترى صنيعي بك قال فيتسع له مد بصره و يفتح له باب الى الجنة واذا دفن العبد الفاجر او الكافر قال له القبر لا مرحبا ولا اهلا اما ان كنت لابغض من يمشي على ظهري الي فاذا وليتك اليوم وصرت الي فسترى صنيعي بك قال فيلتئم حتى تختلف اضلاعه قال وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم باصابعه فادخل بعضها في جوف بعض قال ويقيض له سبعون تنينا لو ان واحدة منها نفخ في الارض ما انبتت شيئا ما بقيت الدنيا فينهسنه ويخدشنه حتى يفضى به الى الحساب ۔ (ترمذی)

اس سے کہتی ہے آئیے آئیے یہ آپ ہی کا گھر ہے کسی غیر کا نہیں سنو! جو لوگ میری پشت پر چلتے تھے ان سب سے تم مجکو زیادہ محبوب تھے۔ تو آج جبکہ میں تمھاری سرپرست قرار دی گئی ہوں اور تم نے میری طرف رجوع کیا ہے تو اب تم میرے اس برتاؤ کو دیکھوگے جو میں تمھارے ساتھ کرتی ہوں پیغمبر صاحب نے فرمایا پھر قبر اس کے لیے جہاں تک میت کی نظر پونہچتی ہے فراخ ہوتی اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھل جاتا ہے اور جب فاسق یا کافر بندہ قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے دور نیرا کالا منہ سن! جو لوگ میری پشت پر چلتے تھے ان سب میں تو مجکو زیادہ برا معلوم ہوتا تھا تو آج جبکہ میں تیری سرپرست قرار دی گئی ہوں اور تو نے میری طرف رجوع کیا ہے تو اب تو میرے برتاؤ کو دیکھے گا جو میں تیرے ساتھ کرتی ہوں پیغمبر صاحب نے فرمایا پس قبر اس پر یہاں تک مل جاتی ہے کہ اس کی ادھر کی پسلیاں ادھر اور ادھر کی پسلیاں ادھر نکل جاتی ہیں ابو سعید کا بیان ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پسلیوں کے اختلاف کی صورت ظاہر کرنے کے لیے اپنی انگلیوں کی طرف اشارہ کرکے بعض انگلیوں کو بعض کے اندر داخل کیا (اور) فرمایا پھر اس (فاجر یا کافر) پر ستر اژدھے مقرر کیے جاتے ہیں (ایسے اژدھے کہ اگر ان میں کا ایک اژدہا زمین پر پھنکار مار دے تو بقاے دنیا تک زمین کوئی چیز بھی اگا نہ سکے) الغرض وہ اژدھے اسے ڈسیں گے اور اس کے بدن کو زخمی کرتے رہیں گے

ہم یہاں تک کہ وہ حساب کی طرف پہنچایا جائے۔ یعنی روز قیامت تک اسی عذاب میں مبتلا رہے گا۔

عن عبد الله بن عمر قال اشتكى سعد بن عبادة شكوى له فاتاه النبي صلى الله عليه وسلم يعوده مع عبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابي وقاص وعبد الله بن مسعود فلما دخل عليه وجده في غاشية فقال قد قضى قالوا لا يا رسول الله فبكى النبي صلى الله عليه وسلم

عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ سعد بن عبادہ کسی بیماری میں مبتلا ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن مسعود کو ساتھ لے کر ان کی عیادة (بیمار پرسی) کو ان کے پاس تشریف لے گئے اور جب ان کے بستر کے پاس پونہچے تو انھیں ایک نہایت دشوار اور سخت مرض میں مبتلا پایا اور فرمایا سعد کا تو کام تمام ہو گیا۔ حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ سعد مرے نہیں ہیں پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے

آداب البکاء

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اری ما لا ترون واسمع ما لا تسمعون اطت السماء وحق لھا ان تئط والذی نفسی بیدہ ما فیھا موضع اربعۃ اصابع الا وملک واضع جبھتہ ساجدا للہ واللہ لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا وما تلذذتم بالنساء علی الفرشات ولخرجتم الی الصعدات تجأرون الی اللہ و قال ابو ذر یا لیتنی کنت شجرۃ تعضد (ترمذی ابن ماجہ)

ابوذر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کی طرف روئے سخن کرکے) فرمایا (لوگو!) میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے (مثلاً علامات قیامہ اور آیات صنع الٰہی اور خدا کی صفات قہریہ) اور سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے (جیسے اسرار احوال آخرت اور اہوال قیامۃ اور شدت عذاب دوزخ کی خبریں) آسمان بارے بوجھ کے چرچرا اٹھا اور اسے سزاوار تھا چرچرا اٹھنا کیونکہ مجھے اس ذات مقدس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے آسمان میں چار انگشت برابر بھی کوئی جگہ نہیں مگر وہاں ایک فرشتہ (موجود) ہے (اور) خدا کو سجدہ کرتے ہوئے اس جگہ اپنی پیشانی رکھے ہوئے ہے قسم خدا کی جو میں جانتا ہوں اگر تم جان جاؤ تو ہنسو تھوڑا اور روؤ بہت اور بچھونوں پر کبھی اپنی عورتوں کے ساتھ خوش نہ ہو اور جس طرح محروم اور غم زدہ لوگ گھروں کو چھوڑ کر جنگل و صحرا کو نکل جاتے ہیں تم بھی جناب الٰہی میں فریاد و زاری کرتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل بھاگو۔ اس پر ابوذرؓ نے (بطریق تحسر) کہا اے کاش میں کوئی ایسا درخت ہوتا جو (بیخ و بنیاد سے) اکھاڑ کر پھینک دیا جاتا ہے ف[1]

عن ابی سعید قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم لصلوۃ فرای الناس کانھم یکتشرون قال اما انکم لو اکثرتم ذکر ھاذم اللذات الموت لشغلکم عما اری فاکثروا ذکر ھاذم اللذات الموت فانہ لم یات علی القبر یوم الا تکلم فیقول انا بیت الغربۃ وانا بیت الوحدۃ وانا بیت التراب وانا بیت الدود واذا دفن العبد المؤمن قال لہ

ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں (ایک دن کا ذکر ہے) کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم (معمول کے مطابق ادائے) نماز کے لئے باہر تشریف لائے پس آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ گویا وہ کھل کھلا کر ہنس رہے تھے (اس پر پیغمبر صاحب نے فرمایا (لوگو!) سنو! اگر تم لذتوں کے مٹا دینے والی یعنی موت کا بہت ذکر کرتے تو وہ تم کو اس (خندہ کرنے) سے باز رکھتی جسے میں دیکھ رہا ہوں پس تم لذتوں کے مٹانے والی یعنی موت کو بہت یاد کیا کرو کیونکہ قبر پر کوئی دن بھی نہیں گزرتا مگر وہ (بزبان حال) بولتی ہے یعنی کہتی ہے میں غربت کا گھر ہوں اور میں تنہائی کا گھر ہوں اور میں مٹی خاک کا گھر ہوں اور میں کیڑوں کا گھر ہوں اور جب ایماندار بندہ قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر

ف[1] مطلب یہ ہے کہ جس طرح درخت مکلف نہیں ہے اور مکلف نہیں ہے تو اس پر عذاب و ثواب بھی مترتب نہیں زیادہ سے زیادہ یہ کہ ایک زمانے تک پھولتا پھلتا اور آخر کار کاٹ کر پھینک دیا جاتا ہے کہ پھر کوئی اس سے سروکار نہیں رکھتا اسی طرح میں بھی مکلف نہ ہوتا اور درخت کی طرح کاٹ کر پھینک دیا گیا ہوتا تو اچھا ہوتا[12]

عربی	ترجمہ
عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا بُنَیَّ لَا تُکْثِرِ الضِّحْکَ فَاِنَّ کَثْرَةَ الضِّحْکِ یُمِیْتُ الْقَلْبَ ٭ (مشکوٰۃ)	انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹا! بہت ہنسا مت کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مار ڈالتا ہے
عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَقُوْمُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِیْ یُصَلِّیْ فِیْهِ الصُّبْحَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ وَکَانُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ فَیَاْخُذُوْنَ فِیْ اَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ فَیَضْحَکُوْنَ وَیَتَبَسَّمُ ٭ (مسلم)	سمرہ کے بیٹے جابر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ صبح کی نماز پڑھتے تھے طلوع شمس تک وہاں سے اٹھتے نہ تھے ہاں جب سورج نکل آتا تو آپ کھڑے ہوجاتے اور صحابی بیٹھے باتیں کیا کرتے زمانہ جاہلیت کے واقعات شروع کرتے اور ہنستے اور پیغمبر صاحب ان کی باتیں سن سن کر مسکراتے۔
عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ هَلْ کَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَضْحَکُوْنَ قَالَ نَعَمْ وَالْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِهِمْ اَعْظَمُ مِنَ الْجَبَلِ	قتادہ کہتے ہیں کسی نے ابن عمر سے پوچھا کیا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہنسا کرتے تھے؟ ابن عمر نے جواب دیا کہ ہاں (اچھا خاصا) ہنسا کرتے تھے حالانکہ ان کے دلوں میں ایمان پہاڑ سے بڑا تھا

۵۱ مطلب یہ ہے کہ وہ ایسا نہیں ہنستے تھے جیسا اہل غفلت ہنستے ہیں اور نہ ایسا ہنسنا ہنستے تھے جو دل کو مار ڈالتا اور نور ایمان میں خلل پیدا کرتا ہے ۱۲۔

من المترجم روحیں دو قسم کی ہیں ایک روح حیوانی یعنی زندگی یا جان جو جسم کے ہر رگ و پٹھے میں پھیلی ہوئی ہے اعضاء کی حس و حرکت اسی روح کی وجہ سے ہوتی ہے۔ کوئی اس کو حرارت غریزی کہتا ہے کوئی خون کا سیلان۔ اس کا منبع ہے قلب افراط شادمانی میں یہی روح دل سے باہر کی طرف کو خروج کرتی ہے۔ شادی مرگ سنا ہو تو وہ اسی حالت کا نام ہے۔ اسی کو حدیث میں یمیت القلب فرمایا۔ بہت ہنسنے سے ایک طرح کا ضعف اور تکان لاحق ہوتا ہے اور یہ دلیل ہے روح حیوانی کے کم ہونے کی۔ روح حیوانی کے علاوہ ایک روح وہ ہے جس کو ہر ایک آدمی میں سے تعبیر کرتا ہے اور کہتا ہے میرا دل میرا سر۔ اس کو جسم کے ساتھ روح حیوانی کا سا تعلق نہیں ایک آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو ہاتھ کی قدر روح حیوانی کم ہوجائے گی مگر وہ روح جس کو میں سے تعبیر کیا جاتا ہے اس میں کسی طرح کا نقص نہیں آتا۔ اس روح کو بھی جسم کے ساتھ ایک خاص طرح کا تعلق ہے مگر اس روح کی اور جسم کے ساتھ اس کے تعلق کی حقیقت معلوم نہیں وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔ ہنسنے کے بھی مدارج ہیں جس کا ادنیٰ درجہ تبسم ہے تبسم سے بڑھ کر ضحک جو ایک حد تک خاصۂ بشری ہے اور حد سے زیادہ دلیل ذہول و غفلت۔

۵۱ اور (اے پیغمبر) لوگ تم سے روح کی حقیقت دریافت کرتے ہیں تو (ان سے) کہہ دو کہ روح (بھی) میرے پروردگار کا ایک حکم ہے اور تم لوگوں کو (اسرار الٰہی میں سے) بس تھوڑا ہی سا علم دیا گیا ہے ۱۲۔

اور تعبیر کے لحاظ سے ہم نے ان کو جداگانہ باب قائم کیا۔ فرضی حکایتوں میں سے ایک حکایت ہے کہ ایک چوہے کو کہیں سے ہلدی کی ایک گرہ مل گئی تھی وہ بر خود غلط اسی گرہ کے برتے پر اپنے تئیں پنساری سمجھنے لگا۔ یہی حال آدمی کا ہے خصوصاً ان وقتوں کے متنزل العقیدہ مسلمانوں کا کہ تاوقتیکہ عقل اجازت نہ دے معاذ اللہ خدا رسول کسی کے کہنے کا یقین نہیں کرتے تو یہ گویا وہی بر خود غلط چوہے ہیں اور عقل ان کی ہلدی کی گرہ بے شک ہم کو عقل اسی لیے دی گئی ہے کہ ہم اس سے دنیا اور دین دونوں میں مدد لیں۔ اس کی ہدایت پر کاربند ہوں اور عقل ہی کی وجہ سے ہم مکلف بالشرائع بھی ٹھیرائے گئے ہیں مگر غلطی کیا ہوتی ہے کہ ہم (بہر کس از عقل خود بکمال وفرزند خود بجمال) اپنی عقل کو عقل کامل سمجھ کر اس کو معصوم عن الخطا مانے ہوئے ہیں۔ اور عقل سے فوق طاقت کام لیتے ہیں جیسے کوئی شخص چشم سر سے پس دیوار یا مسافت بعیدہ پر دیکھنے کا قصد کرے پس یہ منشا گمراہی کا اور اسی سے کہا گیا ہے کہ اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَر اب یہی معاملہ کھانے پینے کی حرام حلال چیزوں کا ہے ہم نے سوچ کر حرمت کی دو وجہیں پیدا کیں مَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ کے لیے ممانعہ شرک اور باقی محرمات کے لیے ان کا ازروئے طب انسان کی جسمانی۔ دماغی اخلاقی صحت کے حق میں اور یہ سوپر مضر ہونا۔ اس پر بھی اگر کسی خاص چیز کی حرمت کی وجہ شافی سمجھ میں نہ آئے۔ تو قصور فہم کا اعتراف کر کے ہم کو چاہیئے کہ حکم شارع کو بے چون وچرا تسلیم کریں۔ ہاں ایسا بھی ہے کہ بعض چیزوں میں شارع نے منظر فرید اہتمام و احتیاط تضییق بھی کی ہے تو وہ بھی مبنی بر مصلحت ہے جیسے شراب کہ حد سکر کو نہ بھی پہونچے تو بھی حرام ہے تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا۔ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ حقے پان تماکو میں حقے کا تو کچھ قصور نہیں کہ وہ ایک آلہ ہے اور نہ پان کا کہ وہ تبتا ہے قصور جو کچھ ہے تماکو کا ہے تو مولویوں کے جھگڑے میں کون پڑے۔ کوئی اس کو حرام بتاتا ہے کوئی مکروہ تحریمی کوئی مکروہ تنزیہی اور بعض اس کی حلت کے بھی قائل ہیں ہم تو اتنا ہی کہتے ہیں کہ اپنے پیچھے ایک لت لگا لینے کی تو بات ہی اور ہے تماکو کھایا جائے یا پیا جائے یا سونگھا جائے عادت سے پہلے لایعنی تو ضرور ہے اور مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ کی روسے تماکو کا استعمال کسی طرح بھی پرہیزگاری کی شان سے بعید ٹھلنے کا تماکو ملک میں خرچ ہوتا ہے صوبے صوبے میں یونیورسٹی (دار العلوم) بنا دینے کا تو میں ٹھیکہ لیتا ہوں لیکن اگر خدا کسی قوم کی عقلیں گدی میں لگا دے تو وہ کیا فلاح پا سکتی ہے مولوی بیچارے حرمت نہیں کفر وارتداد کے فتوے بھی دیں تو تماکو کا رواج رک نہیں سکتا کہ اب شرط زندگی ہو گیا ہے۔ +

آداب الضحک

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ (بخاری)	ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا خندہ کرتے کبھی نہیں دیکھا حتے کہ میں آپ کے کوّے کو دیکھ پاؤں ہاں آپ مسکراتے اور تبسم کیا کرتے تھے۔

لہ یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں تو ان کے پاس بھی نہ پھٹکنا اسی طرح اللہ اپنے احکام لوگوں سے کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ خلاف حکم کرنے سے بچیں ۱۲

بُحِرٌ فَکُمْ (ابوداؤد) تمھارے چلنے کا باعث ہوتا ہے +

من المترجم ان حدیثوں میں جن باتوں کی تعلیم ہے ان کی مصلحتوں کو ہر شخص ادنیٰ تامّل سے معلوم کرسکتا ہے جھٹپٹے کا وقت بڑی گھبراہٹ کا وقت ہوتا ہے۔ دن کی رخصت اور رات کی آمد آمد دنیا میں ایک انقلاب عظیم کے وقوع کی خبر دیتی ہے جتنے جاندار ہیں دوسری طرح کی زندگی کے لیے تیاری کرنے لگتے ہیں جَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا۔ مسافر منزل پر پہنچنے کے لیے جلدی کرتا ہے۔ چرند پرند سب اپنے اپنے ٹھکانے کی طرف لوٹتے ہیں۔ لوگ جو سودے سلف خرید فروخت کے لیے باہر تھے گھروں کو واپس آنا چاہتے ہیں۔ دنیا کے حال پر اس وقت نظر کرو تو ایسا معلوم ہوگا کہ جیسے کارخانہ چیزوں کو سمیٹ سماٹ کر دوکان بند کرنے کو ہے۔ دن رات میں شام کے وقت سے بڑھ کر کوئی وقت ہجوم کا نہیں۔ عیّار لوگ ایسے وقت کی تاک میں لگے رہتے ہیں اور بچّوں کی چوری اکثر دوپہر کو ہوتی ہے یا شام کو اسی لیے حکم دیا کہ سرِ شام بچّوں کو گلی کوچے میں نکلنے دو۔ پھر رات کا وقت اگرچہ آرام کا ہے مگر چور تاریکیٔ شب کی آڑ میں لوگوں کی غفلت سے فائدہ اٹھانے میں بڑی سرگرمی ظاہر کرتے ہیں۔ ادھر حشرات الارض جو دن دھاڑے آدمی کے ڈر سے باہر نہیں آسکتے تھے نتھے بے کھٹکے چاروں طرف رینگنے لگتے ہیں۔ پانی کے باسنوں کے ڈھانکنے کا حکم ان ہی کے منھ سے بچنے کے لیے ہے بعض لوگ رات بھر گھر میں چراغ جلائے رکھتے ہیں یہ بھی برا کرتے ہیں گھر والوں کو تو سونے کی حالت میں روشنی درکار نہیں اور اگر چور کہیں گھس آئے تو اس کو روشنی سے تائید پہنچتی ہے اور ایسا بھی ہوا ہے کہ چوہا جلتی بتّی گھسیٹ کر لے گیا اور گھر میں آگ لگ گئی ہم تو ایسی حدیثوں سے یہ بات اخذ کرتے ہیں کہ کیسی تو پیغمبر صاحب کی نظر وسیع تھی کہ امت کے کُل حالات خرد و کلاں ان کی نگاہ میں تھے اور امت کے حال پر کس درجے کی شفقت اور عنایت تھی کہ خیر خواہی اور نصیحت کا کوئی دقیقہ انھوں نے اٹھا نہیں رکھا +

حقّے پان کے آداب

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا یَعْنِیْهِ + (ترمذی)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا بہترین اسلام اُن چیزوں کے چھوڑ دینے میں ہے جو اُس کے کارآمد نہیں ہیں +

من المترجم ہم اپنی جگہ اسی خیال میں ہیں کہ یہ کتاب احکام شریعتِ اسلامی کے فتاوے کا کام دے بڑی چھوٹی کوئی بات اس سے رہ نہ جائے۔ ایک دن بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ کھانے پینے کی حرام حلال چیزوں پر ہم بہت کچھ لکھ چکے ہیں بڑی بھول ہوئی کہ حقّے پان تمباکو کی نسبت کچھ نہیں لکھا۔ حالانکہ یہ چیزیں ہم مسلمانوں میں اس کثرت سے چل پڑی ہیں کہ اب ان ہی کی تواضع مدارات رہ گئی ہے۔ اور غالباً دو تہائی سے زیادہ ہی زیادہ مرد و زن اس بلا میں مبتلا ہیں حقیقت میں تو حقّہ پان تمباکو ماکولات اور مشروبات کی قسم سے ہیں نہیں اور اسی وجہ سے ہم نے کھانے پینے کی حرام حلال چیزوں کے بیان میں ان کے حال سے تعرّض نہیں کیا۔ مگر بولتے ہیں حقّے پان تمباکو کھانے پینے ہی سے تعبیر کیا جاتا ہے کثرتِ استعمال

۵ ہم ہی نے رات کو پردہ (پوش) بنایا اور ہم ہی نے دن کو روزی کے دھندوں کا (وقت) بنایا۔ ۱۲ +

حِيْنَ تَنَامُوْنَ + (مشکوٰۃ)

گھروں میں آگ (جلتی ہوئی) نہ چھوڑ دو۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكَلْبِ وَنَهِيْقَ الْحُمُرِ مِنَ اللَّيْلِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَاِنَّهُنَّ يَرَيْنَ مَا لَا تَرَوْنَ وَاَقِلُّوا الْخُرُوْجَ اِذَا هَدَاَتِ الْاَرْجُلُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَبُثُّ مِنْ خَلْقِهٖ فِيْ لَيْلَتِهٖ مَا يَشَاۗءُ وَاَجِيْفُوا الْاَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا اِذَا اُجِيْفَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَغَطُّوا الْجِرَارَ وَاَكْفِئُوا الْاٰنِيَةَ وَاَوْكُوا الْقِرَبَ + (مشکوٰۃ)

جابر کہتے ہیں میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب تم رات کو کتے کا بھونکنا اور گدھے کا چلانا سنو تو شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگو کیونکہ کتے اور گدھے وہ چیز دیکھتے ہیں یعنی شیطان اور اس کا لشکر جو تم نہیں دیکھتے اور رات کو جب لوگ بازاروں میں پھرنا موقوف کریں اور رستے بند ہو جائیں تو تم گھر سے باہر کمتر نکلا کرو کیونکہ خدا رات کو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے پراگندہ کرتا ہے اور شب کو گھروں کے دروازے بند کر دیا کرو (اور بند کرتے وقت) خدا کا نام لے لیا کرو کیونکہ شیطان اس دروازے کو نہیں کھول سکتا جس کے بند کرتے وقت نام خدا لے لیا جائے اور پانی کے مٹکے ٹھلیاں ڈھانک دیا کرو اور برتنوں کو اوندھا دیا کرو اور مشکوں کے دہانے باندھ دیا کرو۔

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِيْنَةِ عَلٰى اَهْلِهٖ مِنَ اللَّيْلِ فَحُدِّثَ بِشَاْنِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ اِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَّكُمْ فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ (صحیحین)

ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ مدینے میں ایک رات ایک گھر جل گیا (اور جل کر) گھر والوں پر گر پڑا اور ان کو جلا دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی کیفیت بیان کی گئی آپ نے فرمایا (لوگو) یہ آگ تمھاری دشمن ہے تو جب تم سونے لگو اسے بجھا دیا کرو اور اپنے جان و مال سے اس کے ضرر کو دور کر دیا کرو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاۗءَتْ فَاْرَةٌ تَجُرُّ الْفَتِيْلَةَ فَاَلْقَتْهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُمْرَةِ الَّتِيْ كَانَ قَاعِدًا عَلَيْهَا فَاَحْرَقَتْ مِنْهَا مِثْلَ مَوْضِعِ الدِّرْهَمِ فَقَالَ اِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْا سُرُجَكُمْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَدُلُّ مِثْلَ هٰذِهٖ عَلٰى هٰذَا

ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک چوہا جلتی ہوئی بتی کھینچ کر لایا اور اسے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اس بوریے (یا جائے نماز) پر ڈال دیا جس پر آپ بیٹھتے تھے تو درہم کے مقدار بوریا جل گیا اس پر پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ (لوگو!) جب تم سونے لگو تو اپنے چراغوں کو گل کر دیا کرو کیونکہ شیطان (جو تمھارا دشمن قدیم ہے) ان جیسے (موذی جانوروں) کو اس (فعل) پر ابھارتا (اور آگ لگاتا) ہے پس شیطان اس حیلے سے)

آداب الظروف

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ جُنْحُ اللَّیْلِ اَوْ اَمْسَیْتُمْ فَکُفُّوْا صِبْیَانَکُمْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَنْتَشِرُ حِیْنَئِذٍ فَاِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ اللَّیْلِ فَخَلُّوْهُمْ وَاَغْلِقُوا الْبَابَ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَفْتَحُ بَابًا مُّغْلَقًا وَاَوْکُوْا قِرَبَکُمْ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرُوْا اٰنِیَتَکُمْ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ اَنْ تَعْرُضُوْا عَلَیْهِ شَیْئًا وَاَطْفِئُوْا مَصَابِیْحَکُمْ (صحیحین)

جابر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات کا آغاز ہو یا یوں فرمایا کہ جب تم شام کرو تو اپنے چھوٹے بچوں کو (گلی کوچوں میں پھرنے سے) روکو۔ کیونکہ شیطان (کا لشکر) شام کے وقت (ہر چہار طرف) پھیل جاتا ہے ہاں رات کا تھوڑا سا حصہ گزر لے تو بچوں کو چھوڑ دینے کا مضائقہ نہیں اور رات کو دروازے بند کر دیا کرو اور بند کرتے وقت خدا کا نام لے لیا کرو (مثلاً بسم اللہ یا کوئی اور دعا وغیرہ) کیونکہ شیطان اُس دروازے کے کھولنے کی قدرت نہیں رکھتا جو نام خدا کے ساتھ بند کیا گیا ہے اور اپنی مشکوں کے دہانے (جن میں پانی ہو) باندھ دیا کرو اور (باندھتے وقت خدا کا نام لیا کرو) اور اپنے پانی کے برتنوں کو ڈھانک دیا کرو اور ڈھانکتے وقت خدا کا نام لیا کرو اگرچہ برتن پر کوئی چیز عرضاً ہی رکھ دو (یعنی برتن کو پورا نہ ڈھک سکو تو دفع کراہت اور رفع ضرر کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ برتن کی چوڑان میں کوئی چیز لکڑی یا تنکا وغیرہ ہی رکھ دو) اور اپنے چراغ بجھا دیا کرو۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوا الْاِنَاءَ وَاَوْکُوا السِّقَاءَ فَاِنَّ فِی السَّنَةِ لَیْلَةً یَّنْزِلُ فِیْهَا وَبَاءٌ لَا یَمُرُّ بِاِنَاءٍ لَیْسَ عَلَیْهِ غِطَاءٌ اَوْ سِقَاءٍ لَیْسَ عَلَیْهِ وِکَاءٌ اِلَّا نَزَلَ فِیْهِ مِنْ ذٰلِكَ الْوَبَاءِ ﴿

مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! برتنوں کو ڈھانک دیا کرو اور مشکوں کے دہانے باندھ دیا کرو کیونکہ سال بھر میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جس میں وبا اترتی ہے پھر وبا ہر کا کسی ایسے برتن پر جو ڈھانکا نہ گیا ہو یا ایسی مشک پر جس کا دہانہ باندھا نہ گیا ہو گزر نہیں ہوتا مگر اُس برتن یا مشک میں یہ وبا ضرور اترتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُکُوا النَّارَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ

ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا لوگو! جب تم سونے لگو تو اپنے

طَعَامًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ وَاِذَا سُقِيَ لَبَنًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ

(ترمذی)

شخص کھانا کھائے تو یوں کہے خداوندا! اس کھانے میں ہمیں برکت دے اور اس سے بہتر کھانا کھلانا اور دودھ پئے تو کہے خداوندا! اِس (دودھ) میں ہمیں برکت دے اور اس سے زیادہ پونہچا +

عَنِ ابْنِ عُمَرَ[۲۵] قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ فَلَا يَقُوْمُ رَجُلٌ حَتّٰى تُرْفَعَ الْمَائِدَةُ وَلَا يَرْفَعُ يَدَهٗ وَاِنْ شَبِعَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْقَوْمُ وَلْيُعْذِرْ فَاِنَّ ذٰلِكَ يُخْجِلُ جَلِيْسَهٗ فَيَقْبِضُ يَدَهٗ وَعَسٰى اَنْ يَكُوْنَ لَهٗ فِي الطَّعَامِ حَاجَةٌ + (ابن ماجہ)

[۲۵] ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کھانے کے لئے دسترخوان بچھا دیا جائے تو (کھانے کا ادب ہے کہ) کوئی شخص اُٹھے نہیں یہاں تک کہ دسترخوان (کھانے سے فراغت ہونے کے بعد) اُٹھالیا جائے اور تاوقتیکہ اور لوگ اطمینان سے کھانا نہ کھا چکیں یہ اپنا ہاتھ کھانے سے نہ اُٹھائے اگرچہ سیر ہوگیا ہو اور (اگر اوروں کے فارغ ہونے سے پیشتر کھانے سے دست کشی کرنا ہی چاہتا ہے تو) اپنے عذر کو ظاہر کردے کیونکہ یہ (بے عذر کئے کھانے سے دست کشی کرنا) اس کے ہم نشین کو شرمندہ کرتا ہے (یعنی وہ بھی اپنا ہاتھ سکیڑ لے گا) اور ممکن ہے کہ ہنوز اسے کھانے کی ضرورت ہو +

عَنْ جَعْفَرِ[۲۶] بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ مَعَ قَوْمٍ كَانَ اٰخِرَهُمْ اَكْلًا + (مشکوٰۃ)

[۲۶] امام جعفر اپنے والد امام محمد (باقر) سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کے ساتھ کھانا کھاتے تو سب سے پیچھے کھانے سے فارغ ہوتے +

عَنْ عُمَرَ[۲۷] بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا فَاِنَّ الْبَرَكَةَ مَعَ الْجَمَاعَةِ + (ابن ماجہ)

[۲۷] خطاب کے بیٹے عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) مل کر کھانا کھایا کرو الگ الگ نہ کھایا کرو کیونکہ برکت جماعت کے ساتھ ہے

من المترجم داہنے ہاتھ کو خدا نے بائیں پر فضیلت دی ہے شاہی درباروں میں بھی اس کا لحاظ کیا جاتا ہے آخرت میں بھی جنتی اصحاب الیمین ہوں گے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ اور دوزخی اصحاب الشمال اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ جیسا کہ قرآن کی واقعہ پارہ (۲۷) میں ہے۔ سبعہ معلقہ کے ایک قصیدے میں ایک شعر ہے ؎

صنعت الکاس عنا ام عمرو	وکان الکاس مجراھا الیمینا

اس سے بھی دست یمین کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے ❊

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ النَّفْخِ فِی الشَّرَابِ فَقَالَ رَجُلُ اَلْقَذَاۃُ اَرَاھَا فِی الْاِنَاءِ قَالَ فَاَھْرِقْھَا قَالَ فَاِنِّیْ لَا اَرْوٰی مِنْ نَفَسٍ وَّاحِدٍ قَالَ فَاَبِنِ الْقَدَحَ مِنْ فِیْکَ ثُمَّ تَنَفَّسْ ❊ (ترمذی)

[۲۲] ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی میں سانس لینے سے منع فرمایا تو ایک شخص لگا کہنے کہ میں پانی کے برتن میں خس وخاشاک دیکھوں تو کیا کروں فرمایا پانی گرادے اس شخص نے عرض کیا کہ میں ایک سانس میں پانی سے سیراب نہیں ہوتا۔ فرمایا پانی کے پیالے کو مونہ سے علیحدہ کرکے سانس لے لیا کر۔

من المترجم اب یہ بات پایۂ تحقیق کو پونہچ گئی ہے کہ سانس جو باہر آتا ہے اندرونی کثافت لیے ہوئے باہر آتا ہے اور اس میں ایک طرح کی سمیت ہوتی ہے اور اسی لیے تنگ اور بند مکان میں یا لحاف کے اندر مونھ ڈھانک کر سونا طب کی رو سے منع ہے ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک چھوٹی سی بند کوٹھری میں بہت سے آدمی ٹھونس دیے گئے کڑاکے جاڑے میں مارے گرمی کے تڑپ گئے۔ صبح کو ان میں سے اکثر مرے نکلے تو سانس کی ہوا کا فساد پینے کے پانی میں سرایت کرکے اس کو مضر صحت بنادے گا۔ ہم کو تو حیرت اس سے ہوتی ہے کہ یہ باتیں اب سے تیرہ سو برس پہلے عرب جیسے جاہل ملک میں پیغمبر صاحب کو کیسے سوجھ گئی تھیں چار وناچار وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى کو ماننا پڑتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ ثُلْمَةِ الْقَدَحِ وَاَنْ يُّنْفَخَ فِی الشَّرَابِ ❊ (ابوداود)

[۲۳] ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کی دراڑ میں سے پانی پینے کی ممانعت کی اور نیز پانی میں پھونکنے سے منع فرمایا ف

ف حدیث نمبر ۱۸ و ۲۲ کی تعلیم کا اعادہ ہے۔ ۱۲ ❊

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَکَلَ اَحَدُ کُمْ

[۲۴] ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں کا کوئی

من المترجم مشک کو مونہ لگا کر پانی پینے سے اندر کا حال معلوم نہیں ہو سکتا ایسا ہوا ہے کہ لوگ بے خبری میں پانی کے ساتھ کنکھجورے اور کن سلائیاں پی گئے ہیں اور دونوں پریشان رہے ہیں *

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى اَنْ يَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا * (مسلم) [19]	[19] حضرت انس سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا کہ آدمی کھڑے ہو کر پانی پیئے۔

من المترجم پانی رقیق اور سریع الانحدار چیز ہے کھڑے ہو کر پینے سے فوراً غیر منہضم انتڑیوں میں اُتر جاتا ہے جس سے ہضم غذا میں فتور واقع ہوتا ہے۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِيْ يَشْرَبُ فِيْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اِنَّ الَّذِيْ يَاْكُلُ وَيَشْرَبُ فِيْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ [20]	[20] ام المومنین حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاندی اور سونے کے برتن میں پانی پیتا وہ اپنے پیٹ میں آتش دوزخ کو گھونٹ گھونٹ کرکے اتارتا ہے مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ جو شخص چاندی اور سونے کے برتن میں کھاتا پیتا ہے الخ *

من المترجم سونے چاندی کے باسنوں کی مناہی اصل میں اسراف اور کبر کی وجہ سے ہے اور غریب آدمیوں کے لیئے موجب یاس و حسرت *

عَنْ اَنَسٍ قَالَ حُلِبَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ دَاجِنٌ وَّشِيْبَ لَبَنُهَا بِمَاءٍ مِّنَ الْبِئْرِ الَّتِيْ فِيْ دَارِ اَنَسٍ فَاَعْطٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَلٰى يَسَارِهٖ اَبُوْبَكْرٍ وَّعَلٰى يَمِيْنِهٖ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ عُمَرُ اَعْطِ اَبَابَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ الَّذِيْ عَلٰى يَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ الْاَيْمَنُ فَالْاَيْمَنُ * (بخاری) [21]	[21] حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے گھر یلو بکری کا دودھ دوہا اور دودھ میں اُس کنویں کا پانی ملایا گیا جو انس کے (یعنی ہمارے) گھر میں تھا الغرض دودھ کا پیالہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا پیغمبر صاحب نے اُس میں سے کچھ پیا اور آپ کے بائیں جانب ابو بکر تھے اور دائیں طرف ایک بدوی عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ ابو بکر کو عنایت کیجیے پیغمبر صاحب نے (پیالہ) اُس بدوی کو دیا جو آپ کے دائیں جانب بیٹھا تھا اُس کے بعد فرمایا کہ جو شخص دائیں جانب بیٹھا ہو وہ زیادہ استحقاق رکھتا ہے پھر وہ جو اُس کے پاس بیٹھا ہو *

أَنَّهُ أُتِيَ بِقَصْعَةٍ مِّنْ ثَرِيدٍ فَقَالَ كُلُوا مِنْ جَوَانِبِهَا وَلَا تَأْكُلُوا مِنْ وَسَطِهَا فَإِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ فِي وَسَطِهَا ✤ (ترمذی)

ے سامنے بھیگے ہوئے ٹکروں کا ایک پیالہ لایا گیا۔ فرمایا لوگو پیالے کے ارد گرد سے کھاؤ بیچ میں سے نہ کھاؤ کیونکہ برکت پیالے کے بیچ میں اُترتی ہے ✤

من المترجم اس کی تعلیم بھی حدیث نمبرا کی کلمہ یلیک کے قسم کی ہے اور مقصود یہ بھی ہے کہ جو بچ رہے لوگ اُس سے کراہت نہ کریں ✤

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ وَفِي يَدِهِ غَمَرٌ لَمْ يَغْسِلْهُ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ ✤ (ترمذی)

ابو ہریرہ کہتے ہیں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس حال میں سو جائے کہ اُس کے ہاتھ میں چکنائی گوشت کی بو موجود ہو اور اُسے دھوئے نہیں تو اگر اُسے حشرات الارض کی طرف سے کوئی تکلیف پونہچ جائے تو اپنے ہی نفس کو ملامت کرے (کہ خود احتیاط کیوں نہیں کی)

من المترجم اس طرح کی باتوں سے ہم نے یہ کلیہ استنباط کیا ہے کہ اسلامی شریعت کے جتنے احکام بھی ہیں اوامر ہیں تو نواہی ہیں تو سب آدمی کے فائدے کے لیئے ہیں۔ دنیوی ہوں یا اُخروی۔ مگر ہاں بعض کی مصلحتوں کو ہم میں سے اکثر نہیں سمجھتے تو یہ ہمارا قصور فہم ہے ✤

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا أُتِيَ بِثَرِيدٍ أَمَرَتْ بِهِ فَغُطِّيَ حَتَّى تَذْهَبَ فَوْرَةُ دُخَانِهِ وَتَقُولُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هُوَ أَعْظَمُ الْبَرَكَةِ ✤ (دارمی)

ابو بکر کی بیٹی اسما سے روایت ہو کہ جب اُن کے سامنے کھانا لایا جاتا تو خادمہ کو حکم دیتیں کہ اسے یہاں تک ڈھکا رکھنا چاہیئے کہ اس کی بھاپ کا جوش جاتا رہے اور کہتی تھیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ یہ ترکیب (یعنی کھانے کو یہاں تک ڈھکا رکھنا کہ بھاپ کا جوش جاتا رہے) بہت بڑی برکت کا موجب ہے ✤

من المترجم بڑی بے برکتی یہ ہے کہ جلتا ہوا لقمہ جو اچھی طرح چبایا نہ جائے اُس سے سیری نہ ہو ✤

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قتادہ (تابعی) انس (صحابی) سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ بِثَلٰثَةِ اَصَابِعَ وَيَلْعَقُ يَدَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّمْسَحَهَا ثُمَّ يَغْسِلُهَا ✣ (مسلم)

کعبؓ بن مالک کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں (یعنی انگوٹھے اور شہادت اور بیچ کی انگلی) سے کھانا تناول فرمایا کرتے اور اپنے ہاتھ (یعنی انگلیوں) کو پونچھنے سے پہلے چاٹ لیا کرتے اور پھر اُسے دھو ڈالا کرتے تھے ✣

من المترجم اس حدیث سے یہ ادب سمجھا گیا کہ ضرورت سے زیادہ ہاتھ کا لتھیڑنا نفاست کے خلاف ہے تین انگلیوں سے مراد ہیں ابہام سبابہ وسطےٰ جیسا کہ ہم نے ترجمے میں اس کو کھول دیا ہے ✣

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيَّتِهِ الْبَرَكَةُ ✣ (مسلم)

جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں کے چاٹنے اور پیالے کے پونچھنے صاف کرنے کا حکم فرمایا اور ارشاد کیا یہ اس لیئے کہ تمھیں معلوم نہیں کہ کون سے لقمے میں برکت ہے ✣

من المترجم انگلیوں اور پیالے کے چاٹنے میں نفاستہ کے علاوہ قدرِ نعمتہ اور اظہار احتیاجِ رزق بھی ہے اور قدرِ نعمتہ اور اظہار احتیاج مستلزم شکر ✣

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ اَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِّنْ شَاْنِهٖ حَتّٰى يَحْضُرَ عِنْدَ طَعَامِهٖ فَاِذَا سَقَطَتْ مِنْ اَحَدِكُمُ اللُّقْمَةُ فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى ثُمَّ لِيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ فَاِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ اَصَابِعَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ فِيْ اَيِّ طَعَامِهٖ تَكُوْنُ الْبَرَكَةُ ✣ (مسلم)

جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ شیطان تم میں سے ہر ایک شخص کے پاس اُس کی ہر ایک حالت میں آ حاضر ہوتا ہے یہاں تک کہ کھانا کھاتے وقت بھی پس جب تم میں سے کسی ایک کے ہاتھ سے لقمہ گر پڑے تو جو خس و خاشاک وغیرہ لقمے میں لگ گیا ہو اُسے چھیڑ کر لقمہ کھالے اور شیطان کے لیئے نہ چھوڑے ۔ کھانے سے فراغت پائے تو اپنی انگلیاں چاٹ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کون سے کھانے میں برکت ہے ✣

من المترجم گرے ہوئے لقمے کو اُٹھا کر کھا لینے میں حد درجہ کی فروتنی ہے اور یہی تو وہ ادا ہے جو بندوں کو زیبا اور خدا کو بھاتی ہے ۔ ✣

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ

دنیا میں حقیر سے حقیر چیز بھی بے بنائے نہیں بنتی - میز کرسی - بڑھئی بناتا چھری قینچی لوہار - اور علیٰ ہذا القیاس دوسری مصنوعات بے شک آدمی ہی بہتیری چیزیں بناتا ہے مگر وہ بناتا کیا ہے - اس کوٹھی کے دھان اُس کوٹھی میں اور اُس کوٹھی کے دھان اِس کوٹھی میں کیا کرتا ہے - بناتا تو ہم جب جانیں کہ دھان بنائے - دھان اکیلے آدمی کے کرنے سے پیدا نہیں ہوتے - دھانوں کے پیدا ہونے میں آدمی کی محنت اور تدبیر کے علاوہ دخل ہے مٹی کو پانی کو ہوا کو روشنی اور گرمی یعنی عناصر اربعہ آب و خاک و باد و آتش کو اور ان میں سے کسی ایک میں ارادہ و شعور تک نہیں پس ہو نہ ہو بنانے والا پیدا کرنے والا کاریگر کوئی اور ہے اور یہ سب اُس کے اوزار ہیں آلات ہیں اُسی خالق کو دنیا کہتی ہے خدا غرض دنیا کا ذرہ ذرہ خالق کی ہستی اور نہ صرف ہستی بلکہ اُس کے صفات علم و قدرت حلم و رحم وغیرہ وغیرہ گواہ ہے ؎

ہر گیاہے کہ از زمیں روید وحدہ لاشریک لہ گوید

پس خدا کے بارے میں ہماری عقل کی رسائی یہیں تک ہے اب اس کے بعد رسالت کا مسئلہ ہے تو جس طرح خدا کے بارے میں ہماری فہم قاصر ہے اسی طرح رسالت کی حقیقت بھی ہم پر منکشف نہیں کہ وہ کس قسم کا خاص طور کا تعلق پیغمبر کو خدا سے ہوتا ہے ہاں نزول وحی کے وقت جسمانی سختی جو پیغمبر صاحب پر گزر جاتی تھی وہ تو دیکھی بھالی بات ہے آدمی اس طرح کا بیہودہ گستاخ اور شریر مخلوق ہے کہ بعض نے خود خدائی کا دعوی کیا بعض خدا سے منکر ہوئے بعض نے مخلوق خدا کو خدا مانا بعض نے پیغمبری کا جھوٹا دعوی کیا پیغمبری کی علامت اور دو پرکھ ہے معجزہ اور معجزے میں شک و شبہ کی بڑی گنجائش ہے - لہذا ہم اس پہلو ہی پر نہیں آتے بلکہ ہم نے پیغمبر کی صداقت کے دوسرے معیار قرار دے رکھے ہیں وہ معیار کیا ہیں خود پیغمبر کے حالات - پیغمبر کی تعلیم - اگر ان ذرائع سے اچھی طرح ٹھوک بجا کر ہم کو پیغمبر کی صداقت کی طرف سے کامل اطمینان ہو جائے تو پھر پیغمبر جو کچھ بھی کہے ہم کو اس میں چون و چرا کرنے کا کوئی حق نہیں یعنی ہم کو مجرد پیغمبر کے کہنے سے بے طلب دلیل تمام غیب کی باتوں پر ایمان لانا ہوگا - از انجملہ حالات بعد مرگ پر جنت پر - دوزخ پر - فرشتوں پر - جنات پر شیطان پر - سحر پر - خواب پر - یعنی قرآن اور حدیث کے لفظ بلفظ پر - اب ہم نے اپنے نزدیک حدیث کے مطلب کو سندی چندی کر کے سمجھا دیا ہے دل میں بٹھانا خدا کا کام ہے -

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَأْکُلَنَّ اَحَدُکُمْ بِشِمَالِہٖ وَلَا یَشْرَبَنَّ بِھَا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَأْکُلُ بِشِمَالِہٖ وَیَشْرَبُ بِھَا + (مسلم)

ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) تم میں سے کوئی (آدمی) بائیں ہاتھ سے ہرگز کھانا نہ کھائے اور نہ بائیں ہاتھ سے پانی پئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہی سے پیتا ہے +

من المترجم - حدیث نمبر ۲ کے من المترجم میں داہنے ہاتھ سے کھانے پر جو کچھ لکھا جا چکا ہے وہ داہنے ہاتھ سے پینے کے لیے بس کرتا ہے - بات یہ ہے کہ جتنی برائیاں انسان سے سرزد ہوتی ہیں نصیحت کا کیسا عمدہ پیرایہ ہے کہ اسلامی شریعت کھلم کھلا انسان کو اس کا ملزم نہیں ٹھیراتی بلکہ شیطان کی آڑ میں اس کو سرزنش کرتی ہے +

لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَلَوْ دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُولِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ (مسلم)

کہ یہاں تمھارے لیئے نہ تو شب باشی ہی کی جگہ ہے نہ شام کا کھانا ہی تمھیں نصیب ہو سکتا ہے) اور اگر آدمی نے گھر میں آنا چاہا اور آتے وقت خدا کا ذکر نہیں کیا تو شیطان کہتا ہے تم نے یہاں شب باشی کی جگہ تو پالی اور آدمی جب کھاتے وقت خدا کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے تم نے شب باشی کی جگہ بھی پالی اور شام کا کھانا بھی حاصل کر لیا۔

من المنزحیم اس حدیث کی تعلیم مبنی ہے اسلام کے دو بڑے اہم بالشان عقیدوں پر۔ ایک عقیدہ خدائے یگانہ جلّ و علا شانہ کی ذات و صفات کا دوسرا شیطان کا کہ اسلامی عقیدے کی رو سے شیطان جنّوں میں سے ہے۔ آگ سے پیدا ہوا ہے مختلف شکلوں میں متشکل ہو سکتا ہے۔ شروع سے خدا کا نافرمان ہے باغی۔ کافر ہے۔ آدم اور بنی آدم کا کھلا دشمن ہے انھیں ایذا پہنچانے اور گمراہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ اس کی بہت سی اولاد ذکور و اناث ہے اور ان میں توالد و تناسل جاری ہے اس کا ایک نام خناس بھی ہے اور یہ اس لیئے کہ خنوس کے لغوی معنی پیچھے ہٹنے کے ہیں شیطان بھی ذکر الٰہی کرتے وقت آدمی کے دل پر سے ہٹ جاتا ہے اس سے اسے خناس کہتے ہیں یہ دونوں عقیدے صرف مسلمانوں کے نہیں بلکہ یہودی عیسائی کل اہل کتاب کے ہیں ہم نے حصّہ اول کے عنوان ایمان باللہ کے ذیل میں خدا کی ذات اور صفات کی نسبت اور عنوان ایمان بالملائکہ کے ذیل میں شیطان کی نسبت بسوط بحث کی ہے اس کی طرف رجوع کرو غالباً اسلامی عقائد کی طرف سے تم کو کامل نہیں تاہم بہت کچھ اطمینان حاصل ہو جائے گا سمجھنے کے ارادے سے سمجھنا چاہو تو نکلے اوجھل پہاڑ سیدھی سی بات ہے حصول اطمینان کے لیئے ہم جس طرح بتائیں سلسلہ بسلسلہ چلو سب سے پہلے مَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا کو کالنقش فی الحجر ذہن نشین کرو۔ آئے دن کے جدید انکشافات جن کا اس زمانے میں طوفان برپا ہے باآواز بلند پکار رہے ہیں ؎

کیا ہم نے جانا گر شانہ جانا　　زلفوں کو اس کی سلجھانہ جانا

پھر ہر قسم کی بشری معلومات کا جس قدر ذخیرہ سینوں اور سفینوں میں جمع ہے تم بتاؤ کہ تم نے یا کوئی بڑا بوجھ بجھکّڑ بتائے کہ اس نے اس ذخیرے سے کتنے حصے پر قبضہ پایا ہے من میں چھٹانک۔ تولہ۔ ماشہ۔ رتّی۔ بقدر دانہ خشخاش یا اس سے بھی کم؟ ہم نہیں سمجھتے کہ اس طرح پر آڑے ہاتھوں لیا جائے تو دنیا میں کوئی فرد بشر یا کوئی جماعت دانشوری کا دعوے کر سکے اتنا سمجھ کے آگے بڑھو تو پہلے اچھی طرح کان کھول کر سن لو کہ ہندسے اور اقلیدس کی طرح کا مبنی بر مشاہدہ ثبوت تو خدا کی ذات اور صفات یعنی اس کی ہستی کا مقدور بشر نہیں جو لوگ خدا کی طرف سے شک میں پڑے ہیں کہ ہے بھی یا نہیں اور ہے تو اس کا حال کیا ہے اور اس تردد کو مبنی بر مشاہدہ ثبوت کے ذریعے سے رفع کرنا چاہتے ہیں بڑی سخت غلطی کرتے ہیں ؎

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی　　کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

ان کو اتنا تو سوچنا چاہیئے کہ مشاہدے کے علاوہ ثبوت عقلی اور دل کی گواہی بھی ذریعہ اطمینان ہے یا نہیں ہم دیکھتے ہیں کہ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَيْنٍ كَانَ عَلٰى اَبِيْ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ اَنَا اَنَا كَاَنَّهٗ كَرِهَهَا ۔ (صحیحین)

جابر کہتے ہیں کہ میں جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُس قرض کے بارے میں (سفارش لے کر) گیا جو میرے باپ پر تھا تو میں نے پیغمبر صاحب کا دروازہ کھٹکھٹایا پیغمبر صاحب نے فرمایا کون ہے میں نے عرض کیا میں ہوں پیغمبر صاحب نے فرمایا میں ہوں میں ہوں گویا پیغمبر صاحب نے (جابر سے) اس کلمے کو ناپسند فرمایا (کیونکہ انھوں نے اپنا نام یا لقب یا کنیت جو رفع ابہام تھے ان میں سے کچھ ذکر نہیں کیا)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهٖ وَلٰكِنْ مِّنْ رُّكْنِهِ الْاَيْمَنِ اَوِ الْاَيْسَرِ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ اَنَّ الدُّوْرَ لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا سُتُوْرٌ ۔ (ابوداؤد)

بُسر کے بیٹے عبد اللہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم کے دروازے پر تشریف لاتے تو دروازے کے مونہ کے سامنے نہیں بلکہ چوکھٹ کے داہنیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے اور فرماتے السلام علیکم۔ السلام علیکم اور یہ اس لیے کہ اس زمانے میں دروازوں پر پردوں کے پڑے رہنے کا دستور نہ تھا۔

آداب اکل وشرب

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ ۔ (صحیحین)

ابو سلمہ کے بیٹے عمر کہتے ہیں کہ جب میں بچہ سا تھا اور پیغمبر صاحب کے کنار (عاطفت) یعنی پرورش میں پل رہا تھا اور میرا ہاتھ (کھانے کے) پیالے کی طرف بار بار بڑھ رہا تھا یعنی میں پیالے کی ہر جانب سے کھا رہا تھا تو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ خدا کا نام لے (یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ) اور اپنے داہنے ہاتھ سے کھا اور اپنے آگے سے کھا۔

من المترجم اس حدیث میں کھانے کے متعلق تین ادب سکھائے گئے ہیں اول یہ کہ کھانا خدا کا نام لے کر شروع کیا جائے اس کا یہ مطلب کہ ہر جاندار کی ضرورتوں میں بڑی سخت ضرورت کھانے کی ہے کہ غذا کے بدون کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَتَانَا أَبُو مُوسَى قَالَ إِنَّ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَنْ آتِيَهُ فَأَتَيْتُ بَابَهُ فَسَلَّمْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَنَا فَقُلْتُ إِنِّي أَتَيْتُ فَسَلَّمْتُ عَلَى بَابِكَ ثَلَاثًا فَلَمْ تَرُدُّوا عَلَيَّ فَرَجَعْتُ وَقَدْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ فَقَالَ عُمَرُ أَقِمْ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةَ فَقُمْتُ مَعَهُ فَذَهَبْتُ إِلَى عُمَرَ فَشَهِدْتُ لَهُ (صحیحین)

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ ہمارے پاس یہ کہتے ہوئے آئے کہ میرے پاس حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو بھیجا تھا کہ میں اُن کے پاس جاؤں چنانچہ میں اُن کے دروازے پر گیا اور تین دفعہ سلام علیک کیا لیکن کسی نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا اور نہ مجھے اندر آنے کی اجازت دی تو میں واپس چلا آیا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے بطریق زجر و سرزنش مجھ سے فرمایا کہ تجھے ہمارے پاس آنے سے کون چیز مانع ہوئی میں نے کہا کہ حضرت! میں آپ کے پاس گیا تھا اور آپ کے دروازے پر ٹھہر کر تین دفعہ سلام کیا تھا مگر جب آپ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا تو میں لوٹ آیا کیونکہ مجھے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تم میں کا کوئی (آدمی) تین دفعہ گھر میں جانے کی اجازت مانگے اور اسے اجازت نہ دی جائے تو لوٹ آئے حضرت عمرؓ نے فرمایا اچھا تو اپنے اس دعوے پر دلیل پیش کرو اور اپنے سوا کوئی دوسرا شخص پیدا کرو جس نے یہ حدیث سُنی ہو! ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ کا یہ قصہ سُن کر میں اُن کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا اور حضرت عمرؓ کے پاس جا کر ابو موسیٰ کی گواہی دی ف۱

من المترجم باتوں میں باہمی میل و محبت پیدا کرنے کی سلام سے بہتر کوئی تدبیر نہیں سلام میں یہ کتنی بڑی خوبی ہے کہ وہ بجائے خود دعا ہے اور اسی لیے سلام کو موجب برکۃ فرمایا مگر عملاً سلام کے وقت کسی کو اس کا خیال تک بھی نہیں آتا پس برتاؤ میں سلام سے صرف اظہار ادب مقصود ہوتا ہے اور چونکہ مدارج ادب متفاوت ہیں بڑے ادب کے موقع ہیں الفاظ آداب یا آداب بجا لاتا ہوں تسلیمات۔ بندگی۔ کورنش۔ مجرا۔ استعمال کیے جاتے ہیں یا صرف رکوع یا صرف ہاتھ کا اشارہ اور زبان ساکت اور سلام شرعی داخل بدتہذیبی ہو گیا ہے یعنی سلام شرعی کا رواج مسلمانوں سے بالکل اُٹھ گیا اس لیے کہ ان میں وہ اگلی سی خودداری باقی نہیں۔ انھوں نے اپنے تئیں آپ ذلیل کیا۔ لاجرم سب کی نظروں میں بھی ذلیل ہو گئے۔ زبان سے سلام شرعی موقوف اپنی زبان سے اپنی حرکات و سکنات سے ہوا تو اس کے ساتھ وعلیکم السلام یا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا جواب شرعی موقوف ہونا ہی تھا اب کسی حاکم کو جھک کر سلام کرو تو وہ یوں ہی سا سر ہلا دے گا یا بہت کرے گا تو ہاتھ سے کھٹی سی اڑا دے گا چھوٹے بزرگوں کو سلام کریں تو جواب ملتا ہے برخوردار جیتے رہو۔ عمر دراز۔ گھروں میں ایک دوسرے کو سلام کرنے کا کہیں بھی دستور نہیں ہاں بہوئیں صبح اُٹھ کر ساسوں کو بڑی نندوں یعنی سسرال کے بڑوں کو وہی جھک کر سلام کرتی ہیں اور اُن کو جواب دیا جاتا ہے بوڑھ سہاگن۔ سدا سہاگن۔ جیتے بچے جیئیں۔ سلام کچھ ایسی بڑی بات نہیں مگر ہم اسی سے بات کا پتہ چلاتے ہیں کہ پیغمبر صاحب نے ہماری خانہ داری ہماری معاشرت کی اصلاح کے لیے ہم کو کیا صلاح دی ہم نے اس پر کہاں تک عمل کیا اور ہمارے عمل کا کیا نتیجہ ہوا +

ف۱ حضرت عمر رضی اللہ کو اس کی بڑی احتیاط تھی کہ قول یا فعل پیغمبر صاحب کی طرف بلا ثبوت کامل منسوب کیا جائے اور اگر ان کی سی احتیاط اوروں کو بھی ملحوظ ہوتی تو مسلمانوں میں اتنا اختلاف ہی کیوں ہوتا حضرت عمرؓ باوجودیکہ سائے کی طرح پیغمبر کے ساتھ رہتے تھے بایں ہمہ کتب احادیث میں اُن کی روایت کی ہوئی کتنی ...

…ان کی حدیثیں بہت کم ہیں ۱۲

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمّٰتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خٰلٰتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗ أَوْ صَدِيقِكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا ۚ فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۚ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْآيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ

نہ (تو) اندھے (آدمی) کے لیئے کچھ مضائقہ ہے اور نہ لنگڑے (آدمی) کے لیئے کچھ مضائقہ ہے اور نہ بیمار کے لیئے کچھ مضائقہ ہے اور نہ (عموماً) تم مسلمانوں کے لیئے (اس میں کچھ مضائقہ ہے) کہ اپنے گھروں سے (کھانا) کھاؤ یا اپنے باپ کے گھر سے یا اپنی ماں کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا اُن گھروں سے جن کی کنجیاں تمھارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے (غرض ان سب میں بھی) تم پر کچھ گناہ نہیں کہ سب مل کر کھاؤ یا الگ الگ تو جب گھروں (ل) میں جانے لگو تو اپنے (لوگوں) کو سلام کر لیا کرو (سلام ایک) دعائے خیر ہے جو تم (مسلمانوں) کو خدا کی طرف سے (تعلیم کی گئی) ہے برکت والی عمدہ یوں اللہ (اپنے) احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو (ف)

ل گھروں سے مراد ہیں اُن رشتے داروں کے گھر جن کا اسی آیت میں مذکور ہے یعنی باپ بہن بھائیوں چچاؤں پھوپھیوں ماموں خالاؤں کے اور چونکہ یہ گھر اپنے نہیں بلکہ غیروں کے گھر میں اس لیئے ہم نے اس آیت کو دوسرے گھروں میں آنے جانے کے آداب کے عنوان میں رکھا ۱۲ منہ

ف لوگوں میں اتحاد وارتباط کے پیدا ہونے کا بڑا عمدہ ذریعہ کھانا ہے اور اس آیت کا مقصود اصلی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اس ذریعے سے باہمی اتحاد کو بڑھائیں۔ اب بھی لوگوں کا یہی حال ہے کہ جہاں تک ہو سکتا ہے ایک دوسرے کے ہاں کھانے میں مضائقہ کرتے ہیں کہ کہیں لالچی اور بدنیت نہ سمجھے جائیں اور بعض لوگ مثلاً لنگڑے وغیرہ معذوری کی وجہ سے کنارہ کش رہتے ہیں کہ حقیر نہ سمجھے جائیں لیکن اگر یہ دستور زیادہ کثرت سے جاری ہو کہ میں نے تمھارے یہاں کھانا کھا لیا تم نے میرے یہاں کھا لیا تو کچھ شک نہیں کہ مسلمانوں میں یک دلی اور اتفاق پیدا کرنے کی عمدہ تدبیر ہے۔ اور ما ملکتم مفاتحہ کا ایک محل یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اکثر رشتے داروں میں سے کوئی شخص کہیں مہمان چلا جاتا ہے تو قریب کے رشتہ دار کو جس پر اس کا اعتبار ہے گھر کی کنجیاں دے جاتا ہے اور معنی یہ ایک طرح کی اجازت ہے کہ تمھیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو گھر میں سے لے لینا لیکن یہ کنجی رکھنے والے خود اپنی طبیعت سے اجنبیت برتتے ہیں ورنہ اگر صاحب خانہ کی غیبت میں ضرورت کی کوئی چیز لے لیں تو وہ آکر خوش ہو مگر دنیا میں نفسا نفسی پھیل گئی ہے نہ کوئی کسی کے ساتھ ایسی سخاوت کرنی چاہتا ہے اور نہ معاوضے کے ڈر سے کوئی ایسی سخاوت سے فائدہ اٹھاتا مگر اسلامی اخوت کو ترقی دینے کی ایک تدبیر خدا نے بتا دی ہے اور ما ملکتم مفاتحہ سے مفسروں نے یتیم کا ولی سرپرست یا وصی منتظم بھی مراد لیا ہے ۱۲

آداب الشوق

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ أَجَلْ وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا وَآذَانًا صُمًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا

(بخاری)

یسار کے بیٹے عطار کہتے ہیں کہ میں نے عمرو بن العاص کے بیٹے عبد اللہ سے مل کر کہا کہ مجھے پیغمبر صاحب کی وہ صفت بتا دو جو توریت میں مذکور ہے انھوں نے کہا ہاں (میں) پیغمبر صاحب کی وہ صفت بتاتا ہوں جو توریت میں مذکور ہے (بخدا پیغمبر صاحب کی جو صفتیں قرآن میں مذکور ہیں اُن میں سے بعض صفتیں توریت میں بھی ہیں (مثلاً قرآن کی آیۃ یا ایھا النبی الخ میں جو صفتیں ہیں توریت میں یوں ارشاد ہوا ہے کہ (اے) نبی ہم نے تم کو گواہی دینے والا[ف] اور نیکوں کو جنت کی خوشخبری دینے والا اور (بدوں کو دوزخ سے) ڈرانے والا اور ان پڑھ لوگوں (یعنی عرب) کے لیے پناہ بنا کر بھیجا ہے تم میرے بندے اور میرے پیغمبر ہو میں نے تمھارا نام متوکل رکھا ہے ایسا متوکل جو درشت خو اور سخت دل نہ ہو اور نہ بازاروں میں چلّانے والا ہو وہ بُرائی کے بدلے بُرائی نہیں کرتا بلکہ درگزر کرتا اور معاف کر دیتا ہے خدائے تعالیٰ اُسے اُس وقت تک (دنیا سے) نہیں اٹھائے گا جب تک ٹیڑھی ملّت کو سیدھا نہ کر دے گا بایں طور کہ لوگ لا الٰہ الا اللہ کہنے لگیں گے (یعنی توحید کے قائل ہو جائیں گے) اور اس کلمے سے اندھی آنکھوں اور بہرے کانوں اور اُن دلوں کو کھول دے گا جن پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَبَّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الْمَسَاجِدُ

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک تمام مقامات میں پسندیدہ تر مقام مسجدیں ہیں

ف۱ یہ لفظ بعینہ قرآن کی سورۂ احزاب کے چھٹے رکوع میں واقع ہیں اور وہاں ہم نے اپنے ترجمۃ القرآن میں ایک فائدہ بھی لکھا ہے جسے مزید بصیرت کے لیے یہاں نقل کرتے ہیں پیغمبر صاحب کو گواہ فرمایا اس کے بہت سے پیرائے ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ وہ خدا کی ہستی اور اس کی وحدانیت اور کمال قدرت وغیرہ کے گواہ ہیں دوسرے جنت اور دوزخ اور واقعات بعد مرگ کے گواہ ہیں اور خدا کے بتانے سے گویا چشم دید حالات بیان کرتے ہیں تیسرے یہ کہ قیامت میں اپنی اُمّت کی گواہی دیں گے کہ فلاں فلاں نے مانا اور ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور فلاں فلاں نے نافرمانی کی۔ ۱۲

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیَّ اَعْمَالُ اُمَّتِیْ حَسَنُہَا وَسَیِّئُہَا فَوَجَدْتُّ فِیْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِہَا الْاَذٰی یُمَاطُ عَنِ الطَّرِیْقِ وَوَجَدْتُّ فِیْ مَسَاوِیْٔ اَعْمَالِہَا النُّخَاعَۃَ تَکُوْنُ فِی الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ (صحیحین)

ابو ذر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امّت کے اعمالِ نیک اور بد میرے سامنے پیش کیے گئے تو میں نے نیک عملوں کی فہرست میں اُس موذی اور تکلیف دہ چیز کو بھی جو (آمد و رفت کرنے والوں کے) راستے سے یکسو کر دی گئی ہو اور اعمالِ بد کی فہرست میں تھوک پایا جو مسجد میں تھوکا جاتا اور دفن نہیں کیا جاتا۔

من المترجم رستہ خود تو مساجد اور مقابر کی طرح کی جگہ ہے نہیں کہ اُس کا ادب کیا جائے لیکن چونکہ وہ گزرگاہ عام ہے اور ہر شخص اس راہ سے ہو کر گزرنے کا حق رکھتا ہے گزرنے والوں کے لحاظ سے رستے کا بھی ادب کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اتنی سی دیر کے تعلق میں بھی ہر شخص دوسروں کا خیال رکھے کہ اُن کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہو اور حتّے الوسع اُن کی خوشنودی اور راحت رسانی اور خیرخواہی میں کوشش کرے دیہات میں چونکہ کم آدمی بستے اور رستے کم چلتے ہیں آداب الطریق میں سے معدودے چند آداب کی رعایت کرنی پڑتی ہے بعض کی کبھی کبھی اور بعض کی کبھی نہیں لیکن بڑے شہروں میں جہاں اکثر اوقات لوگوں کا بڑا ہجوم رہتا ہے بہت سی باتوں کا خیال رکھنا ضرور ہوتا ہے۔ دلی کی گلیوں اور بازاروں میں بلا ناغہ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ آ بھی رہے ہیں اور جا بھی رہے ہیں بے خیالی میں ایک کی ایک سے مٹھ بھیڑ ہو جاتی ہے۔ اب یہ دونوں کبھی اِدھر کو مڑتے ہیں کبھی اُدھر کو مڑتے ہیں اور تھوڑی دیر کے لیئے دونوں کو اکھاڑے کی طرح کے پینترے بدلنے پڑتے ہیں۔ ایسی صورت میں رستے کا ادب یہ ہے کہ آدمی دھیان سے چلے اور مٹھ بھیڑ ہونے کی نوبت نہ آنے دے یعنی ہر شخص اپنے حریفِ مقابل کو اپنی داہنی طرف سے گزر جانے دے۔ خاص کر سواری والوں کو اس قاعدے کی پابندی لازمی ہے۔ لوگ اس کی بھی بہت ہی کم احتیاط کرتے ہیں کہ بازار میں اِدھر اُدھر کی دکانوں کو دیکھتے چلے جا رہے ہیں اور سامنے کی خبر نہیں کہ کون آ رہا ہے ایسی صورت میں مٹھ بھیڑ ہی نہیں ٹکر لگ جایا کرتی ہے ایک بے تمیزی یا بے ادبی یہ ہے کہ عین رستے میں لوگوں سے کھڑے باتیں کر رہے ہیں راہ گیروں کو مجبوری کترا کر چلنا پڑتا ہے۔ گرمی کے دن ہیں چوڑی سے چھتری لگا رکھی ہے یہ نہیں کہ چھتری کو اونچا کر لیں کہ کسی کو تیلی کی نوک نہ لگے۔ دوسروں کی خاطر سے سُکڑ جانا یا دب جانا یا ہٹ جانا اس کا تو سبق ہی نہیں پڑھا۔ بڑے شہروں میں بازار کے دونوں طرف کوٹھوں پر بازاری عورتیں رہتی ہیں۔ ان میں سے بعض کے آشنا ان کی ہوا خوری کے لیئے گاڑیاں بہم پہنچا دیتے ہیں۔ تو وہ کھلی ہوئی گاڑیوں میں دو دو چار چار سوار ہو کر بازاروں میں اپنی چھب دکھاتی پھرتی ہیں اور جن کو سواری کا مقدور نہیں بن سنور کر کوٹھوں پر سرِ راہ آ بیٹھتی ہیں نظر باز لوگ ہیں کہ نیچے رستے چلے جا رہے ہیں اور آنکھیں کوٹھوں پر پڑی ہوئی ہیں۔ یہ بھی آداب الطریق کے خلاف ہے اور بدکرداری کی تمہید ہے اَلْعَیْنَانِ تَزْنِیَانِ ؛

من المترجم حدیث میں تعلیم ہے ذکر اللہ کی اور دعا کی کہ یہ ایک طرح کی عبادت ہے زیادہ تر قابل توجہ دعائے ازدیاد علم ہے کہ پیغمبر ہو کر علم کی طلب اس درجے کی ہے کہ باوجود یکہ تمام علوم اولین و آخرین خدا نے سکھا پڑھا دیئے تھے عَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا پھر بھی علم کا ہَوکا تھا۔ اُن ہی کی امت ہم ہیں کہ طلب تو درکنار علم سے نفرت ہے اور نفرت نہیں تو علم کی طرف سے غفلت اور لاپروائی تو ضرور ہے۔ علم پر ہم اس کتاب میں جابجا اتنا کچھ لکھ چکے ہیں کہ مَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ کے بس کرتا ہے۔

عَنْ مَالِكٍ أَنَّ بَلَغَهُ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أُرَوَّعُ فِي مَنَامِي فَقَالَ قُلْ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ	امام مالک کہتے ہیں مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ خالد بن الولید نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں سوتے سوتے ڈر ڈر جاتا ہوں فرمایا تم یوں کہا کرو کہ میں آیات قرآنی کا (جو سراسر برکت اور کامل التاثیر ہیں) واسطہ دے کر خدا کے غضب اور اس کے عذاب اور اس کے بندوں کے شر اور شیاطین کے وسوسوں اور اُن کے حاضر ہونے سے پناہ مانگتا ہوں۔

من المترجم جن لوگوں کا یہ شیوہ ہے اور اب نوان وقتوں کے اکثر تعلیم یافتہ لوگوں کا یہی شیوہ ہے کہ ہر بات کو عقل کی کسوٹی پر کس کر دیکھنا چاہتے ہیں جس کو عقل قبول کرے مقبول اور جس کو عقل نے رد کیا اور رد بھی نہیں بلکہ جو بات سمجھ میں نہ آئی اور اس تک عقل کی رسائی نہ ہو سکی مردود بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ یہ لوگ حقیقت میں وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا اور وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ اور

نہ ہر جائے مرکب توان تاختن | کہ جاہا سپر باید انداختن

اور مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ اور اَلْعَجْزُ عَنِ الْإِدْرَاكِ إِدْرَاكٌ اور قطعہ

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم | وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بہ پایان رسید عمر | ماہمچناں در اوّلِ وصفِ تو ماندہ ایم

اس قسم کی باتوں کے قائل ہی نہیں۔ حدیث میں اتفاق سے خواب اور شیاطین اور دعا ایک چھوڑ تین تین باتیں ہیں اور تینوں داخلِ اسرار الٰہی ہیں جن کی حقیقت کما ہی آدمی بزور عقل اس وقت تک معلوم نہیں کر سکا پس حدیث پر تو عمل وہی کرے گا جو اپنے علم کو اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْأَكْبَرِ اپنے تئیں نیم ملا خطرہ ایمان اور اپنی عقل کو بے حقیقت محض سمجھ کر بے چون و چرا فرمودہ خدا و رسول کو پلے باندھے گا۔

آداب المشی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۵۱ جو صاحبِ دل ہو یا کان لگا کر متوجہ ہو... (تاکہ) اُس چیز کو جھٹلانے لگے جس کے سمجھنے پر اُن کو دسترس نہ ہوا اور ابھی تک اُس کی تصدیق کا موقع بھی اُن کو پیش نہیں آیا اسی طرح اُن لوگوں نے بھی جھٹلایا جو اُن سے پہلے ہو گزرے ہیں تو (اے پیغمبر) دیکھو (ان) ظالموں کا کیسا (برا) انجام ہوا ۱۲ ۵۳ اور تم لوگوں کو (اسرار الٰہی میں سے) بس تھوڑا ہی سا علم دیا گیا ہے ۱۲ ۵۴ اور...

أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ - اور إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ تو ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ممانعت قیام اور اجازت قیام کے مخاطب دو ہیں - ممانعت قیام کے فاضل اور حکم واجازت کے مفضول - پھر قیام تو ایک شان تعظیم کی ہے قیام کے علاوہ تعظیم کی اور شانیں بھی ہیں اور مہذب اور شائستہ لوگوں میں ان پر عمل کیا جاتا ہے اور وہ سب قابل عمل ہیں بھی نہ قیام تعظیمی کے ساتھ ہم کو اس قیام کا بھی خیال آیا جو مجالس مولود میں عند ذکر ولادۃ الرسول کیا جاتا ہے کہ اس قیام کے بارے میں اختلاف بڑھتے بڑھتے مخالفت اور مخاصمت کی پہونچ گیا ہے افراط اور تفریط تو دونوں طرف ہے قول فیصل یہ ہے کہ مجالس مولود بھی داخل مجالس ذکر ہیں بشرطیکہ موضوع روایتیں چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات با برکات کے وہ حالات بیان کیے جائیں جن سے مسلمانوں کو اپنی حالت کی اصلاح کی طرف ترغیب اور توجہ ہو۔

آداب النوم

عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِيًا وَاضِعًا إِحْدَىٰ قَدَمَيْهِ عَلَى الْأُخْرَىٰ (متفق علیہ)	[1] تمیم کے بیٹے عباد اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے (اور) اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے دیکھا۔
عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلَىٰ وِسَادَةٍ عَلَىٰ يَسَارِهِ (ترمذی)	[2] سمرہ کے بیٹے جابر کہتے ہیں کہ میں نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنی بائیں کروٹ کا ایک تکیے پر سہارا دیئے بیٹھے ہیں۔
عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَرَّسَ بِلَيْلٍ اضْطَجَعَ عَلَىٰ شِقِّهِ الْأَيْمَنِ وَإِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَىٰ كَفِّهِ (مشکوۃ)	[3] ابو قتادہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ حالت سفر میں آخر شب کو کسی جگہ اُترتے تو داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے اور صبح ہوتے نزول فرماتے تو اپنی بانہہ مبارک کھڑی کرتے اور ہتھیلی پر سر مبارک رکھ لیتے۔
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَىٰ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُضْطَجِعًا عَلَىٰ بَطْنِهِ فَقَالَ	[4] ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اوندھا لیٹے ہوئے دیکھا تو فرمایا

کے لیے (اچھی طرح جانچ لیا ہے) ان کے لیے (آخرت میں گناہوں کی) معافی اور بڑا اجر ہے ۱۲ ۞ (اے پیغمبر) جو لوگ تم کو (تمھارے رہنے کے) حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر تو ایسے ہیں جن (کو مطلق) عقل نہیں اور اگر یہ (لوگ) اتنا صبر کرتے کہ تم (از خود) حجروں سے نکل کر ان کے پاس آتے تو ان کے حق میں بہت بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۱۲-

میں کمی نہیں تو حقیقت میں بزرگ کا ادب عین دین کا ادب ہے اور اسی لیے خود دین سے

از خدا مے خواہ توفیق ادب　　بے ادب محروم شد از لطفِ رب
ادب تاجے است از لطفِ الٰہی　　بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی
ع گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی

ہاں بعض وجوہ برتری ایسے بھی ہیں جن کا حاصل کرنا اختیاری نہیں جیسے فضیلتِ عمر فضیلتِ نسب۔ تو عمر کا ادب حقیقۃً میں تجربہ و معلومات کا ادب ہے جو فی اغلب الاحوال سال خوردہ عمر لوگوں کو حاصل ہوتا ہے اسی سے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا[1] رہی فضیلت نسب وہ بھی اگر دیکھا جائے تو نسب کا ادب نہیں ہے بلکہ ادب ہے اُن محاسنِ عادات اور مکارمِ اخلاق کا جن سے بزرگ صاحب سلسلہ متحلی اور متصف تھے ہم کو لوگوں نے اُن صفات سے اور يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ[2] سے قطع نظر کر لیا اور ع بدنام کنندۂ نکو نامے چند۔ بے بہ دین کا ادب کرنے لگے اور تھارن جو پیشوں پھر ایک باب ہو گیا۔ بہرکیف اپنے سے بزرگ کا ادب (بزرگ کسی بات میں ہو) داخل حسن معاشرت ہے۔ پھر ادب کے معنے ہیں نگاہ داشتن حد ہر چیز اور اُس کے طریقے ہر ملک اور ہر سوسائٹی میں ہر موقع پر مختلف ہیں اور اُن کی پیروی میں کسی طرح کی قباحت نہیں مگر ہاں اس کا خیال رہے کہ جو تعظیم خدا کے لیے خاص ہے جیسے رکوع و سجود دوسرے کسی کے لیئے کوئی بھی ہو روا نہ رکھی جائے کہ ایسی تعظیم تعظیم نہیں بلکہ پرستش سمجھی جائے گی۔

حدیثیں جو اس باب میں جمع کی گئی ہیں اُن میں صرف ادب کے ایک طریقے یعنی قیامِ تعظیمی کا مذکور ہے تو کسی حدیث میں حکم و اجازت ہے اور کسی میں ممانعت مولوی شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ میں جو وجہ توفیق بیان کی ہے اُس کو ہم نے نوٹ میں لکھ بھی دیا ہے مگر ہم کو وہ توجیہ پسند نہیں۔ اصل وجہ توفیق یہ ہے کہ پیغمبر صاحب اُمت کو مکارم اخلاق سکھانے کے لیئے مبعوث ہوئے تھے اور اُمت میں مختلف الحال لوگ تھے بعض بزرگ کہ ان کو خدا نے ابنائے جنس کسی طرح کی برتری دے رکھی تھی اور ان کے مقابلے میں بعض مفضول جن کو وہ برتری حاصل نہ تھی اور ظاہر بات ہے کہ ایسے اختلافِ حالت میں اخلاق کا مختلف ہونا ضرور ہے مقیم کے احکام مسافر کے مناسبِ حال نہیں ہوتے غنی صاحب نصاب کے اور فقیر کے اور تندرست کے اور بیمار کے اور اسی طرح برتر کے اور فروتر کے اور برتر کی برتری اُس کو تعظیم طلب بناتی اور اُس میں عجب اور خود پسندی اور کبر پیدا کرتی اس کی روک کے لیئے برتر کو حکم دیا کہ دوسروں سے تعظیم نہیں اور اپنی برتری پر مغرور نہ ہوں دوسروں کو حکم دیا کہ ایسوں کو تعظیم نہ دیں تاکہ مسلمانوں میں تعظیم طلبی کا مرض نہ پھیلے پیغمبر صاحب نے تعلیم زبانی پر بس نہ کر کے اپنا نمونہ بھی دکھا دیا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[3] ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر پیغمبر ہو کر اپنی تعظیم کے لیئے لوگوں کا کھڑا ہونا آپ جائز نہیں رکھتے تھے اور یہ حضرت کا غایت درجہ کا انکسار اور اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کا ثبوت تھا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پیغمبر صاحب کی تعظیم کے لیئے باں خیال کھڑے نہیں ہوتے تھے کہ حضرت کو یہ ادا ناپسند تھی مگر اُن سے بڑھ کر پیغمبر صاحب کی کوئی کیا تعظیم کرے گا کہ مارے ادب کے پکار کر بات نہیں کرتے تھے لَا تَرْفَعُوْٓا

[1] جو چھوٹے پر رحم اور بڑے کا وقر نہ کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے ۱۲۔

[2] لوگو! ہم نے تم (سب) کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا کیا اور (پھر) تمھاری ذاتیں اور برادریاں ٹھیرائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو (ورنہ) اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے جو تم میں بڑا پرہیزگار ہے ۱۲۔

[3] (مسلمانو!) تمھارے لئے (پیروی کرنے کو) رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا ۱۲

وَكَانَ قَرِيبًا مِنْهُ فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ (صحیحین)

تو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کے بلانے کے لیے کسی کو بھیجا (کہ آکر بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ کریں) اور سعد پیغمبر صاحب کے قریب ہی (ایک خیمے میں فروکش) تھے (کہ غزوہ خندق میں اُن کی (یعنی سعد کی) رگ ہفت اندام پر زخم لگ گیا تھا اور خون نہیں تھمتا تھا) الغرض سعد گدھے پر سوار ہوکر آئے اور جب پیغمبر صاحب کی منزل شریف کے قریب آگئے (جہاں پیغمبر صاحب نماز پڑھا کرتے تھے) تو پیغمبر صاحب نے انصار (کے قبیلہ اوس) کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اپنے سردار کی طرف اٹھو (اور انھیں آگے بڑھ کر لو)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلَى عَصًا فَقُمْنَا لَهُ فَقَالَ لَا تَقُومُوا كَمَا يَقُومُ الْأَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا ۔ (ابوداؤد)

انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم لاٹھی پر سہارا دیئے ہوئے باہر تشریف لائے تو ہم آپ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوگئے پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ جس طرح عجمی لوگ (اپنے سردار کو آتا دیکھ کر) کھڑے ہو جاتے اور ایک کی ایک تعظیم دیتے ہیں تم (لوگ) اس طرح نہ کھڑے ہوا کرو۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (ترمذی)

معاویہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس بات سے خوش ہوتا ہو کہ لوگ اس کی خدمت میں کھڑے رہیں (یا) اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جایا کریں تو اُسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ مَعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَيُحَدِّثُنَا فَإِذَا قَامَ قُمْنَا قِيَامًا حَتّٰى نَرَاهُ

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں ہم صحابیوں کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے اور جب (باتوں سے فارغ ہوکر) کھڑے ہوتے تو ہم بھی فوراً کھڑے ہو جایا کرتے (اور اُس وقت تک کھڑے رہتے)

حاشیہ متعلقہ صفحہ (۱۷۷) پیغمبر صاحب نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ تمہاری قوم میں کا ایک شخص یعنی سعد بن معاذ بنو قریظہ کے باب میں جو حکم دے وہ منظور کیا جائے بنی اوس اور بنی قریظہ دونوں اس پر راضی ہوگئے اور بنی قریظہ نے اپنے تئیں سپرد کر دیا سعد بن معاذ بلائے گئے تو انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ لڑنے والوں کو قتل کر دیا جائے اور اُن کی عورتیں اور بچے قید کر لیے جائیں اور اُن کا مال مجاہدوں کو تقسیم کر دیا جائے چنانچہ ایسا کیا گیا (تاریخ البخاری) ۱۲ ۵۳ سعد بن معاذ قبیلۂ اوس کے سردار تھے اور بنو قریظہ اوس کے حلیف اس سے بنو قریظہ کو خیال تھا کہ سعد ضرور ہماری رعایت کریں گے اور اسی وجہ سے انھوں نے سعد کو اپنا حکم تجویز کیا تھا ۱۲

قیام تعظیم

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیْ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُوْ قُرَیْظَةَ عَلٰی حُکْمِ سَعْدٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْہِ

ابوسعید خدری[1] کہتے ہیں کہ جب بنو قریظہ[2] (جو یہود میں ایک مشہور قبیلہ تھا اور جن کا پیغمبر صاحب نے فتح خندق کے پچیس روز بعد محاصرہ کرلیا تھا اور وہ قلعہ بند ہوگئے تھے) سعد بن معاذ کے حکم پر (جو انصار کے قبیلہ اوس کے سردار تھے) قلعے سے نیچے اُترے

[1] قیام سے ہماری مراد وہ قیام ہے جو مجلس میں آنے والے کے لیے کیا جاتا ہے جیسا کہ اس زمانے میں متعارف ہے کہ جب کوئی بڑا آدمی مجلس میں داخل ہوتا ہے تو اہل مجلس اُس کے لیے تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اہل مجلس کے لیے اہل مجلس کا کھڑا ہونا سنت ہے اور اُن کی دلیل ابوسعید خدری کی حدیث ہے جس میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کے لیے صحابہ سے فرمایا قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ اور بعض علما کہتے ہیں کہ مکروہ اور بدعت اور منہی عنہ ہے اور ان کی دلیل حدیث انس ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو کھڑے ہونے سے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ جس طرح عجمی لوگ تعظیم کے لیے اُٹھتے ہیں تم نہ اٹھا کرو غرضکہ اس باب میں دونوں طرح کی حدیثیں آئی ہیں اور دونوں معمول بہا ہیں کبھی پیغمبر صاحب نے قیام کا حکم دیا اور کبھی منع کردیا پیغمبر صاحب کے صحابہ کبھی کسی کی تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کبھی نہیں بھی اُٹھے اور یہی وجہ توفیق ہے دونوں حدیثوں میں واللہ اعلم ۱۲

[2] بنو قریظہ یہودیوں کے ایک قبیلے کا نام ہے جو مدینے سے باہر چند میل کے فاصلے پر ایک گڑھی میں آباد تھے انھوں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد و پیمان کیا تھا کہ ہم آپ کے مخالفوں کو مدد نہ دیں گے بلکہ بشرائط معاہدہ کے موافق مسلمانوں کی مدد کریں گے مگر جب غزوۂ خندق یا احزاب پیش آیا تو انھوں نے اپنے ہم جنس بنی نضیر یہودیوں کی رعایت سے عہد توڑ ڈالا بنو قریظہ اگرچہ بدر کی لڑائی کے موقع پر بھی بدعہدی کرچکے تھے اور دشمنوں کو ہتھیار دینے سے اُن کے درپردہ مدد کی تھی مگر پیغمبر صاحب نے اُنھیں معاف کردیا اور دوبارہ عہد لے لیا تھا لیکن معرکۂ خندق کے موقع پر جو مسلمانوں کے لیے نہایت نازک وقت تھا ان کی دغابازی اور عہدشکنی اس قسم کی نہ تھی کہ پیغمبر صاحب پی کر جاتے۔ الغرض معرکہ خندق میں جوں ہی ابوسفیان محاصرہ اٹھا کر چلے گئے تو گیا پیغمبر صاحب نے بنو قریظہ کی گڑھی کا محاصرہ کرلیا جو پچیس روز تک جاری رہا اس اثنا میں بنو قریظہ نے اپنے سردار کعب بن اسد سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے اُس نے کہا تین کاموں میں سے ایک کام اختیار کرلو یا ہم سب مل کر اسلام قبول کریں یا اپنے ہاتھوں سے اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کو قتل کرکے محمد سے لڑکر مر جائیں یا آج ہی کہ سبت کا روز ہے اور اس وجہ سے مسلمانوں کو ہم سے حملہ کرنے کی توقع نہیں ہے اُن پر حملہ کردیں لیکن بنو قریظہ نے ان تینوں باتوں میں سے کسی بات کو پسند نہیں کیا اور پیغمبر صاحب کو صلح کا پیغام بھیجا پیغمبر صاحب کی طرف سے بجز اس کے اور کوئی جواب ہی نہیں ملا کہ بغیر کسی شرط کے اپنے تئیں سپرد کردیں پھر پیغمبر صاحب جو چاہیں گے اُن کی نسبت حکم دیں گے اس پر اُنھوں نے درخواست کی کہ تھوڑی دیر کے لیے ابولبابہ کو ہمارے پاس بھیج دیجیے (ابولبابہ اُن لوگوں میں تھے جن کا بنو قریظہ سے محالفہ و معاہدہ تھا) پیغمبر صاحب کی اجازت سے ابولبابہ گئے تو اُنھوں نے پوچھا کہ ہم پیغمبر صاحب کے حکم پر اپنے تئیں سپرد کردینا قبول کریں یا نہیں ابولبابہ نے جواب دیا کہ ہاں قبول کرلو مگر ساتھ ہی اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا جس کا یہ مطلب تھا کہ سب قتل کیے جاؤ گے ہر چند بنی قریظہ بالکل ہتھے سے اُکھڑ گئے اب بنی اوس جو انصار کا ایک مشہور قبیلہ تھا اور بنو قریظہ کا حلیف بھی تھا درمیان میں پڑا بقیہ نوٹ ۲ و ۳ بر صفحۂ آئندہ)

جامعانِ احادیث مختلف مذاق کے بزرگ تھے۔ ایک رواۃ کے حالات کی تفتیش کے پیچھے پڑا ہے دوسرا الفاظِ مطالب سے غرض رکھتا ہے تیسرا الفظوں کی ٹوہ لگا رہا ہے[۱]۔ چوتھا ایک ایک حدیث کی شانِ نزول کی تحقیق کے درپے ہے۔ ابتدائے آفرینش دنیا سے کسی ملک کسی قوم میں اس قدر احتیاط جمعِ تاریخ یا تحریر روزنامچے میں نہیں کی گئی جس قدر جمعِ احادیث میں کسی کا یہ شعر کبھی کا کان میں پڑا ہوا ہے ؎

خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو　　ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

پس جمعِ احادیث میں جامعانِ احادیث اس شعر کے پورے پورے مصداق تھے اب نہ ویسی عقیدتیں ہیں نہ ویسے خلوص ہیں کتبِ حدیث کی ضخامتیں دیکھ دیکھ کر دل ہے کہ اُڑا جاتا ہے۔ ہم نے اس کتاب کے جمع کرنے سے فی زعمنا اسی دھڑکن کا علاج کیا ہے کہ سارا دینی کتاب خانہ نہ دیکھا صبر وسکون سے یہی چند اجزا پڑھ لیے ہم نے تو اپنے مقدور بھر بہتیرا ہی اختصار اور اقتصار کیا مگر انسان کو کیا کیا جائے کہ وہ فی حد ذاتہٖ عالمِ اصغر ہے اور عالمِ اصغر ہونے کے علاوہ کل آن فی شان تو کہاں تک اس کے جزو کل حالات اور حرکات وسکنات کو ضبط میں لایا جا سکتا ہے رہا ایں ہمہ ہم ناظرین سے داد طلب ہیں کہ اخلاق وآداب کے دونوں مضمون کتنے تو وسیع ہیں ہم نے مختصر پسندوں کے لیے ہر ایک ادب کو لکھی نہ کسی خُلق یا حق کا تکملہ قرار دے کر آداب کو اخلاق میں ملا دیا پھر اخلاق کو پہلے جلبِ منفعت اور دفعِ مضرت کے ذیل میں اور پھر جلبِ منفعت اور دفعِ مضرت کو ایک حفظِ نفس کے ذیل میں سمیٹ کر لے آئے۔ اور یوں بہت سے مضامین جو بظاہر منتشر معلوم ہوتے تھے ایک سلسلے میں منتظم ہو گئے ہم جس طرح پر بتاتے ہیں اس کتاب کے مضامین کو دیکھو تو بجائے تنگدل ہونے کے غالباً خوش ہو گے اب یہی بیٹھنے لیٹنے کے آداب ہیں ان میں پاسِ شرم وحیا کے علاوہ کوئی نئی بات نہیں اور شرم وحیا داخلِ حفظِ نفس ان آداب کے پڑھتے وقت اس کا بھی خیال کرو کہ یہ پیغمبر اصحابِ وقت کی باتیں ہیں۔ اُن وقتوں میں تہمد کا عام رواج تھا جیسا ہمارے ملک کے ہندوؤں اور دیہاتیوں میں دھوتی کا۔ بنظرِ احتیاط کشفِ عورت کے خیال سے لیٹنے بیٹھنے کے طریقے بتا دیئے تو یہ بتانا ایک طرح کی بزرگانہ اور مشفقانہ صلاح ہے اس کو مذہبی اوامر ونواہی سے کچھ بھی تعلق نہیں اور اسی طرح کی اور بہت سی باتیں ہیں جن کو لوگ غلطی سے کم سمجھتے ہیں واجب الاتباع اور یوں کوئی آدمی از خود اُن کو اپنے اوپر لازم کرے تو اس کی خوشی کرو تو اچھا نہ کرو تو اچھا اصل غرض کو فوت نہ ہونے دو۔ غرض شارع کی طرف سے اُٹھنے بیٹھنے سونے لیٹنے اور اسی طرح کی دوسری چھوٹی چھوٹی باتوں میں کسی طرح کی روک ٹوک نہیں جس کو جس طرح راحت ملے سوئے بیٹھے۔ رُواۃِ احادیث نے جو اس قسم کی حدیثیں بیان کیں تو تلذذ بذکر الرسول کے علاوہ کوئی دینی غرض ایسی احادیث سے متعلق نہیں رہا تفریعِ مسائل وہ کام ہے فقہا کا جو حجت نہیں۔ ہاں اوضاعِ خاص میں بعض طبی مصلحتیں ہیں بعض اخلاقی اور ان کو سلیم العقل آدمی بے کسی کے بتائے خود سمجھ سکتا ہے۔

[۱] دیکھو مشارق الانوار جس میں حروفِ تہجی کی ترتیب پر حدیثیں لائی گئی ہیں ۱۲ منہ

عن عبد اللہ بن بسر قال کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم قصعۃ یقال لہا الغراء فلما اضحوا وسجدوا الضحٰی اُتی بتلک القصعۃ وقد ثرد فیہا فالتفوا علیہا فلما کثروا جثا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعرابی ما ہٰذہ الجلسۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ جعلنی عبدا کریما ولم یجعلنی جبارا عنیدا (ابوداؤد)

بسر کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بڑا پیالہ تھا جس کا نام غرّا تھا آپ کی عادت تھی کہ جب چاشت کا وقت ہو چکتا اور لوگ نماز چاشت سے فارغ ہو جاتے تو وہ پیالہ لایا جاتا اور اُس میں روٹی کے ٹکڑے بھیگے ہوئے موجود ہوتے فقرا صحابہ اُس کے گرد اگرد جمع ہو جاتے اور جب حاضرین کا زیادہ اژدحام ہو جاتا تو پیغمبر صاحب (جگہ کی تنگی کی وجہ سے) دو زانو بیٹھ جاتے اس پر ایک بدوی نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ بیٹھنے کی ہئیت آپ کی شان کے لائق نہیں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھے بندۂ کریم بنایا ہے متکبر اور سرکش نہیں بنایا۔

من المترجم ہماری اس کتاب میں جابجا اور خاص کر آداب کے ذیل میں اس قسم کی حدیثیں کثرت سے ملیں گی جن کو دیکھ پڑھ کر ہمارے وقتوں کی آزاد طبعیتیں پریشان ہوں گی کہ مذہب تو جان کو آ گیا کھانا۔ پینا۔ چلنا۔ پھرنا۔ اٹھنا۔ بیٹھنا۔ سونا۔ جاگنا۔ ملنا جلنا۔ بولنا چالنا۔ ہنسنا۔ غرض حرکت ہو یا سکون ہر ایک حالت کے لیئے ایک حدیث موجود ہے بےشک اگر جمع احادیث کی غرض وغایت یہی ہے تو پریشانی بجا اور شکایت واجب۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں نے عموماً شروع سے کتب احادیث کو مجموعۂ اوامر و نواہی سمجھا اور ابھی تک بھی ایسا ہی کچھ سمجھ رہے ہیں۔ لیکن حقیقۃ الحال یہ ہے کہ کتب احادیث میں اوامر و نواہی بھی ہیں اور اوامر و نواہی کے علاوہ از قبیل قصص و حکایات و تاریخ اور واقعات و حالات و مراسلات اور بھی بہت کچھ ہے بلکہ اور کچھ کے مقابلے میں اوامر و نواہی قدر قلیل باقی رہ جاتے ہیں۔ ہمارے نزدیک حدیث بیش بریں نیست کہ ایک خاص طور کا روزنامچہ ہے اگرچہ اس کی ترتیب تاریخوار نہیں اور اس میں ناتمامیاں بھی ہیں بے ترتیبی اور ناتمامی کی وجہ یہ ہوئی کہ پیغمبر صاحب کی زندگی میں تو کسی نے روزنامچے کے لکھنے کا خیال نہیں کیا لوگوں میں لکھنے پڑھنے کا رواج بہت ہی کم تھا پھر شروع شروع کے مسلمانوں کو مخالفوں کے لڑائی جھگڑوں سے اطمینان سے بیٹھنا بھی کب نصیب ہوا پیغمبر صاحب کی وفات کے کہیں ڈیڑھ سو برس بعد ضرورتیں داعی ہوئیں کہ پیغمبر صاحب کے عملدرآمد کو معمول بہ قرار دیا جاوے۔ یہ تھی بنیاد جمع احادیث کی پھر یہ خیال بھی پیش نظر رہنا چاہیئے کہ جامعان احادیث کی ارادت جناب رسول خدا کے ساتھ کس درجے کی تھی وہ عبادت سمجھ کر حدیث کی سند کے لیئے سیکڑوں ہزاروں کوس کے سفر کرتے تھے ہم لوگوں سے نماز فرض کے لیئے وہ اہتمام نہیں ہو سکتا جو وہ شغل حدیث کے لیئے کرتے تھے ان میں سے ہر ایک فنافی الرسول تھا ہر طرح پر ان کو رسول کا ذکر کرنا اور رسول کا ذکر سننا پھر

علیحدہ لکھے جائیں تو بڑی طوالت ہو لہذا ایک ادب جامع بتا دیا جاتا ہے جو ہر طرح کی مجلس میں کام دے گا۔ وہ یہ کہ تمہاری نشست و برخاست تمہاری کسی ادا اور تمہاری کسی گفتگو سے کسی شریک مجلس کو کسی طرح کا رنج نہ پہونچے۔ بس یہ ہر قسم کی مجلس کا ادب جامع ہے اور اس کے ذیل میں بہت سے افراد ہیں اور ہر ایک شائستہ اور مہذب آدمی فی الوقت خود معلوم کر سکتا ہے کہ اس خاص محل پر اس کو کیا کرنا چاہیئے ؎

ادب تاجیست از لطف الٰہی — بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

اور نہ صرف یہ کہ کسی شریک مجلس کو کسی طرح کا رنج پہونچے بلکہ تمام شرکاء مجلس مل بیٹھ کر خوش ہوں۔

آداب الجلوس

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا (بخاری)

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو صحن کعبہ میں بیٹھے دیکھا بوضع احتبا[۵۱]۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِي مَجْلِسِهِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسَنًا (ابو داؤد)

سمرہ کے بیٹے جابر کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب فجر کی نماز پڑھ چکتے تو جب تک سورج خوب نکھر نہ لیتا (یعنی اچھی طرح صاف اور روشن نہ ہو لیتا) آپ اسی جگہ (جہاں نماز پڑھی تھی) چارزانو بیٹھے رہتے۔

عَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ أَنَّهَا رَأَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُوَ قَاعِدٌ الْقُرْفُصَاءَ قَالَتْ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَخَشِّعَ أُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ ۔ (ترمذی)

مخرمہ کی بیٹی قیلہ سے روایت ہے کہ انھوں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں بیٹھے دیکھا بوضع قرفصا[۵۲]۔ قیلہ کہتی ہیں کہ جب میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وضع میں نہایت فروتنی و انکسار کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھا تو میں مارے خوف کے تھرتھر کانپنے لگی (کہ پیغمبر صاحب اس طرح سمٹے سکڑے کیوں بیٹھے ہیں)۔

۵۱ احتبا بیٹھنے کی ایک ہیأت ہے کہ آدمی دونوں زانوؤں کو کھڑا کرکے تلووں کو زمین پر ٹکا کر بیٹھے اور دونوں ہاتھوں یا کپڑے سے پنڈلیوں کا حلقہ کر لے ۱۲ +

۵۲ یہ بھی ایک طرح کی بیٹھک ہے کہ آدمی دونوں سُرین پر بیٹھتا اور رانوں کو پیٹ سے چمٹا لیتا اور دونوں ہاتھوں یا پنڈلیوں کا حلقہ کر لیتا ہے جیسا کہ غربا اور اکثر وہ لوگ بیٹھا کرتے ہیں جو فکر و خیال میں ڈوبے رہتے ہیں ۱۲

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِي (ابوداؤد)

سمرہ کے بیٹے جابر کہتے ہیں کہ ہم (صحابی) جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آتے تھے تو ہم میں سے ہر ایک شخص جہاں جگہ پاتا تھا بیٹھ جاتا تھا۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَجْلِسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا (ابوداؤد)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کو جائز نہیں کہ دو آدمی ایک جگہ بیٹھے ہوں اور اُن کے بیچ میں جا بیٹھے مگر ہاں وہ دونوں اجازت دے دیں (تو مضائقہ نہیں) ف۱

عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَالَ جَلَسَ رَجُلٌ فِي وَسْطِ الْحَلْقَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ مَلْعُونٌ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ (ابوداؤد و ترمذی)

ابو مجلز کہتے ہیں کہ ایک شخص حلقے کے بیچ میں بیٹھ گیا تو حذیفہ نے فرمایا جو شخص (براہ شیخی) حلقے کے بیچ میں بیٹھے اُس پر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے

عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتُّخِذَ جِسْرًا إِلَى جَهَنَّمَ (ترمذی)

انسؓ کے بیٹے معاذ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعے کے روز لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا جائے گا (قیامت کے دن جہنم کے راستے کی طرف اُس کا پل بنایا جائے گا (کہ جہنم کے جانے والے اُس پر سے گزریں اور اُسے پامال کریں گے۔

ف۱ یہ ممانعت اس خیال سے ہے کہ شاید وہ آدمی جو پاس پاس بیٹھے ہیں آپس میں کچھ ضروری باتیں کرتے ہوں اور تیسرے آدمی پر ان کا ظاہر کرنا منظور نہ ہو ۱۲ ف۲ براہِ شیخی کی قید جو ہم نے ترجمے میں بڑھائی ہے قید ضروری ہے ورنہ درس اور وعظ کے حلقوں میں مدرس اور واعظ متعلمین اور مستمعین کے بیچ میں ضرورۃً بیٹھتا ہے تاکہ سب مستفید ہوں ۱۲ ف۳ یہ صیغہ معروف اور مجہول دونوں طرح سے روایت کیا گیا ہے مجہول کی صورت میں تو وہی مطلب ہوگا جو ہم نے ترجمے میں اختیار کیا کہ قیامت کے روز خود اُس کا پل بنایا جائے گا تاکہ جس طرح دنیا میں یہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتا تھا قیامت کے روز لوگ اِس کی گردن پھلانگ کر جائیں اور معروف ہونے کی صورت میں یہ مطلب ہوگا کہ نمازیوں کی گردنوں کا پھلانگنے والا گویا اپنے لیے دوزخ کی طرف پل بنا رہا ہے کہ اُس پر سے گزر کر جہنم میں جا داخل ہو کوئی سی صورت بھی ہو شریعت کے بہت سے احکام صرف تہدید اور تخویف کے لیے ہیں از آں جملہ یہ حکم بھی اور مطلب یہ ہے کہ خدا نہیں چاہتا کہ مسلمان بھائیوں کو مسلمان بھائی کے ہاتھ سے ذرا سی تکلیف بھی پہنچے۔

من المترجم لوگوں کو گاہ بگاہ کسی نہ کسی ضرورت سے ایک جگہ جمع ہونے کا بھی اتفاق ہوتا ہے اسی اجتماع کا نام ہے مجلس۔ ضرورتیں جن کے لیے لوگ جمع ہوتے ہیں طرح طرح کی ہوتی ہیں اسی لیے مجلسیں بھی کئی طرح کی ہیں۔ مجلسِ درس مجلسِ وعظ۔ مجلسِ میلاد۔ مجلسِ عزا۔ مجلسِ شوریٰ۔ مجلسِ مناظرہ وغیرہ۔ اگر ہر ایک طرح کی مجلس کے آداب علیحدہ

وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ وَلَا يَحْقِرُهٗ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ مَالُهٗ وَدَمُهٗ وَعِرْضُهٗ اِنَّ اللّٰہَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَجْسَادِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ اَلَا لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ

اور ایک دوسرے کے حالات کی ٹٹول اور باتوں کی تفتیش میں نہ رہا کرو نہ ایک دوسرے کی ریس کرو نہ باہم حسد کرو نہ بغض وعداوت رکھو نہ ترکِ ملاقات کرو اور اے خدا کے بندو سب آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے تو چاہیے کہ ایک دوسرے پر ظلم نہ کرے نہ اُس کی حمایت ونصرت سے دست کشی (اختیار) کرے نہ اُسے حقیر جانے آدمی کو اتنی ہی بُرائی بس کرتی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا مال اور خون اور آبرو حرام ہے خدا تمھاری صورتوں اور ڈیل ڈولوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمھارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے اور پیغمبر صاحب نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تقویٰ اس جگہ ہے تقویٰ اس جگہ ہے سنو! سنو! ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی خرید و فروخت پر سبقت کرکے خرید و فروخت نہ کرے ف اور خدا کے بندو تم سب بھائی بھائی ہو جاؤ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ترکِ ملاقات رکھے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ (بخاری) وَزَادَ مُسْلِمٌ وَاِذَا دَعَاكَ فَاَجِبْهُ وَاِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهٗ

(مسلم)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جنابِ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے پانچ طرح کے حق ہیں سلام علیک کا جواب دینا۔ مریض کی بیمار پُرسی کرنا جنازے کے ساتھ چلنا۔ دعوت قبول کرنا چھینکنے والے کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا امام مسلم نے ایک روایت میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ (اے مخاطب) جب تجھے تیرا مسلمان بھائی (کھلانے کے لیے) بلائے تو اُس کو قبول کرلے اور جب وہ اپنی خیرخواہی کی کوئی بات تجھ سے پوچھے تو جس میں اُس کی خیرخواہی ہو وہ مشورہ دے۔

ف اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً خالد اور ولید میں کوئی سودا ہو رہا ہے اور بظاہر بائع یا مشتری کا فائدہ نظر آتا ہے اب ایک تیسرا شخص اگر اپنے فائدے کی غرض سے سودا پھنڈ کرنا چاہے تو یہ درست نہیں کہ یہ ایک طرح کا حسد ہے اور چونکہ یہ صورت کثیر الوقوع ہے اس سے اسے خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا ۱۲+

اور حبِ وطن کی خصلتیں تو عام ہیں یا انہیں یہ لوگ دیرینہ آشنا بھی ہیں کہ ہمیشوں ایک ہوٹل ایک جہاز میں ایک میز پر کھانا کھائیں اور باوجود اس کے کہ کسی ثالث بالخیر نے ان میں تعارف کرادیا ہو ایک دوسرے سے بات نہ کرسکیں ہم ہندوستانیوں میں اسلامی تعلیم کے مطابق ہر ایک سے صاحب سلامت کا تو دستور نہیں۔ مگر یہ بھی دیکھا ہے کہ دو اجنبی اتفاق سے ریل میں جمع ہوئے اور بے سابقہ معرفت ایک سے ایک نے نجی خانگی حالات پوچھنے شروع کیے ٭

آداب الصحبة

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ (الحجرات ع ۲ پارہ ۲۶)

مسلمانو! مرد مردوں پر نہ ہنسیں عجب نہیں کہ جن پر ہنستے ہیں وہ (خدا کے نزدیک) اُن سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر ہنسیں عجب نہیں کہ جن پر ہنستی ہیں وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کو نام دھرو ایمان لائے پیچھے بدتہذیبی کا نام ہی بُرا ہے اور جو (ان حرکات سے) باز نہ آئیں تو وہی (خدا کے نزدیک) ظالم ہیں مسلمانو! (لوگوں کی نسبت) بہت شک کرنے سے بچتے رہو کیونکہ بعض شک (داخلِ) گناہ ہیں اور ایک دوسرے کی ٹٹول میں نہ رہا کرو اور نہ تم میں سے ایک ایک پیٹھ پیچھے بُرا کہے بھلا تم میں سے کوئی (اس بات کو) گوارا کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے یہ تو (یقیناً) تم گوارا نہیں (تو غیبت کیوں گوارا ہو کہ یہ بھی ایک قسم کا مُردار کھانا ہے) ف اور اللہ (کے غضب) سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ

ابو ہریرہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا (لوگو!) تم اپنے تئیں شک کرنے سے بچاؤ کیونکہ شک کرنا بڑی جھوٹی بات ہے۔

ف اس آیت میں غیبت کو مُردہ بھائی کے گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے اور وجہ تشبیہ یہ ہیں اول بے خبری کہ جیسے مُردے کو اپنی جو بوٹیوں کے نوچے جانے کی خبر نہیں ہوتی اسی طرح اس شخص کو جسے پیٹھ پیچھے بُرا کہا جاتا ہے غیبت کی خبر نہیں ہوتی۔ دوسرے جس طرح گوشت خوار نے لاش کی بوٹیاں نوچ نوچ کر کھائیں اسی طرح غیبت کرنے والے نے اپنے بھائی کی عزت کا خون کر دیا یا یوں کہو کہ اس کی عزت کا خون پی لیا فارسی میں غیبت کو دَر پوستین مردم افتادن کہتے ہیں یہ محاورہ اس تشبیہ سے بہت ہی ملتا ہوا ہے ۱۲

اور دعا کی برکت کو کھو بیٹھے۔ ہمارے رسمی سلاموں سے تو انگریزی سلام اچھے کہ اُن میں دُعا یہ الفاظ تو ہیں خدا نے کیا بات ہے کہ انگریزوں کی اکثر باتیں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں سے ملتی جلتی ہیں اُن ہی کی سی جفاکشی ہے اُن ہی کی سی صداقت ہے اُن ہی کی سی ہمت ہے اُن ہی کی سی جرأت ہے۔ اُن ہی کی سی جمعیت ہے۔ اُن ہی کی سی خودداری ہے اُن ہی کی سی قوم اور وطن کی محبت ہے بعقیدۂ مسلمان ہم ہیں اور عملاً مسلمان انگریز خدا کرے کہ ان کا عقیدہ ہم جیسا ہو جائے اور ہمارا عمل ان جیسا رسمی سلاموں میں الفاظ کے علاوہ جھک کر داہنا ہاتھ بھی پھیلا کر مُونہ یا سر تک لے جانا پڑتا ہے بس غنیمت ہے کہ رسمی سلام میں دستِ یمین کی فضیلت کو تو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ دستِ یمین پر ایک حکایت یاد آئی ۱۸۵۷ء کے غدر سے بہت پہلے کا مذکور ہے کہ مدرسہ عالیہ بنگلی کے امین المدارس مولوی کبیر الدین احمد مرحوم دہلی کالج مرحوم میں تشریف لائے اُن دنوں کالج اجمیری دروازے کے باہر اسی عالی شان عمارت میں تھا جس میں اب اینگلو عربک سکول ہے۔ کالج کے تمام مُدرس مولوی کبیر الدین احمد کے رُوبرو پیش ہوئے۔ مُدرسوں میں مولوی حسن علی خاں مرحوم فارسی کے سوم مدرس بھی تھے یہ اُن دنوں بڑے خوش رو بے ریش و بروت نوجوان لڑکے تھے مولوی کبیر الدین کے سامنے آئے تو انھوں نے جُھک کر بائیں ہاتھ سے سلام کیا۔ مولوی کبیر الدین احمد نے ان کی یہ ادا دیکھ کر فی البدیہہ یہ شعر پڑھا ؎

دلبرِ ما طفل ہست ناز نداند ہنوز　　　دست چپ از دستِ راست باز نداند ہنوز

یعنی بائیں ہاتھ سے سلام کرنا ایک طرح کا سوءِ ادب ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَكُمْ (مسلم)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) تم جب تک ایمان نہ لاؤ گے جنت میں داخل نہ ہوگے اور جب تک باہم ایک دوسرے کو (صرف خدا کے لیئے) دوست نہ رکھو گے (پورے) ایمان دار نہ ہوگے کیا میں تمھیں ایک ایسی چیز نہ بتادوں کہ جب تم اُسے عمل میں لاؤ آپس میں ایک دوسرے کو دوست رکھنے لگو (وہ یہ کہ) آپس میں سلام کو رواج دو۔

من المترجم سلام کو رواج دینے کا یہ مطلب ہے کہ آشنا اور بیگانہ سب کو سلام کرو جس طرح لکڑی کو سریش سے اینٹوں کو گارے یا چونے سے پیوند دیا جاتا ہے اسی طرح آدمیوں میں آپس کی صاحب سلامت سے وصلت پیدا کی جاتی ہے صاحب سلامت اُنس و محبت کی تمہید ہے اس سے اجنبیت دور ہوتی ہے اور کام پڑے پر جان پہچان کا پاس کرنا انسانی طبیعت کا خاصہ ہے کیا تو اُنس و محبت پیدا کرنے کی آسان تدبیر ہے مگر لوگ ہیں کہ ان مصلحتوں پر نظر نہیں کرتے اور خودداری تعارف کے دائرے کو وسیع نہیں ہونے دیتی۔ ہم کو اس بات سے بڑا ہی تعجب ہوتا ہے کہ انگریزوں میں حُبِّ قوم

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا لَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰى فَاِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ الْاِشَارَةُ بِالْاَصَابِعِ وَتَسْلِيْمَ النَّصَارٰى الْاِشَارَةُ بِالْاَكُفِّ

(ترمذی)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم مسلمانوں کے سوا دوسری قوموں کے ساتھ تشبّہ کرے وہ ہمارے طریقہ پر نہیں ہو (پھر آپ نے دوسری قوموں کے ساتھ تشبّہ کرنے کی تصریح کی کہ) یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو اور نہ نصاریٰ کی کیونکہ یہودی انگلیوں کے اشارے سے سلام کرتے ہیں اور نصاریٰ ہتھیلیوں کے اشارے سے۔

من المترجم جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہودی سلام کے وقت انگلیوں سے اور نصاریٰ ہتھیلیوں سے اشارہ کرتے رہے ہوں گے۔ ہمارے ہندوستان میں تو یہودیوں کے ساتھ کچھ ایسا اختلاط نہیں معدودے چند یہودی کہیں کہیں ہیں تو انھوں نے الناس علی دین ملوکہم کے مطابق اپنے تمام قومی شعار چھوڑ دیئے ہیں وہ اکثر انگریزوں کی طرح رہتے سہتے ہیں۔ انگریزوں کا حال یہ ہے کہ انگلیوں اور ہتھیلیوں سے اشارہ کرنا کیسا اکثر کو تو غرورِ حکومت جواب سلام میں سر و گردن سے اشارہ کرنے میں بھی مضائقہ ہوتا ہے یہود و نصاریٰ کے علاوہ ہم کو ہنود میں بھی رہنا ہے۔ سو کسی قوم کے تشبّہ سے نہیں بلکہ فارس کے رسم و رواج کے مطابق سلام کا دستور کچھ ایسا پڑ گیا ہے کہ رکوع کے قریب تک جھکنا ہوتا ہے لفظ سلام کی جگہ الفاظ تسلیمات۔ مجرا۔ کورنش۔ آداب۔ بندگی۔ رواج پا گئے ہیں۔ ہم نے اپنے نزدیک علم ادب یعنی زبان کو قومی عزت اور ذلت کا معیار ٹھیرا رکھا ہے تو زبانِ عربی کو دیکھتے ہیں کہ اس میں مفرد کے لیئے کوئی تعظیمی لفظ نہیں واحد مخاطب کے لیئے کَ چاہے وہ بادشاہ ہی کیوں نہ ہو اسی طرح واحد غائب کے لیئے مذکر ہے تو ضمیر ہُو اور مؤنث ہے تو ضمیر ہِیَ۔ واحد متکلم کے لیئے انا اور یہی حال انگریزی زبان کا ہے۔ اختلاطِ عجم سے لفظ آپ اور تم اور جناب اور حضور اور غریب پرور اور بندہ اور فدوی اور خانہ زاد اور نیاز مند اور خاکسار اور فقیر اور عاصی اور آثم و امثالہا داخل روزمرہ ہوئے غرض عربی اور فارسی کے علم ادب کو ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کرکے دیکھتے ہیں تو مسلمانوں کی ترقی اور پستی کا صاف پتہ چلتا ہے سلام بھی زبان کا جزو ہے اس میں بھی وہی عزت اور ذلت کی جھلک نمایاں ہے۔ بہرکیف ہماری رائے یہ ہے کہ اسلامی سلام تو عام رواج پا نہیں سکتا تاہم تعظیم مفرط اور تذلل سے بچ کر رواجی آداب کا پاس کرنے میں کسی طرح کا حرج نہیں اسلامی سلام معدودے چند متشرع مسلمانوں کو چھوڑ کر رُو دار مسلمانوں میں داخل بد تہذیبی خیال کیا جاتا ہے تعظیم نامشروع کے سلام اُن تکلفات میں سے ہیں جو فارس کے مسلمان بادشاہ اپنے ساتھ ہندوستان میں لائے اور اُن کے دیکھا دیکھی عام رواج پا گئے اور رواج بھی پا گئے تو ایسا کہ اب اُن کا چھوٹنا ناممکن مسلمانوں سے وہ خودداری نکل گئی جس کے برتنے پر ایک ادنے درجے کا آدمی بادشاہ جلیل القدر سے بے سر جھکائے بے ہاتھ ہلائے السلام علیک کہہ کر خطاب کیا کرتا تھا اسلامی سلام کو چھوڑ کر رسمی سلام کے اختیار کرنے سے لوگوں نے فی زعمہم ادب و محبت کو تو باقی رکھا

يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ (صحيحين)	سوار کو چاہیئے کہ پیادے کو سلام علیک کرے اور رستہ چلتا ہوا بیٹھے کو اور تھوڑے آدمی بہت آدمیوں کو۔
وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ	اور بخاری کی روایت میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوٹا بڑے کو اور رستہ چلتا ہوا بیٹھے کو اور تھوڑے بہتوں کو سلام علیک کیا کریں۔
عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى غِلْمَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ (صحيحين)	حضرت انس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا لڑکوں پر گزر ہوا تو آپ نے انھیں سلام علیک کی۔
عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ عِشْرُونَ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلَاثُونَ وَزَادَ مُعَاذٌ ثُمَّ أَتَى آخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ فَقَالَ أَرْبَعُونَ (ترمذی ابو داود)	عمران بن حصین سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے حاضر ہو کر کہا السلام علیکم پیغمبر صاحب نے اس کو ویسا ہی جواب دیا (یعنی وعلیکم السلام فرمایا) پھر وہ شخص بیٹھ گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لیئے دس نیکیاں لکھی گئیں اتنے میں ایک اور شخص آیا اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ پیغمبر صاحب نے اسکو بھی ایسا ہی جواب دیا (یعنی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ فرمایا) اور جب وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا اس کے لیئے بیس نیکیاں لکھی گئیں پھر تیسرے شخص نے آکر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پیغمبر صاحب نے جواب میں فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور جب بیٹھ گیا تو فرمایا اسکے واسطے تیس نیکیاں لکھی گئیں معاذ (صحابی) نے اتنا اور زیادہ کیا کہ پھر ایک اور شخص آیا اور آتے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ پیغمبر صاحب نے جواب میں یہی لفظ فرما کر ارشاد کیا کہ اس کے لیئے چالیس نیکیاں لکھی گئیں۔
عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللهِ مَنْ بَدَأَ بِالسَّلَامِ (ترمذی)	ابو امامہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی بارگاہ میں سب سے زیادہ قریب اور مخصوص وہ شخص ہے جو سلام علیک کہنے میں سبقت کرے ف

ف کوئی مذہب کوئی قانون کوئی دستور العمل اس سے بہتر شریفانہ زندگی اور باہمی اتحاد و مواخاۃ کا طریقہ بتا سکتا ہے؟ لیکن مسلمانوں کی طرز معاشرت کو بالکل اس کے برعکس پاتے ہیں اس کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ لوگ باہمی معاملات میں احکام شریعت کی پروا نہیں کرتے مسلمانان در گور مسلمانی در کتاب ۱۲

فَاَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرْيَانًا يَجُرُّ ثَوْبَهٗ وَاللّٰهِ مَارَاَيْتُهٗ عُرْيَانًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ فَاعْتَنَقَهٗ وَقَبَّلَهٗ۔

(ترمذی)

تو انھوں نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم (شدت فرح اور نہایت شوق کی وجہ سے) اُن (سے ملنے) کے لیئے برہنہ (یعنی بے چادر اوڑھے) کھڑے ہوگئے (آپ چلتے جاتے) اور اپنی چادر سنبھالتے تھے حضرت عائشہؓ کہتی ہیں خدا کی قسم میں نے نہ تو اس سے پہلے کبھی آپ کو برہنہ (یعنی بغیر چادر اوڑھے ہوئے) دیکھا تھا نہ اس کے بعد ہی دیکھا الغرض پیغمبر صاحب نے انھیں گلے لگایا اور اُن کے ہاتھ اور پیشانی کو بوسہ دیا۔

عَنْ زَارِعٍ وَكَانَ فِيْ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهٗ (ابوداؤد)

زارع جو عبد القیس کے ایلچیوں میں ایک بڑے معتبر شخص تھے کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ مدینے میں آئے تو اپنی سواریوں سے جلد علیحدہ ہوکر پیغمبر صاحب کی خدمت میں دوڑے اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں کو لگے بوسے دینے [ف۱]

ف۱ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بزرگان دین کے ہاتھ پاؤں چومنے جائز ہیں ۱۲

آداب السلام

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا۔

(النساء ع ۱۳ پارہ ۵)

اور مسلمانو جب تم کو کسی طرح پر سلام کیا جائے تو تم (اس کے جواب میں) اُس سے بہتر (طور پر) سلام کرو[1] یا (کم سے کم) ویسا ہی جواب دو اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے (جیسا کروگے تم کو ویسا اجر دے گا)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ۔ (متفق علیہ)

عمرو کے بیٹے عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آداب اسلام میں سب سے بہتر ادب کون ہے فرمایا کھانا کھلانا اور آشنا اور بیگانہ کو سلام علیک کرنا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لہ جواب کی بہتری عمران کی حدیث سے جو آگے لکھی گئی ہے سمجھی جا سکتی ہے ۱۲

من المترجم حدیث اِنَّہٗ کی ضمیر کا مرجع شخص وضع کو قرار دے گا جو لفظ ضع سے مفہوم ہوتا ہے لیکن اس صورت میں اُذکر للمآل کا ثبوت نہیں۔ ہم نے سوچ کر یہ بات نکالی کہ اِنَّہٗ کی ضمیر کا مرجع قلم ہے تو حدیث کا مطلب قلم کی تعظیم ہے اس لیے کہ قلم زبان کی نیابت کرتا ہے اور اس اعتبار سے آیۃ من آیات اللہ اور خدا نے نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ میں اس کی قسم کھائی ہے ظاہر ہے کہ قلم کے لیئے کان سے بہتر تعظیم کی جگہ ہو نہیں سکتی تو قلم کے کان پر رکھنے سے قلم کی تعظیم کا حق تو ادا ہوا اب رہی انجام کار یا عاقبۃ کی یاد دہانی تو دنیا کا ذرہ ذرہ یاد دہانی کر رہا ہے مگر اس کو جس کو یادگیری کی صلاحیت ہو۔

مرد باید کہ گیرد اندر گوش — در نبشت است پند بر دیوار
کسانے کہ یزداں پرستی کنند — بر آوازِ دولاب مستی کنند

تو حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی چیز دنیا میں عاقبت کی یاد دہانی کرنے کے قابل ہے تو کاتب کے حق قلم ہے کہ قلم کے ذریعے سے کاتب کا ذہن بہ تعلق کتابت نامۂ اعمال کی طرف آسانی سے منتقل ہو سکتا ہے اور یہی عاقبت کی یاد دہانی ہے اور اسی لیئے قلم مستحق تعظیم ہے اور اس کی تعظیم کا پیرایہ کان پر رکھ لینا ہے۔

آداب مُلاقات

عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّهٗ كَانَ يَاْتِيْ ابْنَ عُمَرَ فَيَغْدُوْ مَعَهٗ اِلَى السُّوْقِ قَالَ فَاِذَا غَدَوْنَا اِلَى السُّوْقِ لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَلٰى سَقَّاطٍ وَّلَا عَلٰى صَاحِبِ بِيْعَةٍ وَّلَا مِسْكِيْنٍ وَّلَا عَلٰى اَحَدٍ اِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ الطُّفَيْلُ فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمًا فَاسْتَتْبَعَنِيْ اِلَى السُّوْقِ فَقُلْتُ لَهٗ مَا تَصْنَعُ فِي السُّوْقِ وَاَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ وَلَا تَسْاَلُ عَنِ السِّلَعِ وَلَا تَسُوْمُ بِهَا وَلَا تَجْلِسُ فِيْ مَجَالِسِ السُّوْقِ فَاجْلِسْ بِنَا هٰهُنَا نَتَحَدَّثُ فَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَا اَبَا بَطْنٍ

اُبی بن کعب کے بیٹے طفیل سے روایت ہے کہ وہ (یعنی طفیل) ابن عمرؓ کے پاس آتے اور صبح کو ابن عمرؓ کے ساتھ بازار جایا کرتے طفیل کا بیان ہے کہ جب ہم صبح کو بازار کے گرداگرد گھومتے پھرتے تو عبد اللہ بن عمرؓ نہ تو کسی ردی چیز کے بیچنے والے پر گزرتے تھے خرید و فروخت کرنے والے پر نہ مسکین و فقیر اور نہ کسی ایک شخص پر مگر اسے سلام علیک ضرور کرتے تھے طفیل کہتے ہیں ایک دن کا ذکر ہے کہ میں (حسبِ معمول) عبد اللہ بن عمر کے پاس آیا تو اُنھوں نے مجھے اپنے ساتھ بازار لے جانا چاہا میں نے عرض کیا کہ تم بازار میں جا کر کیا کرو گے تم تو کسی چیز کے بیچنے پر کھڑے ہوتے ہو نہ کسی بکتے ہوئے اسباب کی بابت دریافت کرتے ہو نہ کوئی چیز خریدنے ہو نہ بازار کے نشستگاہوں میں بیٹھتے ہو تو آپ اسی جگہ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیے کہ ہم کچھ بات چیت کریں طفیل کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر نے (میری طرف) روئے سخن کرکے فرمایا کہ اے ابو بطن (یہ طفیل کی کنیت ہے

آتا ہے کہ پیغمبر صاحب نے فیصلے میں غلطی کی۔ ہمارے نزدیک مولوی عبدالحق صاحب کی یہ توجیہ ٹھیک نہیں بلکہ صحیح توجیہ یہ ہے کہ پیغمبر صاحب نے جب بحق مدعی ڈگری دی تو مدعا علیہ نے اس لیے اظہار عجز کیا کہ مدعی کی ڈگری بھر دینے کا مجھ میں مادہ نہیں پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ ایسے عجز پر خدا ملامت کرتا ہے تجھے کوشش و ہمت عمل میں لانا چاہیئے اس پر مدعی کا مطالبہ پورا نہ ہوا تو حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ کہنا بے جا نہ ہوگا۔

آدابِ خط و کتابت

عَنِ ابْنِ الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّ الْعَلَاءَ الْحَضْرَمِيَّ كَانَ عَامِلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ إِذَا كَتَبَ إِلَيْهِ بَدَأَ بِنَفْسِهٖ

(ابوداؤد)

علاء حضرمی کے بیٹے کہتے ہیں کہ علاء حضرمی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل (صوبہ) تھے (کہ پیغمبر صاحب نے انھیں اپنے عہد میں بحرین کی صوبہ داری کا منصب عطا فرمایا تھا) ان کا عادہ تھا کہ جب پیغمبر صاحب کو خط لکھتے تو خط کو اپنے نفس سے شروع کرتے۔

مِن المنتر جم مثلاً لکھتے من العلاء بن الحضرمی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اور یہی طریقہ تھا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جب کسی کو خط لکھتے تو خط کے آغاز میں اپنا نام لکھتے پھر مکتوب الیہ کا نام پھر سلام علیک اور اس کے بعد اظہار مطلب۔ مکتوب الیہ مسلمان ہوتا تو خصوصیت کے ساتھ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ تحریر فرماتے ورنہ اس کی جگہ سلام علی من اتبع الہدیٰ۔ جیسا کہ آپ ان کے مکتوبات سے ظاہر ہوتا ہے جو آپ نے شاہِ روم ہرقل اور شاہِ فارس کسریٰ اور شاہِ حبشہ نجاشی کی طرف لکھے یہ مکتوبات اگرچہ کتب احادیث میں بشرح و بسط مذکور ہیں مگر ہم لوگوں کی تنبیہ کے لیے نمونے کے طور پر بقدر ما یتعلق بالباب پیغمبر صاحب اور آپ کے صحابہ کے دو خط نقل کرتے ہیں جن سے صاف معلوم ہو جائے گا کہ جناب پیغمبر صاحب لکھتے وقت ہمیشہ اس بات کی رعایت کرتے تھے کہ شروع خط میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد اپنا اور پھر مکتوب الیہ کا نام لیے ہوئے چند لفظوں میں تحریر فرماتے اس کے بعد سلام علیک اور سلام علیک کے بعد اپنا مطلب نہایت اختصار کے ساتھ صاف اور کھلے ہوئے لفظوں میں ظاہر کرتے بخلاف اس زمانے کے لوگوں کے کہ اُنھوں نے معاملہ بالکل برعکس کر دیا ہے اور خط و کتابت کی شان کو پیٹ بھر کر بگاڑ رکھا ہے خط کے سرنامے پر مکتوب الیہ کے اوصاف اور کبھی اُس کا نام نہایت مبالغہ آمیز اور وزنی القاب و آداب کے ساتھ دور تک لکھتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد آداب و تسلیمات اور اشتیاق ملاقات کے اظہار میں نصف خط کے بھر دینے پر بھی بس نہیں کرتے۔ اور جب اس سے فارغ ہوتے اور خط میں کچھ جگہ باقی رہتی ہے تو پیچدار اور نامفہوم المعانی الفاظ میں اپنا مطلب ادا کرنے کی کوشش کرتے اور آخر میں اپنا نام نہایت عریض و طویل لکھ کر خط کو تمام کرتے ہیں حالانکہ جناب پیغمبر صاحب ورنہ صرف پیغمبر صاحب بلکہ انبیاء سابقین کے خط و کتابت کی شان وہی تھی کہ جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا۔ دیکھو جب حضرت سلیمان علیہ و علیٰ نبینا السلام نے سبا کی شہزادی کو ہُدہُد کی معرفت خط بھیجا تو اس کو کس شان کے ساتھ شروع کیا اور کس طریقے پر ختم کیا اور کس طرح پر اپنا مطلب ادا کیا۔ قرآن مجید کی سورہ نمل کے رکوع ایک اور

وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ إِذَا تَقَاضَى إِلَيْكَ رَجُلَانِ فَلَا تَقْضِ لِلْأَوَّلِ حَتَّى تَسْمَعَ كَلَامَ الْآخَرِ فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يَتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ قَالَ فَمَا شَكَكْتُ فِي قَضَاءٍ بَعْدُ

(ترمذی)

اور تمھاری زبان کو (حق بات پر) ثابت و برقرار رکھے گا بعد ازاں پیغمبر صاحب نے طریق قضا کی تعلیم کی اور فرمایا کہ جب دو آدمی تمھاری طرف تصفیہ پیش کریں (اور ان میں کا ایک شخص اظہار مدعا کر چکے) تو جب تک تم دوسرے کی بات نہ سن لو اول شخص کے موافق فیصلہ نہ کرو کیونکہ یہ صورت اس بات کے لائق تر ہے کہ تمھارے لئے فیصلے کی پوری کیفیت ظاہر ہو جائے حضرت علی کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے فیصلے میں کبھی شبہ ہی نہیں ہوا۔

عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْخَصْمَيْنِ يُقْعَدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَاكِمِ (ابو داؤد)

ابن زبیر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں کو حاکم کے سامنے بٹھلایا جائے[ف۱]

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقَالَ الْمَقْضِيُّ عَلَيْهِ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَلُومُ عَلَى الْعَجْزِ وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْكَيْسِ فَإِذَا غَلَبَكَ أَمْرٌ فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ + (ابو داؤد)

مالک کے بیٹے عوف سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں میں فیصلہ کیا تو جس کے برخلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے (از روئے غم و حسرت) کہا خدا مجھے بس کرتا ہے اور وہی اچھا کارساز ہے جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ اس آدمی کو ملامت کرتا ہے جو فکر و تدبیر سے عاجز رہتا ہے تجھے ہوشیاری و بیداری عمل میں لانی چاہیئے ہاں اس کے بعد بھی اگر کوئی کام تجھ پر غالب آجائے اور تو بالکل عاجز ہو جائے اس صورت میں حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ کہنا چاہیئے

ف۱ تاکہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں میں مساوات ملحوظ رہے نہ یہ کہ قاضی صاحب ایک کو اپنی بغل میں بٹھالیں اور دوسرے کو سامنے کھڑا رکھیں ۱۲

من المترجم مولوی عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب اشعۃ اللمعات میں اس حدیث کی توجیہ اس طرح پر کی ہے کہ معاملہ قرضہ کا تھا پیغمبر صاحب نے مدعی کو ڈگری دے دی مدعا علیہ نے کہا حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ جس کے یہ معنی ہیں کہ مدعی میرا مال ناحق لے گیا مگر اس توجیہ سے ابہام ہوتا ہے کہ پیغمبر صاحب نے صرف مدعی کا بیان سن کر مدعا علیہ کے اوپر ڈگری کر دی اور اس سے لازم

اسلام میں پونہچے تو ابوسفیان نے پیغمبر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا اور عباس نے اُس کی بہت کچھ سفارش کی پیغمبر صاحب نے ابوسفیان کو امان دے مکّے جانے کی اجازت دی اور ازروئے رحم و مہربانی یہ بھی فرما دیا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا یا اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے خاموش بیٹھ جائے گا یا حرم کعبہ میں پناہ لے گا یا ہتھیار ڈال دے گا اُس کو امن دیا جائے گا۔ الغرض نماز فجر کے بعد پیغمبر صاحب نے لشکرِ اسلام کے سرداروں کو مکّے کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس موقع پر خالد بن الولید سب سے پیش پیش تھے۔ عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن اُمیہ نے خالد کے مقدمۃ الجیش کا خفیف سا مقابلہ کیا اور چند مسلمان شہید ہو گئے مگر کفّار قریش کے ستر آدمی مارے گئے اور بقیۃ السیف بھاگ کھڑے ہوئے پھر کسی نے لشکرِ اسلام کا مقابلہ نہیں کیا اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بے روک ٹوک اونٹ پر سوار مکّے میں داخل ہوئے سب سے پہلے طواف کعبہ کیا پھر قریش کے بتوں کو جو حرم کعبہ میں جا بجا نصب تھے توڑنا شروع کیا۔ آپ آیۂ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا پڑھتے اور بتوں کو توڑتے جاتے تھے۔ اب صرف وہ بُت باقی رہ گئے جو کعبہ کی اونچی دیواروں پر نصب تھے اور وہاں تک ہاتھ نہ پونہچ سکتا تھا حضرت علی نے عرض کیا کہ میرے کندھوں پر پاؤں رکھ لیجیے۔ اور انھیں بھی توڑ ڈالیے پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تم میرے کندھوں پر کھڑے ہو کر ایسا کرو چنانچہ حضرت علی نے اُن تمام بتوں کو توڑ ڈالا۔ کعبے کے اندر نوشتوں اور پیغمبروں کی کچھ تصویریں بھی منقوش تھیں پیغمبر صاحب نے حضرت فاروق کو اُن کے مٹا دینے کا حکم فرمایا اور اُنھوں نے اُن کو مٹا دیا مگر حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل کی تصویروں کے مٹانے میں اُنھیں تامل ہوا۔ اور آخر کار خود پیغمبر صاحب نے اپنے ہاتھ سے اُنھیں مٹا چھوڑا۔ ازاں بعد آپ مکّیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اِذْھَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ چند لوگ جو نہایت مفسد اور واجب القتل تھے اُن میں سے چار آدمی قصاصاً قتل کیے گئے اور باقی معاف کر دیے گئے۔ لوگ تھے کہ جوق جوق پیغمبر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے اور بطیبِ خاطر مسلمان ہوتے تھے آپ اُن سے اس شرط پر بیعت کر رہے تھے کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں گے قتل ناحق کے مرتکب نہ ہوں گے چوری زنا نہ کریں گے بیٹیوں کو قتل نہ کریں گے کسی پر بہتان نہ لگائیں گے اور تمام امورِ حقّہ میں آپ کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کیے رہیں گے۔ اسی موقع پر آپ عورتوں سے بھی ان ہی شرائط پر بیعت لے رہے تھے مگر اُن کے ساتھ چند باتیں خصوصیت کے ساتھ زیادہ کرتے تھے۔ کہ کسی کے سوگ میں بال اور مونہ نہ نوچیں گی اور نہ طمانچوں سے پیٹیں گی نہ گریبان چاک کریں گی نہ چلّا کر روئیں گی نہ قبر پر سوگواری کے لیے بیٹھیں گی اب بلال بن رباح نے کعبے کی چھت پر چڑھ کر باآوازِ بلند کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اس وقت خدا کی توحید اور پیغمبر صاحب کی رسالتِ حقّہ کی منادی کی صدا سے سارا جنگل گونج اُٹھا اور خدا کی عظمت و جلال کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بج گیا ہمیں اس مقام پر مکّے کا مختصر جغرافیہ دینا بھی ضرور ہے تاکہ مکّے کے متعلق جو ضروری باتیں اس عنوان میں بیان کی گئی ہیں خواص و عوام کے نزدیک مفہوم ہوں۔

مکّہ نام ہے ایک شہر کا جہاں خانۂ کعبہ واقع ہے۔ خانۂ کعبہ اصل میں ایک چوکھونٹی عمارت ہے اور اس کے گرداگرد بہت سی عالی شان عمارتیں ہیں جو مسجد الحرام کے نام سے مشہور ہیں۔ مسجد الحرام کے ارد گرد ہر چہار طرف آبادی پھیلتی چلی گئی ہے جسے حرم کہتے ہیں۔ حدودِ حرم ہر جانب میں مختلف ہیں اور اس بات کی شناخت کے لیے کہ یہاں تک حدّ حرم ہے ہر طرف منارے نصب

لِقَیْنِہِمْ وَلِبُیُوْتِہِمْ فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ (بخاری)	کیونکہ وہ لُہاروں اور گھر کی چھتوں میں کام آتی ہے پیغمبر صاحب نے فرمایا ہاں اذخر کو مستثنٰی کرتا ہوں۔

من المترجم اس حدیث میں فتح مکّہ کے دن کی طرف اشارہ ہے اور فتح مکّہ کا قصّہ بطریقِ اختصار یہ ہے کہ معاہدہ حدیبیہ[1] میں جہاں اور شرطیں تھیں اُن میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو لوگ اس معاہدے میں جناب پیغمبر صاحب کے ساتھ شامل ہونا چاہیں ہو جائیں۔ اور جو قومیں قریش کے معاہدے میں داخل ہونا پسند کریں اُن کے ساتھ ہو جائیں چنانچہ بنو خزاعہ پیغمبر صاحب کے ساتھ اور بنو بکر قریش کے ساتھ معاہدے میں شریک ہوئے مگر ابھی پورے دو سال بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ بنو بکر نے بنو خزاعہ کے ساتھ اپنی قدیمی عداوت کو تازہ کیا اور آغازِ زمانۂ اسلام سے جو لڑائی موقوف تھی اُسے دفعۃً بھڑکا دیا۔ نوفل بن معاویہ دَئلی نے بنو خزاعہ پر حملہ کیا اور چند آدمی مارے گئے۔ قریش نے شرائطِ معاہدہ کے برخلاف بنو بکر کی مدد کے لیے ہتھیار بھی بھیجے اور بعض سردارانِ قریش بہ تبدیلِ لباس بنو بکر کے ساتھ ہو کر شریکِ لڑائی بھی ہوئے آخرکار بنو خزاعہ کو شکست ہوئی اور وہ یہاں تک عاجز ہوئے کہ حرمِ کعبہ میں پناہ گزیں ہوئے مگر نوفل نے وہاں بھی اُن کا پیچھا نہ چھوڑا اور تعاقب کرتا ہوا حرم میں پہنچا۔ بنو خزاعہ نے مجبور ہو کر بدیل بن ورقا کی پناہ لی۔ اور ادھر عمرو بن سالم کو استغاثہ کے لیے پیغمبر صاحب کی خدمت میں بھیجا۔ قریش عہد شکنی کرنے کو کر بیٹھے مگر فوراً ہی یہ اندیشہ ہوا کہ پیغمبر صاحب یہ خبر سنیں گے تو ضرور اس کی تلافی میں کوشش کریں گے اس لیے ابوسفیان معذرت کرنے کے لیے مدینے میں آیا اور پیغمبر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر بہت کچھ معذرت کی اور دوبارہ عہد قائم کرنے کی درخواست کی مگر پیغمبر صاحب نے ایک نہ سُنی اور سُننے کے قابل بھی نہ تھی کیونکہ قریش نے بنو خزاعہ کے بہت سے لوگوں کو قتل کر ڈالا تھا اور انتہا درجے کے جور و ظلم کیے تھے تو یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ باوجود اس ظلم و زیادتی اور کشت و خون کے درگزر کیا جاتا اور از سرِ نو جدید معاہدہ قائم کیا جاتا۔ پس جناب پیغمبر صاحب نے فوراً لشکروں کے جمع ہونے کا حکم صادر فرمایا اور مکّے کے تمام رستوں کی ناکہ بندی کر دی گئی ۸ سنہ ہجری رمضان کے مہینے میں پیغمبر صاحب دس ہزار فوج لے کر مدینے سے نکلے اور جب مکّہ کے قریب مَرّ الظہران موضع میں تشریف فرما ہوئے تو سردارانِ لشکر کو حکم دیا کہ شب کو اپنے اپنے خیموں کے آگے آگ روشن رکھیں ابھی تک قریش اگرچہ بالکل بے خبر تھے مگر اُنھیں پیغمبر صاحب کی طرف سے اطمینان بھی نہ تھا اس لیے قریش مدینے کی راہوں میں لوگوں کو بھیجتے رہتے اور ہمیشہ چوکنّے رہتے تھے۔ ایک رات ابوسفیان اور بدیل اور حکیم بن حزام جو تفحّصِ حال پر مامور تھے ادھر آ نکلے اور مدینے کی جانب ایک ٹیلے پر آگ روشن دیکھ کر نہایت حیران ہوئے کہ یہ آگ کیسی ہے اسی اثنا میں پیغمبر صاحب کے چچا عباس بن عبد المطلب جو اسی سفر میں پیغمبر صاحب کے ساتھ شریک ہو گئے تھے اُن کو خیال ہوا کہ اگر یہ لشکرِ جرّار بے خبری کی حالت میں مکّے میں پہنچ گیا تو قریش بالکل برباد ہو جائیں گے اس خیال سے وہ سوار ہو کر مکّے کی طرف بڑھے کہ کوئی آتا جاتا مل جائے تو قریش کو مطلع کر دیں اور وہ پیغمبر صاحب سے امان حاصل کر لیں اتنے میں ابوسفیان کی آواز ان کے کان میں پہنچی انھوں نے اس کا نام لے کر پکارا ابوسفیان پاس آیا تو عباس بن عبد المطلب نے سارا راز ظاہر کر دیا جس کو سن کر ابوسفیان کے ہوش جاتے رہے اور اُنھیں بجز اس کے اور کچھ کرتے ہی نہ بن پڑا کہ عباس کے کہنے کے مطابق اُن کے پیچھے بیٹھ لیا۔ دونوں لشکر

[1] حدیبیہ کا پورا قصّہ اور معاہدے کی تصریح اسی حصے کے بابِ حقوقِ پیغمبر صلعم میں عنوان "اطاعت" کے ذیل میں پڑھو ۱۲

عِنْدَ كُلِّ سَارِيَةٍ فَدَعَا وَلَمْ يُصَلِّ وَعِنْدَ النَّسَائِيِّ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَسَبَّحَ فِيْ نَوَاحِيْهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَ ٭

تو آپ نے ہر ستون کے پاس کھڑے ہو کر دعا کی اور نماز نہیں پڑھی۔ نسائی کی روایت میں ہے کہ پیغمبر صاحب کعبے کے اندر تشریف لے گئے اور اُس کی تمام سمتوں میں تسبیح کہی اور نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ باہر تشریف لے آئے۔

عَنْ طَارِقِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ قَالَتْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا جَاءَ مَكَانًا فِيْ دَارِ يَعْلٰى اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَدَعَا ٭ (نسائی)

علقمہ کے بیٹے طارق اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب یعلیٰ کی حویلی میں اُس جگہ تک پہنچتے (جہاں سے خانۂ کعبہ دکھائی دیتا ہے) تو آپ قبلے کی طرف رُخ کر لیتے اور دعا مانگتے

ؔ جن دنوں کا یہ ذکر ہے اُس وقت یہاں ایک سرائے تھی جو دار یعلیٰ کے نام سے مشہور تھی یہاں سے خانۂ کعبہ نمایاں طور پر دکھائی دینے لگتا ہے ۱۲

آدابِ مکہ ومدینۃ الرسول

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاِنَّهٗ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهٗ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهٗ وَلَا يُلْتَقَطُ لُقَطَتُهٗ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّهٗ

ابن عباس کہتے ہیں کہ فتح مکّہ کے دن جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شہر (مکّہ) کو خدا نے اُسی روز سے قابل تعظیم و تکریم ٹھیرا دیا ہے جس دن اُس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا (یعنی مکّے کی تحریم و تعظیم قدیمی ہے) تو وہ خدا کی تعظیم کی وجہ سے قیامت تک قابل تعظیم رہے گا۔ مجھ سے پہلے کبھی کسی کے لیے اُس میں کشت و خون کرنا حلال نہیں ہوا تھا اور مجھے بھی صرف دن کی ایک ساعت کے لیے حلال ہوا تو اب وہ خدا کی حرمت کی وجہ سے قیامت کے دن تک حرام رہے گا (اور شہر مکّہ کے حرام ہونے کے یہ معنے ہیں) کہ اُس کا کانٹا تک نہ توڑا جائے (چہ جائے کہ درخت) اور نہ اُس کے شکار کا تعاقب کیا جائے اور نہ اُس میں گرا پڑا مال اُٹھایا جائے ہاں اُس شخص کو اُٹھانا جائز ہے جو اُس کا اعلان کرتا پھرے اور نہ اُس کی گھاس اُکھاڑی جائے اس پر عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ اذخر گھاس کو تو مستثنیٰ کر لیجیے

عَنْ اَبِی مُوسٰی قَالَ کُنَّا فِی سَفَرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَجْهَرُوْنَ بِالتَّکْبِیْرِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبِعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّکُمْ تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا وَّھُوَ مَعَکُمْ وَالَّذِیْ تَدْعُوْنَہٗ اَقْرَبُ اِلٰی اَحَدِکُمْ مِنْ عُنُقِ رَاحِلَتِہٖ ٭ (اخرجہ الستۃ)

ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ ہم (صحابی) ایک سفر میں تھے لوگوں نے پکار پکار کر اللہ اکبر کہنا شروع کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) نرمی و آہستگی اختیار کرو تم کسی بہرے اور آنکھ سے اوجھل کو تو پکارتے نہیں تم اُس سنتے دیکھتے کو پکارتے ہو جو (ہر وقت اور ہر جگہ) تمھارے ساتھ اور (نیز) اُس کو پکارتے ہو جو تم سے تمھاری اونٹنی کی گردن سے بھی زیادہ قریب ہے ف۱

عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَیَدَعُ مَا سِوٰی ذٰلِکَ ٭ (ابو داؤد)

اُم المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دعاؤں میں سے جامع دعاؤں کو پسند کرکے اختیار فرماتے ف۲ اور اُن کے علاوہ اَور کو ترک کر دیتے تھے ٭

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْجِبُہٗ اَنْ یَّدْعُوَ ثَلَاثًا وَّیَسْتَغْفِرَ ثَلَاثًا (ابو داؤد)

ابن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند تھی کہ (جب دُعا کرنے تو) تین دفعہ دعا کرتے اور تین ہی دفعہ استغفار پڑھتے ف۳

ف۱ چلّانا خدا کی عظمت اور شانِ دُعا دونوں کے خلاف ہے اور مظنہ ریا بھی ہے باایں ہمہ مشائخ کے یہاں ذکر جہر بھی ہے اس میں کوئی مصلحت ہوگی اور شاید وہ مصلحت رفع غفلت اور جوش کا پیدا کرنا ہو ۱۲ ف۲ جیسے مثلاً ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ اور اللّٰہم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی وارزقنی اور جیسے پیغمبر صاحب نے سل ربک العافیۃ والمعافاۃ اور اللھم ارزقنی حبک وحب من ینفعنی حبہ عندک اور اللھم زدنا ولا تنقصنا واکرمنا ولا تھنا واعطنا ولا تحرمنا وآثرنا ولا تؤثر علینا وارضنا وارض عنا اور اللھم انی اسالک الصحۃ والعفۃ والامانۃ وحسن الخلق والرضا بالقدر اور اللھم انی اسالک علما نافعا وعملا متقبلا ورزقا طیبا وغیرہ وغیرہ اور یہ دعائیں معہ ترجمہ حصۂ اول حقوق اللہ کے باب دعا میں دیکھو ۱۲ ف۳ تین کے عدد کو یہ شرف ہے کہ طاق ہے اور اللہ وتر یحب الوتر مناسبت رکھتا ہے اور اسی لئے وضو میں مُونھ ہاتھ تین تین بار دھوئے جاتے ہیں اور نماز کے رکوع و سجود میں تسبیح بھی تین تین بار کہی جاتی ہے ۱۲

من المترجم ہم نے اس باب میں صرف دو حدیثیں لی ہیں جن سے آداب دعا مستنبط ہوتے ہیں رہے اقسام دعا کہ کن کن مواقع پر کون کون دعائیں مانگنی چاہئیں یہ ہم حقوق اللہ کے دوسرے باب اعمال لسانی میں بعنوان دعا نہایت تفصیل و توضیح کے ساتھ بیان کر آئے ہیں وہاں ہر موقع اور ہر مطلب کی دعا ہے اور دعا کے ساتھ اُس کا ترجمہ۔ اس باب کے ساتھ اُسے بھی ملا کر

فَلَا تَجْعَلُوْنِیْ کَقَدَحِ الرَّاکِبِ صَلُّوْا عَلَیَّ اَوَّلَ الدُّعَاءِ وَاَوْسَطِہٖ وَاٰخِرِہٖ (ترمذی)

تو تم مجھے سوار کے پیالے کی طرح ملے کا نہ چھوڑ دو دعا سے پہلے اور دعا کے بیچ میں اور دعا کے آخر میں مجھ پر درود پڑھ لیا کرو ف۱

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا لِاَحَدٍ بَدَأَ بِنَفْسِہٖ (ترمذی)

اُبی بن کعب کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے لیئے دعا کرتے تو اپنے نفس سے شروع کرتے تھے (یعنی پہلے اپنے لیئے دعا کرتے تھے پھر اُس کے لیئے) ف۲

عَنْ اَبِیْ زُھَیْرِ النُّمَیْرِیِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فَاَتَیْنَا عَلٰی رَجُلٍ قَدْ اَلَحَّ فِی الْمَسْئَلَۃِ فَوَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْمَعُ مِنْہُ فَقَالَ اَوْجَبَ اِنْ خَتَمَ فَقِیْلَ بِاَیِّ شَیْءٍ یَخْتِمُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِاٰمِیْنَ وَانْصَرَفَ فَقِیْلَ لِلرَّجُلِ یَا فُلَانُ اَخْتِمْ بِاٰمِیْنَ وَ اَبْشِرْ + (ابوداؤد)

ابو زہیر نمیری کہتے ہیں کہ ہم (چند صحابی) ایک رات جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے اور ہمارا گذر ایک ایسے شخص پر ہوا جو دعا میں سخت اصرار کر رہا تھا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی دعا سننے کھڑے ہوگئے اور لگے فرمانے کہ یہ شخص اپنا کام کر چکا اگر (دعا پر) مہر لگا دی کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ (دعا پر) کس چیز کی مہر لگا دی جاتی ہے فرمایا آمین کی ف۳ (یہ کہہ کر پیغمبر صاحب (وہاں سے) پھرے اور کسی نے اُس شخص سے کہا کہ اے شخص تو (اپنی دعا کو) آمین پر ختم کر اور خوش ہو کہ تیری دعا قبول ہوئی)

ف۱ عمر اصل میں اُس چھوٹے سے پیالے کو کہتے ہیں جو مسافر کے ساتھ رہتا ہے اور سوار کا قاعدہ ہوتا ہے کہ کوچ کے وقت پہلے اپنا اسباب اور توشہ سواری پر لادتا ہے اور پیالے کی طرف چنداں التفات نہیں کرتا ضروری چیزیں لاد لیتا ہے تو چلتے وقت پیالے کو اُٹھا تا ہے گویا وہ پیالے کو غیر ضروری چیز سمجھتا ہے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ لوگو تم مجھ پر درود پڑھنے کو تبعاً اور غیر ضروری نہ سمجھو ۱۲

ف۲ سائلوں کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ عزیز چیزوں کا واسطہ دلا کر مانگا کرتے ہیں ایک سائل دروازے پر آیا کرتا ہے اُس کی یہی صدا ہے بڑے بچوں کا صدقہ دین ایمان کا صدقہ پس پیغمبر صاحب پر درود بھیجنا گویا خدا کو اُس کے محبوب کا واسطہ دلانا ہے ۱۲

ف۲ اللہ اللہ کیا شان عبودیت ہے کہ ہمہ وقت خدا کے فضل کی لو لگائے رہتے تھے کسی کے مطلب کی تقریب ہاتھ آئی اور اپنی حاجت لے دوڑے اوّل خویش بعدہ درویش ۱۲

ف۳ لفظ آمین دعا کا دوہرا نام ہے کہ جو مانگتے ہیں وہ دعا تفصیل اور آمین اُسی کا اجمال ہے ۱۲

قَالَ جَوْفَ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَةِ ✤ (ترمذی)

فرمایا جو آخر شب میں (صبح کے قریب) ف اور فرض نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد کی جاتی ہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُرَدُّ الدُّعَاءُ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ قِيلَ مَاذَا نَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ سَلُوا اللّٰهَ تَعَالَى الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ✤ (ترمذی ابوداؤد)

انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان اور تکبیر کے بیچ میں جو دعا کی جاتی ہے وہ رد نہیں کی جاتی کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اُس وقت کیا کہیں فرمایا دنیاوی و اُخروی عافیت مانگو ف۲

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ (مسلم)

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ سب سے زیادہ قریب اپنے پروردگار سے سجدے کی حالت میں ہوتا ہے تو (اس حالت میں) بہت دعا کیا کرو ف۳

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلُوا اللّٰهَ تَعَالَى بِبُطُونِ أَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْأَلُوهُ بِظُهُورِهَا فَإِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوا بِهَا وُجُوهَكُمْ ✤ (ابوداؤد)

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہتیلیوں کو مونہ کے سامنے رکھ کر خدا سے (دعا) مانگو ہتیلیوں کی پشت مونہ کے سامنے رکھ کر نہ مانگو پھر جب (دعا سے) فارغ ہو جاؤ تو ہاتھوں کو مونہوں پر مل لو ف۴

ف خدا نے رات کو سونے اور آرام کرنے کے لئے بنایا ہے اور جس کام کے لئے بنایا ہے لوگ اُس سے وہی کام لے رہے ہیں آدھی رات تک تو خیر آدھی رات کے بعد ایک جھونکا عالم ہوتا ہے اور یہی سناٹا یکسوئی خاطر اور حضور قلب کے لئے وقت مناسب ہے جس کو مقبولیت دعا میں دخل عظیم ہے اور یہ آزمودہ بات ہے آخر شب میں قریب صبح کی خصوصیت بڑھی ہوئی ہے کہ فیضانِ الٰہی گویا از سر نو جان بخشی کے لئے مستعد ہوتا ہے ۱۲ ف۲ نمازی اذان سُنکر عبادت کے لئے تیاری کرنے لگتے ہیں تیاری بھی عبادت کی تمہید ہے اور یہ اُسی کی برکت ہے کہ اس وقت کی دعا کو شرف اجابت بخشا گیا ہے ۱۲ ف۳ سجدہ نہایت تذلل کی حالت ہے اور یہی وہ ادا ہے جو خدا کو بھاتی ہے اور اس حالت کی دعا بے شک اَولیٰ بالقبول ہوئی چاہیئے ۱۲ ف۴ یہ تو بالکل سائلوں کی سی صورت بتاتا ہے ابھی تک مانگنے والے ہاتھ پھیلا پھیلا کر مانگا کرتے ہیں رہا ہاتھوں کا مونہ پر پھیرنا وہ اُن کلمات سے جو دعا کرتے وقت زبان سے نکلے ہیں برکت کا حاصل کرنا ہے اور لوگ تو دعا کے بعد سینے پر بھی دم کر لیا کرتے ہیں اور اس کا بھی وہی مطلب ہے کہ سانس میں شفا ہے ہم تو اس خوش عقیدگی کو پسند کرتے ہیں ۱۲ ✤

عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرؤا القرآن بلحون العرب واصواتہا وایاکم ولحون اہل العشق ولحون اہل الکتابین وسیجیٔ بعدی قوم یرجعون بالقرآن ترجیع الغناء والنوح لا یجاوز حناجرہم مفتونۃ قلوبہم وقلوب الذین یعجبہم شانہم ۔ (مشکوٰۃ)

حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) قرآن عرب کی آوازوں اور لہجوں میں پڑھو اور اہل عشق کے لہجوں اور یہودیوں اور عیسائیوں کے لہجوں سے اپنے تئیں دُور رکھو۔ میرے بعد عنقریب ایک قوم آتی ہے جو قرآن کے پڑھنے میں اُسی طرح گٹ کڑی کی آوازیں نکالیں گے جیسے لوگ راگ اور نوحوں میں گٹ کڑی کی آوازیں نکالتے ہیں قرآن ان کے گلوں سے کبھی تجاوز نہیں کرے گا اور چہ جائیکہ دل میں بیٹھے ان کے دل اور (ان کے ساتھ) اُن لوگوں کے دل جن کو ان کا حال بھلا لگتا ہوگا مبتلائے فتنہ ہوں گے۔

من المترجم عرب کے لوگ جو ہندوستان میں آ نکلتے ہیں اُن کو تو قرآن پڑھتے سُنا ہے مصریوں کا لہجہ الگ ہے مکے والوں کا الگ کتابت میں ان لحنوں کی نقل ہو نہیں سکتی رہے یہودی اُن کے معلوم نہیں کسی کو سُننے کا اتفاق نہیں ہوا عیسائی انگریزی باجوں پر آیات الٰہی کو گاتے ہیں ہمارے یہاں مرثیہ خواں نوحہ خواں گانے کی طرح پڑھتے ہیں اہل عجم کی نوحہ خوانی کا لہجہ خاص ہے اور وہ بھی راگ سے مشابہ ہے۔ حاصل حدیث یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے پڑھنے میں راگ چھو نہ جائے ورنہ سُننے والوں کی طبیعتیں مصروف نغمہ ہوں گی اور نغمہ حارث ہوگا۔ توجہ الی المعانی سے جو قرات کا اصل مقصود ہے۔

گر تو قرآں بدیں نمط خوانی ۔۔۔ ببری رونق مسلمانی

آداب الدعاء

عن معاذ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مسلم یبیت علی طہر ذاکر اللہ تعالیٰ فیتعار من اللیل فیسال اللہ تعالیٰ خیرا من الدنیا والآخرۃ الا اعطاہ ایاہ (ابوداؤد)

معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی سا مسلمان بھی خدا کو یاد کرتے کرتے بحالت طہارت سو جائے پھر رات کو جاگ اُٹھے اور خدا سے دنیاوی و اُخروی بھلائی مانگے تو خدا اُسے وہ بھلائی ضرور عطا فرماتا ہے۔

عن ابی امامۃ قال قیل یا رسول اللہ ای الدعاء اسمع

ابو امامہ کہتے ہیں کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ کون سی دعا جلد قبول ہوتی

ہے

نَسِيْتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ يُقُوْلُ نُسِّيَ وَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِّنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ۔

(صحیحین)

ہیں فلاں فلاں آیت بھول گیا یوں کہنا چاہئے کہ بھلا دیا گیا ف اور قرآن کو ہمیشہ پڑھنے کے ساتھ) یاد رکھو کیونکہ قرآن چارپائے جانوروں کے بھاگ جانے سے بھی زیادہ آدمیوں کے سینوں سے نکل جانے والا ہے (یعنی چارپایوں کی اگر حفاظت نہ کروگے وہ بھاگ جائیں گے اسی طرح قرآن کی حفاظت نہ ہوگی تو دل سے محو ہو جائے گا)

ف نسیان کو اپنی طرف منسوب کرنا موہم استخفاف آیت ہے اور استخفاف موہم سوء ادب اور اسی وجہ سے حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے سورۂ کہف کے نویں رکوع میں حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کا قصہ بڑی وضاحت کے ساتھ موجود اور ہماری اس کتاب کے دوسرے حصے حقوق العباد کے حقوق علماء کے ذیل میں مفصل مذکور ہے وہاں ایک آیت ہے وَمَا أَنْسَانِيْهُ إِلَّا الشَّيْطٰنُ أَنْ أَذْكُرَهٗ یہ موسیٰ علیہ السلام کے خادم یوشع کا مقولہ ہے کہ جب وہ مچھلی کے غائب ہو جانے کا قصہ حضرت موسیٰ سے ذکر کرنا بھول گئے تو یاد آنے پر حضرت موسیٰ سے عرض کیا کہ شیطان ہی نے مجھکو بھلا دیا کہ میں آپ سے) اس کا تذکرہ کرتا ہمیں اس آیت سے صرف یہ بات استنباط کرنی ہے کہ یوشع نے نسیان کو اپنی طرف منسوب کرنے میں استخفاف سمجھا اور اسے شیطان کی طرف منسوب کیا ۱۲

من المترجم ہم اپنے بچپن میں دیکھتے تھے کہ لکھے ہوئے کاغذ کا پرزہ زمین میں پڑا ہوتا تو اٹھا کر چوما ماتھے چڑھایا اور کنارے رکھ دیا تو ان دلوں نہ کاغذ کی اتنی افراط تھی نہ چھاپے تھے اور اب تو یہ حال ہے کہ انگریزی تو انگریزی اردو کے اخبار وں اور پادریوں کی مذہبی کتابوں کی جوتی کے تلے کی سزا بھی قدر نہیں کیجاتی ۔ ہم کو تو لوگوں کی یہ ایک ادا ایک آن نہیں بھاتی کاغذ کا ادب کاغذ یا نقوش کا ادب نہیں ہے بلکہ علم کا ادب ہے اور احتیاط اسی کی مقتضی ہے کیونکہ ممکن ہے کہ کتاب میں خدا رسول کا یا کسی بزرگ کا نام ہو اور اکثر ہوتا ہے ۔

آدابِ تلاوت[1]

عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهٗ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ثُمَّ يَقِفُ ثُمَّ يَقُوْلُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثُمَّ يَقِفُ ثُمَّ يَقُوْلُ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (ترمذی)

ابن ابی ملیکہ ام المومنین بی بی ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم حروف وکلمات کو الگ الگ کرکے پڑھتے تھے (مثلاً) فرماتے الحمد للہ رب العالمین یہاں تک پہنچ کر ٹھیر جاتے پھر فرماتے الرحمن الرحیم یہاں بھی ٹھہر جاتے پھر کہتے مالک یوم الدین اسی طرح آخر سورت تک پڑھتے

[1] آداب تلاوت کا مفصل باب حصۂ اول حقوق اللہ کے باب حقوق القرآن کے ذیل میں بعنوان "آداب التلاوۃ" گزر چکا مزید توضیح کے لیے اسکے ساتھ اسے بھی

آداب المصحف

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ ۝ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (واقعہ ع ۳ پارہ ۲۷)

سو ہم (شہاب) ستاروں کے ٹوٹنے کی قسم کھاتے ہیں ف ۱ اور سمجھو تو یہ (بہت ہی) بڑی قسم ہے ف ۲ کہ یہ (قرآن) بڑی قدر و منزلت کا قرآن ہے (اور ہمارے ہاں) احتیاط سے رکھی ہوئی کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں رکھا ہوا (موجود) ہے (اور) پاک فرشتوں کے سوا کوئی اس کو ہاتھ نہیں لگانے پاتا (اور اسی کی نقل یہ قرآن ہے جو) پروردگار عالم کی طرف سے (پیغمبر آخر الزماں پر) نازل ہوا ہے۔

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝ فِیْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِاَيْدِیْ سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝ (پارہ عبس ۳۰)

سنو جی! قرآن تو سر تا سر نصیحت ہے پس جو چاہے اس کو سوچے سمجھے (اور ہمارے ہاں وہ لوح محفوظ کے) اوراق میں (لکھا ہوا ہے) جن کی تعظیم کی جاتی ہے (اور وہ) اونچی جگہ رکھے ہوئے ہیں (اور) پاک رہیں اور ایسے لکھنے والوں (یعنی فرشتوں) کے ہاتھوں میں (رہتے ہیں) جو بزرگ (اور) نیکو کار ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰی اَرْضِ الْعَدُوِّ ۔ (صحیحین)

ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے ملک میں قرآن کو ساتھ لے جانے سے منع فرمایا

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ لَا تُسَافِرُوْا بِالْقُرْاٰنِ فَاِنِّیْ لَآ اٰمَنُ اَنْ يَّنَالَهُ الْعَدُوُّ ۔

اور مسلم کی روایت میں یوں آیا ہے کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا (لوگو!) قرآن کو ساتھ لے کر سفر نہ کرو کیونکہ میں اس سے مطمئن نہیں ہوں کہ دشمن اسے پالیں (اور اس کی توہین کریں)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَمَا لِاَحَدِكُمْ اَنْ يَّقُوْلَ

حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں برا وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ

ف ۱ نجوم سے تو ہم نے شہاب مراد لیے اور لفظ مواقع سے ان کا ٹوٹنا اور بعض مفسرین نے نجوم سے عام ستارے مراد لیے ہیں اور مواقع سے ان کے مقامات یا رستے یا ان کے طلوع و غروب کی جگہ ۱۲ ف ۲ خدا جب مخلوقات میں سے کسی کی قسم کھاتا ہے تو گویا وہ اپنی قدرت کی قسم کھاتا ہے۔ اور خدا کی جتنی صفات ہیں سب لازم ذات ہیں تو گویا اپنی ذات کی قسم کھاتا ہے اور ظاہر ہے کہ خدا کی قسم سب قسموں میں بڑی قسم ہے یا یہ معنی ہیں کہ مطلق خدا کی قسم کھانا خود ایک بڑی بات ہے ۱۲

پہلی دو صدی سے ہونے لگی ہے۔ معانی قرآن کی طرف سے تو پہلے ہی غفلت کی جاتی تھی اب الفاظ کے ساتھ بھی ویسا ہی برتاؤ ہونے لگا تو اس کے یہ معنے کہ مسلمان قرآن کے ساتھ کسی طرح کا سروکار رکھنا نہیں چاہتے مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ[1] ہم نے کہا کہ معانی قرآن کی طرف سے تو پہلے ہی غفلت کی جاتی تھی اس کا ثبوت یہ ہے کہ قرآن کا سمجھنا جیسا کہ سمجھنے کا حق ہے موقوف ہے زبان عربی کے جاننے پر اور زبان عربی کچھ تو فی نفسہٖ مشکل زبان ہے ہم ہندیوں کو صرف ونحو کے بدون آ نہیں سکتی اور قواعد صرف ونحو عربی بجائے خود انبار اور انبار ہونے کے علاوہ مولویوں کی طبع آزمائی اور موشگافیوں نے ان کو اس قدر پیچیدہ بنا دیا ہے کہ ان کا جاننا اور عمل میں لانا دیطلب۔ لوگوں کی ہمتیں قاصر۔ فکر معاش سے فراغ نہیں نتیجہ یہ کہ ننانوے فی صد مسلمانان ہند بذریعہ زبان عربی کے ذریعے سے قرآن کا مطلب سمجھے ہیں اور یہی لیل ونہار ہے تو آئندہ بھی نہیں سمجھیں گے پس ان کے نزدیک قرآن کو کتاب مقفل سمجھو کنجی دریا برد۔ مولویوں کی نسبت ہم بدگمانی تو نہیں کرتے کہ جس طرح یہودیوں کے احبار نے یا جس طرح ہندوؤں کے برہمنوں نے علوم دین کو اپنے ہی میں محدود رکھا اسی طرح مولوی صاحبان بھی علوم شریعت اسلامی کو اپنے ہی میں محدود رکھنا چاہتے ہیں مگر مولوی صاحبان سے اس کی شکایت تو ضرور ہے کہ انھوں نے علم دین کے رستے میں بقدر تقاضائے وقت کچھ سہولتیں بھی پیدا نہیں کیں بلکہ چلتی گاڑی میں روڑے اٹکائے گانٹھ کو ٹچی کیا دیکھو ان کے شروح اور تعلیقات اور حاشیے تا کہ بین الاقران مشار الیہ بالبنان ہوں۔ نصاب عربی جو مروج ہے اس میں قرآن سرے سے داخل ہی نہیں۔ ایک آدھی تفسیر ہے تو کتابیں ہیں یا اچھوتے کی طرح کی ہے علوم دین میں سے حدیث اور فقہ کو بھی قرآن کا ضمیمہ سمجھو تو حدیث جس طرح پڑھی پڑھائی جاتی ہے ہم تو اس کو گھاس کاٹنا ہی سمجھتے ہیں۔ حاصل درس وتدریس یہ کہ شیخ سے قَرَأْ بِسْمَعِ مِنِّیْ اَوْ بِحَضْرِ مِنِّیْ لکھوالیا جائے ورنہ طی اللسان کی کرامتہ کے بدون مجلدات صحاح ستہ بتحقیق کے ساتھ دو دو چار برس میں عبور کرنا متعذر ومستثر تو نہیں۔ رہی فقہ وہ بقدر تعلق معاملات اور یہی فقہ کا جزو اعظم ہے، تقویم پارینہ کا حکم رکھتی ہے اس لئے کہ قانون انگریزی کے ہوتے اس پر عمل نہیں ہوسکتا اور از روئے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا[2] ہم بقدر التعلق معاملات تکلیف شرعی سے معاف ہیں۔ غرض ہم مسلمانوں میں ہیٹ بھر کر تعلیم کی مٹی خراب ہے۔ علوم دنیاوی کی تعلیم ہو تو اور علوم دین کی تعلیم ہو تو ؎

علم لیمار ہے بتر جہل سے　　اور بھی کچھ ہو نا ہے نااہل سے

پھر تعلیم دو طرح کی ہے تعلیم کتابی جو کتابوں کے ذریعے سے کی جاتی ہے اور تعلیم سینہ بسینہ جیسے مثلاً تعلیم صنعت کہ شاگرد استاد کو عمل کرتے ہوئے دیکھ کر اُس کی نقل اُتارنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ تعلیم کا سلسلہ تعلیم سینہ بسینہ سے شروع ہوا۔ اور ابھی تک بھی بہت سی باتوں کی تعلیم سینہ بسینہ ہو رہی ہے مگر انگریزوں نے تعلیم کتابی کو اس قدر وسعت دی ہے کہ شاید ہی کوئی فن محتاج تعلیم سینہ بسینہ رہا ہوگا۔

---

[1] جیسی قدر اللہ کی جاننی چاہیے تھی ویسی اُس کی قدر نہ جانی ۱۲

[2] اللہ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اُسی قدر جس کے اُٹھانے کی اُس کو طاقت ہو ۱۲

کے بھبوٹے بھوڑ لیئے۔ خیر تو یہ امر غور طلب ہے کہ علم کا میدان اس قدر وسیع ہے تو سارے میدان پر احاطہ کرنا مقدور بشر نہیں
چنانچہ خدا نے بھی بنی آدم کے حق میں مَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا فرمایا ہے لیکن بحکم مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ
آدمی کو چاہیئے کہ حسب تقاضائے وقت اپنی حالت اور طبیعت کے مناسب جس علم کو اپنے حق میں نافع اور مفید سمجھے اُس کے حاصل
کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کرے۔ ہم برای العین دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت برتری اور ترقی کے اعتبار سے اہلِ یورپ تمام اقوام
روزگار میں پیش پیش ہیں۔ اور نیز یہ کہ ان کی برتری اور ترقی تمام تر متفرع ہے تعلیم پر تو ہم کو چاہیئے کہ تعلیم کے رستے میں آنکھیں
بند کر کے اُن کے پیچھے ہو لیں۔ علوم جو اُنھوں نے اختیار کر رکھے ہیں کچھ راز سر بستہ نہیں ہیں۔ سرکاری کالجوں میں ہر ایک علم کا
نصاب مقرر ہے کتابیں نامزد ہیں بس وہی پڑھنی چاہیئں لیکن ہیں اکثر زبان انگریزی میں اس لیئے کہ یہ علوم یا تو سرے سے
انگریزوں ہی نے ایجاد کیئے ہیں یا ہیں تو پرانے اور اُن میں تحقیقات مابعد سے متاخرین نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ گویا موجد ہیں
بہر کیف جن علوم نے ان کی ساری قوم کو نفع دیا ہے انگریزی میں ہیں مشکل ہے کہ مولوی لوگ انگریزی پڑھنے کی اجازت دیں نہیں
دیں گے جیسے کہ اب تک جی کھول کر نہیں دی تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔
ہم اپنے یہاں کے نصابِ تعلیم کو دیکھتے ہیں تو شروع ہی سے وہ دنیا داری میں چنداں بکار آمد نہ تھا اور کچھ تھا بھی تو زمانے کے
انقلاب نے اس کو کسی کام کا نہ رکھا۔ ہمارے یہاں دو قسم کے علوم تھے منقول اور معقول منقول میں صرف نحو لغت معانی بیان
عروض رسم الخط تجوید سو یہ سب زبانِ عربی سے متعلق اگر ان علوم سے قرآن کی خدمت لی جائے جس کے لیئے حقیقت میں
یہ علوم وضع کیئے تھے تو ان کا پڑھنا پڑھانا ایک طرح کی عبادت ہے مگر عملاً یہ علوم خدمتِ قرآن سے آزاد ہیں اور اسی لیئے
ہم ان کو بکار آمد نہیں سمجھتے۔ اور پھر مثلاً صرف نحو سے تعلق زبانِ عربی دین کی خدمت لی جاسکتی ہے۔ اور اس رو سے اُن کو
علوم دین میں شمار کیا جاسکتا ہے تو علوم انگریزی بدرجۂ اولیٰ اس مہربانی کے مستحق ہیں اس لیئے کہ ان علوم کے موضوع کائنات
عالم اور واقعاتِ نفس الامری ہیں اور ان ہی کائنات اور واقعات کو خدائے تعالیٰ اپنی ذات اور صفات کے ثبوت میں پیش
فرماتا ہے اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ وَّاَنْ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُہُمْ
فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۢ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ تو ان کا پڑھنا اور ان کے ذریعے سے خدا کی ذات و صفات پر ایمان لانا کیوں دین کی خدمت
نہ ہو اور کیوں ان علوم کو داخلِ علوم دین نہ سمجھا جائے۔ معقول کی نسبت اتنا کہنا کچھ بیجا نہیں کہ برعکس نہند نام زنگی کافور کا
مصداق ہے اب ان کے مقابلے میں علوم انگریزی کا یہ حال ہے کہ ع عصائے پیر ہیں تیغ جوان ہیں حرزِ طفلاں ہیں یعنی
جیتے جی کے رفیق آدمی کسی حال میں ہو اس کے مددگار۔ یہ تو دنیاوی علوم کی کیفیت ہے رہے مذہبی علوم تو اصل دین ہے قرآن
اس کے ساتھ جو معاملہ مسلمانوں نے کیا اور کر رہے ہیں ظاہر ہے کہ معانی سے تو کسی کو غرض و مطلب نہیں۔ ہاں الفاظ کا اس قدر
اہتمام ہے کہ شاید ہی کسی قوم میں ہو بہتیرے تو حفظ کرتے ہیں اور ناظرہ پڑھنا تو خواندہ ہونے کے لیئے ہمارے دیکھنے شرطِ
ضروری تھا اب البتہ اس کی پابندی مسلمانوں سے اُٹھتی چلی جاتی ہے کہ بچوں کی تعلیم کی ابتدا سرکاری مدارس میں اُردو کی

ف کیا ان لوگوں نے آسمان اور زمین کے انتظام اور خدا کی پیدا کی ہوئی کسی چیز پر بھی نظر نہیں کی اور نہ اس بات پر کہ عجب نہیں ان کی موت
قریب آگئی ہو تو اب اتنا سمجھائے پیچھے اور کون سی بات ہے جس کو سن کر ایمان لے آئیں گے۔ ۱۲

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا یَعْرِفُوْنَ اَتُحِبُّوْنَ اَنْ یُّکَذَّبَ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ ٭ (بخاری)	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (علما اور واعظ) کی طرف روئے سخن کرکے کہا تم لوگوں کو ایسے طریق کے ساتھ حدیث سناؤ جو اُن کا متعارف طریق ہو کیا تمھیں یہ بات پسند آتی ہے کہ خدا اور اُس کا رسول جھٹلائے جائیں ۔
عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ قَالَ مَا اَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِیْثًا لَا یَبْلُغُہٗ عُقُوْلُھُمْ اِلَّا کَانَ لِبَعْضِھِمْ فِتْنَۃً ٭ (مسلم)	حضرت عبد اللہ بن مسعود نے (اپنے ایک شاگرد کو مخاطب کرکے) فرمایا کہ جب تو کسی قوم کے سامنے ایسے طریق سے حدیث بیان کرے گا جس تک اُن کی عقلیں نہ پہنچ سکیں گی تو سمجھ کہ حدیث کا یہ طریق اُن میں سے بعض کے لیے (تو ضرور ہی) فتنے کا موجب ہوگا ف

ف علی اور ابن مسعود کی دونوں حدیثیں مقولہ کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِھِمْ کے گویا ترجمے ہیں - لوگوں میں مدارج فہم متفاوت ہیں آدمی کا قاعدہ ہے کہ جو بات اس کی سمجھ میں نہ آئے اُس کو باور نہیں کیا کرتا - مذہب میں ایسی بہت باتیں ہیں جو فہم عوام سے بالاتر ہیں سو نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن ٭ کہ جاہا سپر باید انداختن ٭ مگر اُن کے لیے ایسی باتیں شرط ایمان نہیں لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ۱۲ ٭

من المترجم حصہ دوم باب حقوق نفس میں تعلیم کا رونا بہت کچھ رویا جا چکا ہے - اب کہ آداب کی تقریب سے پھر علم کا نام آیا چار و ناچار قلم چلانا پڑا اس لیے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اہل یورپ اور امریکا کے سوائے اور چونکہ امریکا بھی یورپ کا بچہ ہے الگ کرکے اس کا نام لینا کیا ضرور ہے یوں کہو کہ اہل یورپ کے سوائے ساری دنیا تعلیم کے بارے میں مبتلائے غلط فہمی ہے - لوگوں نے علم کا مفہوم ہی ٹھیک نہیں سمجھا اس کی قدر کریں کیا خاک اور اس سے مستفید ہوں کیا اپنا سر علم ایک ایسی طاقت ہے جو ہر ایک جگہ اور ہر ایک چیز میں سرایت کیے ہوئے ہے - دنیا میں جو کچھ ہوا جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ آیندہ ہوگا یہ سب علم ہی کے نتائج ہیں علم ہر ایک جاندار کے لیے شرط زیست ہے مگر ہاں علم کے مدارج مختلف ہیں اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی تو مخلوقات میں شرف اور فضیلت علم ہی کی وسعت اور کثرت پر موقوف ہے - آدمی اس سے اشرف المخلوقات کہلایا کہ اس میں سب سے زیادہ علم حاصل کرنے کی قابلیت ہے ورنہ بیش برین نیست کہ یہ بھی ایک قسم کا جانور ہے اُن ہی کی طرح پیدا ہوتا کھاتا پیتا سوتا جاگتا چلتا پھرتا اور آخر کو اُن ہی کی طرح مر جاتا پھر آدمی آدمی اَنتر کوئی ہیرا کوئی کنکر آدمیوں میں بھی شرف اُسی کو ہے جو علم نافع کا جامع ہے - وہ حاکم ہوگا جیسے انگریز اور اُسی کے ابنائے جنس اُس کے محکوم جیسے ہم وہ متبوع ہوگا محتاج علیہ ہوگا - آمر ہوگا صاحب ثروت ہوگا - ہنرمند ہوگا شایستہ ہوگا جفاکش ہوگا ضابطۂ اوقات ہوگا مستقل مزاج ہوگا - معاملے کا صاف ہوگا سچا ہوگا - دیانتدار ہوگا - غرض آدمی ہوگا جیسے انگریز اور اُسی کے ابنائے جنس اُس کے تابع ہوں گے محتاج ہوں گے مامور ہوں گے مفلس ہوں گے بے ہنر ہوں بے ادب ہوں گے - کاہل ہوں گے نکمے ہوں گے معاملات میں دغل فصل کریں - جھوٹ بولیں گے خائن ہوں گے غرض جانور ہوں گے اور جانوروں میں بھی عقل سے بے نصیب اور موذی جیسے ہم انگریزوں میں اور ہم میں مستثنیات بھی ہیں للاکثر حکم الکل مسلمانوں کی حالت پر ہمارا دل جلا تو ہم نے جلی کٹی باتوں سے جیسے دل

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ قَالُوا وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهُ قَالَ يَتَعَرَّضُ لِلْبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيقُ ۔ (ترمذی)

مومن کو شایاں نہیں کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے (صحابہ نے) عرض کیا مومن کیونکر اپنے نفس کو ذلیل کرتا ہے فرمایا وہ ایسی مصیبت کا سامنا کرتا ہے جس کے برداشت کی طاقت نہیں رکھتا۔

من المترجم اس باب کے اکثر مطالب حقوق اللہ اور حقوق العباد میں بھی بیان کیے جا چکے ہیں مناسب مطلب بیان سابق کو بھی مکرر آگہی کے لیے پڑھ لینا بہتر ہوگا ان حدیثوں کے متعلق ہمیں اتنا ہی کہنا ہے ۱ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ نمبر ۲ کا ہم معنی ہے اور اپنے بر خود نہ پسندی بر دیگر مپسند نمبر ۳ کا حاصل بات سے محترز رہنا خدا کے خوف سے ذلیل فرمان برداری ہے اور اسی کا نام ہے عبادت بہت ہنسنا ذہول و غفلت کی علامت ہے جو دوسرے لفظوں میں اخلاقی اور روحانی موت ہے۔

آداب العلم والتعلم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أُلْجِمَ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ ۔ (ترمذی)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص سے علم (دینی ضروری) کا کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور وہ اگر اسے چھپائے تو قیامت کے روز ایسے شخص کے منہ میں آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔ ف

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِمَنْ عِنْدَهُ شَيْءٌ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يُضَيِّعَ نَفْسَهُ (بخاری)

حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ جس شخص کو تھوڑا سا بھی علم حاصل ہوا اسے زیبا نہیں کہ اپنے نفس کو ضائع کردے (یعنی علمی اشغال چھوڑ دے اور مستحق علم کو فائدہ نہ پہنچائے ف ۱

ف ہم نے اس عنوان کے خالی رہ جانے کے خوف سے بہت سی کھینچا تانی کے بعد ایک حدیث اور تین اثر لکھدیے ورنہ اس کا نہایت مفصل اور مبسوط بیان حصہ دوم حقوق العباد کے عنوان "حقوق علماء" اور "حقوق متعلم" میں گزر چکا یہاں ہمیں صرف اتنا ہی کرنا تھا کہ ناظرین کو ادھر متوجہ کردیں ۱۲ ف صاحب تیسیر الوصول اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ علم سے وہ علم مراد نہیں جو کچھ ضروری ہو اور جس کی تعلیم فرض و لازم نہ ہو بلکہ وہ علم مراد ہے جس کی تعلیم لازم و ضروری ہو مثلاً کوئی کافر ہم سے اسلام اور دین کو دریافت کرے اور ہم امید کرتے ہیں کہ اگر اس پر اسلام کی حقانیت ظاہر کریں گے تو وہ مسلمان ہوجائے گا یا نو مسلم نماز کا طریقہ پوچھے یا کوئی شخص حلال و حرام کی نسبت دریافت کرے تو ایسی صورت میں ہم پر سائل کی تعلیم فرض اور اس کو جواب دینا ضرور ہے اگر جواب دینے سے بخل کریں گے تو بیشک وعید مذکور کے مستوجب ٹھہریں گے مگر ہم اس وعید کے مستوجب اسی وقت ٹھہر سکتے ہیں جبکہ دوسرا شخص سائل کو تعلیم کرنے والا اور جواب دینے والا موجود نہ ہو دوسرا شخص موجود ہوگا تو ہم سائل کو جواب نہ دینے سے مستوجب وعید نہیں ٹھہر سکیں گے یہی وجہ ہے کہ تعلیم علم کو فرض کفایہ میں داخل کیا گیا ہے نہ فرض عین میں اور اسی وجہ سے ہم نے اس حدیث کو آداب میں لیا ہے تعلیم علم فرض عین ہوتی تو ہم اس حدیث کو حقوق میں نقل کرتے ۱۲ ف ہندوستان میں حکام رعایا کی تعلیم پر بڑا زور دے رہے ہیں جگہ جگہ طرح طرح کے کالج ہیں سکول ہیں اور سب اپنی اپنی جگہ برسر عروج ہیں۔ علامتیں تو اچھی ہیں ایک ہی بات کی کسر ہے کہ لوگوں کو علم سے متمتع ہونے کا سلیقہ نہیں اور اس کی بھی تحریک شروع ہو چلی ہے ابھی تک جو جہاں پڑھ رہا ہے نوکری کے لیے پڑھ رہا ہے نوکری ملی اور علم سے بے تعلق ہو بیٹھا پس علم جیسا کچھ اور جتنا کچھ ہے بھی افسردہ حالت میں ہے ۱۲ من المترجم۔

اَرْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ اَغْنَى النَّاسِ وَاَحْسِنْ اِلٰى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا وَلَا تُكْثِرِ الضِّحْكَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضِّحْكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ (ترمذی)

(۲) خدا کے دیئے ہوئے پر راضی ہو جا کہ سب لوگوں سے زیادہ دولتمند ہوگا (۳) اپنے پڑوسی کے ساتھ سلوک کر کہ مومن (کامل) ٹھیرے گا (۴) جو اپنے لیئے دوست رکھتا ہے وہی لوگوں کے لیئے دوست رکھ کہ (پورا) مسلمان ہوگا (۵) زیادہ مت ہنسا کر کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مار ڈالتا ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنِيْ رَبِّيْ بِتِسْعٍ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَكَلِمَةِ الْعَدْلِ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا وَالْقَصْدِ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَاءِ وَاَنْ اَصِلَ مَنْ قَطَعَنِيْ وَاُعْطِيَ مَنْ حَرَمَنِيْ وَاَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَنِيْ وَاَنْ يَّكُوْنَ صَمْتِيْ فِكْرًا وَنُطْقِيْ ذِكْرًا وَنَظَرِيْ عِبْرَةً وَاٰمُرَ بِالْمَعْرُوْفِ ٭ (رزین)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میرے پروردگار نے نو باتوں کا حکم دیا ہے (۱) خدا سے ظاہر و باطن ڈرنے کا (۲) ناخوشی اور خوشی کی حالت میں انصاف کی بات کہنے کا (۳) مفلسی اور تونگری میں بیچ کی چال چلنے کا (۴) جو شخص مجھ سے رشتہ قطع کرے میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں اور جو مجھے محروم رکھے میں اسے دوں (۵) جو مجھ پر ظلم کرے میں اس سے درگذر کروں (۶) خاموش رہوں تو فکر کروں (۷) بولوں تو یاد الہی (۸) دیکھوں تو نظر عبرت سے (۹) اچھی باتوں کا حکم کروں۔

عَنْ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّهُ قِيْلَ لِلُقْمَانَ الْحَكِيْمِ مَا بَلَغَ بِكَ مَا نَرٰى قَالَ صِدْقُ الْحَدِيْثِ وَاَدَاءُ الْاَمَانَةِ وَتَرْكُ مَا لَا يَعْنِيْنِيْ وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ وَالْوَفَاءُ بِالْعَهْدِ

امام مالک کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ کسی نے حکیم لقمان سے پوچھا کہ جس مرتبے پر ہم تمھیں دیکھتے ہیں اس پر تمھیں کس چیز نے پہنچایا جواب دیا سچ بولنے نے امانت کے ادا کرنے نے لایعنی اور بے فائدہ باتوں کے چھوڑ دینے نے اور ایک روایت میں اتنا اور ہے کہ عہد (و پیمان) کے پورا کرنے نے۔

عَنْ ثَوْبَانَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَهُوَ بَرِيْءٌ مِّنْ ثَلٰثٍ اَلْكِبْرِ وَالْغُلُوْلِ وَالدَّيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ (ترمذی)

ثوبان رض کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس حال میں مرے کہ تین باتوں سے پاک ہو تکبر سے اور خیانت سے اور قرض سے وہ جنت میں داخل ہوگا ف

عَنْ حُذَيْفَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حذیفہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ف ایمان شرط مقدر ہے یا پیغمبر صاحب نے ایمان والوں سے خطاب فرمایا ہوگا تو صراحت کی ضرورت نہ تھی ۱۲ من المترجم

آداب الغسل

عَنْ مَیْمُوْنَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ سَتَرْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَۃِ ۔ (نسائی)

اُمّ[۱] المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت کرتے ہوتے اور میں آپ کا پردہ کیے رہتی ف

عَنْ[۲] یَعْلٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَیِیٌّ سِتِّیْرٌ یُحِبُّ الْحَیَاءَ وَالتَّسَتُّرَ فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْتَتِرْ ۔ (ابوداؤد)

یعلیٰ[۲] رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کھلے میدان میں (برہنہ) غسل کرتے دیکھا تو آپ منبر پر چڑھے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ (لوگو!) خدائے تعالیٰ بڑا شرم والا (اور) بڑا پردہ پوش ہے (اور) شرم اور پردہ پوشی کو دوست رکھتا ہے تو جب تم میں کا کوئی غسل کرے تو پردے کی آڑ کرلے

عَنْ[۳] اُمِّ ھَانِیءٍ قَالَتْ ذَھَبْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُّہٗ یَغْتَسِلُ وَفَاطِمَۃُ ابْنَتُہٗ تَسْتُرُہٗ بِثَوْبٍ ۔ (مسلم)

اُمّ[۳] ہانی کہتی ہیں کہ میں سالِ فتح مکہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی تو میں نے پایا کہ آپ غسل کر رہے ہیں اور فاطمہؓ آپ کی صاحبزادی آپ کا پردہ کیے ہوئے ہیں

ف غسل جنابت کی کیفیت اور اقسام غسل کی تفصیل دیکھنا چاہو تو حصۂ اول حقوق اللہ کے باب طہارت کے عنوان غسل کو پڑھو۔ ۱۲

آداب النفس

عَنْ[۱] اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا لِاَصْحَابِہٖ مَنْ یَّاْخُذُ ھٰذِہِ الْکَلِمَاتِ فَیَعْمَلُ بِھِنَّ اَوْ یُعَلِّمُ مَنْ یَّعْمَلُ بِھِنَّ قُلْتُ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَعَدَّ خَمْسًا قَالَ اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَکُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَ

ابوہریرہ[۱] کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے صحابیوں سے فرمایا کہ اُن باتوں کو جن کا میں ابھی ذکر کروں گا کوئی شخص لینے اور اُن پر عمل کرنے یا اُن پر عمل کرنے والے کو تعلیم دینے کے لیے تیار ہے (ابوہریرہ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تو پیغمبر صاحب نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں گنوائیں (۱) اور فرمایا تو خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچ (ایسا کرے گا تو سب لوگوں سے زیادہ عبادت گزار ٹھیرے گا۔

مَا مِنِ امْرَأَةٍ تَخْلَعُ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِهَا إِلَّا هَتَكَتْ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ مِنْ حِجَابٍ (ترمذی)

کہ عورت نے جب اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ کپڑے اُتارے تو اُس نے اُس حجاب کو پھاڑ ڈالا جو اُس کے اور خدا کے درمیان تھا ؎ف

عَنْ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتُفْتَحُ لَكُمْ أَرْضُ الْعَجَمِ وَسَتَجِدُونَ فِيهَا بُيُوتًا يُقَالُ لَهَا الْحَمَّامَاتُ فَلَا يَدْخُلَنَّهَا الرِّجَالُ إِلَّا بِالْأُزُرِ وَامْنَعُوهَا النِّسَاءَ إِلَّا مَرِيضَةً أَوْ نُفَسَاءَ ۞ (ابوداود)

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تمہارے لئے ملک عجم فتح کیا جائے گا اور تم وہاں کچھ مکانات پاؤ گے جن کو حمام کہا جاتا ہوگا تو مردوں کو چاہیئے کہ اُن میں نہ جائیں الّا تہمد کے ساتھ (یعنی تہمد کے ساتھ رہو تو کچھ مضائقہ نہیں) اور عورتوں کو وہاں جانے سے (مطلقاً) منع کردو لیکن بیمار ؎ اور صاحب نفاس عورت کو اجازت ہے ؎

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ بِغَيْرِ إِزَارٍ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُدْخِلْ حَلِيلَتَهُ الْحَمَّامَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلَى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ ۞ (نسائی)

حضرت جابر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خدا اور روز آخرت (یعنی قیامت کے ہونے) پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیئے کہ بے تہمد کے حمام میں نہ جائے اور جو شخص خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیئے کہ اپنی بیوی کو (بغیر کسی عذر کے) حمام میں نہ بھیجے اور جو شخص خدا اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیئے کہ ایسے دسترخوان پر (کھانا کھانے کے لئے) نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو۔

؎ف یعنی اُس نے خدا کا لحاظ اُٹھا دیا۔ گھر میں کپڑے بدلتے وقت تو چار و ناچار برہنہ ہونا پڑتا ہے مگر اجنبی جگہ میں برہنہ ہونا عورت کے لیے بڑی بے لحاظی کی بات ہے ۱۲ ؎ بیمار سے مطلق بیمار مراد نہیں ہے بلکہ وہ بیمار مراد ہے جسے حمام مفید ہو جیسے گٹھیا والی عورت یا جسے وجع المفاصل ہو گیا ہو یا امراض جلدی میں مبتلا ہو وغیرہ وغیرہ ۱۲ ؎ صاحب نفاس کو چونکہ مبالغے کے ساتھ تطہیر بدن منظور ہوتی ہے اور تطہیر کے علاوہ گرمی اور دلک وغیرہ کی بھی حاجت ہوتی ہے اور یہ ہر ایک گھر میں آسانی کے ساتھ جمع ہو نہیں سکتیں اس لیے صاحب نفاس کو حمام میں جانے کی اجازت دی گئی یہی معنی ہیں الضرورات تبیح المحظورات کے ۱۲ ++

حَدَّ اِرۡتَقُبَ اِنۡ ثُمَّ قَالَ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمۡ اَنۡ يَبُوۡلَ فَلۡيَرۡتَدۡ لِبَوۡلِهٖ (ابوداؤد)

پھر فرمایا کہ جب تم میں کا کوئی شخص پیشاب کرنا چاہے تو پیشاب کرنے کے لیے ہموار و نرم زمین تلاش کرے (تاکہ چھینٹوں سے بچا رہے)

من المترجم دیوار کی جڑ تو پردے کے لیے اختیار کی اور زمین نرم یعنی پولی بھربھری اس غرض سے کہ پیشاب مٹی میں جذب ہو جائے بہ نہیں شارع اسلام کو تو طہارت کا اس قدر خیال تھا اور ہم انگریزی خواں نوجوانوں کو دیکھتے ہیں کہ پیشاب کے بعد استنجا تک نہیں کرتے اس لیے کہ نماز نہیں پڑھتے یا برائے نام یا دل ناخواستہ دکھاوے کے لیے پڑھتے ہیں تو طہارت کو نماز کی شرط نہیں مانتے اور اس پر حفظان صحت اور صفائی کے لمبے چوڑے دعوے پاجامے کی جگہ پتلون اختیار کی ہے اور وہ اکڑوں بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتی ناچار کھڑے کھڑے پیشاب کرنا پڑتا ہے تو چھینٹیں اڑتی ہی چاہیں۔ اندھی تقلید اسی کو کہتے ہیں۔

آدابِ الحمام

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوۡلَنَّ اَحَدُكُمۡ فِيۡ مُسۡتَحَمِّهٖ ثُمَّ يَغۡتَسِلُ فِيۡهِ اَوۡ يَتَوَضَّاُ فِيۡهِ فَاِنَّ عَامَّةَ الۡوَسۡوَاسِ مِنۡهُ (ابوداؤد)

مغفل کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کا کوئی شخص اپنے نہانے کی جگہ پیشاب نہ کرے پھر وہیں نہائے یا وضو کرے (یعنی یہ بات بالکل خلاف ہے کہ جہاں پیشاب کرے پھر وہیں غسل یا وضو کرے) کیونکہ اس سے عام وسوسہ پیدا ہوتا ہے

عَنۡ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ نَهَى الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ عَنۡ دُخُوۡلِ الۡحَمَّامِ قَالَتۡ ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ اَنۡ يَدۡخُلُوۡهُ فِي الۡمَيَازِرِ (ابوداؤد)

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ (شروع شروع میں) جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں اور عورتوں دونوں کو حمام میں جانے سے منع فرمایا تھا مگر بعد کو مردوں کو اجازت دی کہ تہمد باندھ کر حمام میں جایا کریں ف

وَفِيۡ رِوَايَةٍ اَنَّ عَائِشَةَ دَخَلَ عَلَيۡهَا نِسۡوَةٌ مِّنۡ نِّسَاءِ اَهۡلِ الشَّامِ فَقَالَتۡ لَعَلَّكُنَّ مِنَ الۡكُوۡرَةِ الَّتِيۡ يَدۡخُلُ نِسَاؤُهَا الۡحَمَّامَاتِ قُلۡنَ نَعَمۡ قَالَتۡ اَمَا اِنِّيۡ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَقُوۡلُ

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ کے پاس شام کے باشندوں کی کچھ عورتیں آئیں حضرت عائشہ نے (ان عورتوں کی طرف روئے سخن کرکے) فرمایا شاید تم فلاں علاقے کی رہنے والی ہو جہاں کی عورتیں حماموں میں جایا کرتی ہیں عورتوں نے عرض کیا کہ ہاں (ہم وہیں سے آئے ہیں) فرمایا سنو! میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے

ف۔ مثل مشہور ہے کہ ایک حمام میں سب ننگے کتنی ہی احتیاط کرو حمام میں تھوڑی بہت بے پردگی تو ہوتی ہی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عرب کے لوگ زیادہ بے احتیاطی کرتے ہوں گے ہمارے ہاں لوگوں نے تہذیب میں یہاں تک ترقی کی ہے کہ ننگے گلے گھر سے باہر نہیں نکلتے۔ حمام میں اتنی احتیاط تو ہو نہیں سکتی ۱۲ من المترجم

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ نَهَانَا يَعْنِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ وَّاَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ وَاَنْ نَسْتَنْجِيَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ وَّاَنْ نَسْتَنْجِيَ بِعَظْمٍ اَوْ رَوْثٍ (مسلم)

سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قضائے حاجت یا پیشاب کرتے وقت قبلے کی طرف مونہ کرکے بیٹھنے سے منع فرمایا اور (نیز) اس سے (بھی) منع فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے استنجا کریں اور اس سے (بھی) کہ تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجا کریں اور اس سے (بھی) منع فرمایا کہ ہڈی یا مینگنی سے استنجا کریں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ + (صحیحین)

حضرت انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانے میں جاتے تو فرماتے خداوندا میں ذکور و اناث شیاطین کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ + (ترمذی)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانے سے نکلتے تو غُفْرَانَکَ فرماتے یعنی خداوندا میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں ف۱

ف۱ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی وقت کسی حالت میں یاد خدا سے غافل نہ تھے ۱۲ من المترجم۔

آدابُ البول[۱]

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ جُحْرٍ + (ابوداؤد)

سرجس کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کا کوئی شخص جانوروں کے بلوں میں پیشاب نہ کرے ف۲

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَاَرَادَ اَنْ يَبُوْلَ فَاَتٰى دَمِثًا فِيْ اَصْلِ

ابو موسی کہتے ہیں کہ ایک دن میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ نے پیشاب کرنا چاہا تو ایک دیوار کی جڑ میں ہموار اور نرم زمین پر تشریف لا کر پیشاب کیا

[۱] آداب البول کی مزید تفصیل دیکھنا چاہو تو حصۂ اول حقوق اللہ کے باب طہارت میں آداب الخلاء کا سارا عنوان پڑھو ۱۲

ف۲ اس میں دو مصلحتیں ہیں ایک تو یہ کہ بلوں کے اندر جو کیڑے مکوڑے ہیں متاذی نہ ہوں دوسرے یہ بھی احتمال ہے کہ موذی جانور بل میں ہو اور وہ کلبلا کر نکلے اور حملہ کرے ۱۲ من المترجم۔

(۲) وہ نام جو کبر و نخوت پر دلالت کریں ایسے ناموں کی ہمارے امراء اور رؤسا میں تو کچھ کمی نہیں۔ منہ سے اُتار اُتار کر ایسے ایسے نام رکھتے ہیں کہ فرعون کے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کی بھی ان کے آگے کچھ حقیقت نہیں ؎

ہیچ کس از ما کم از فرعون نیست　　لیکن او را عون ما را عون نیست

امیروں کی دیکھا دیکھی شہریوں کو بھی یہ بلا مار گئی ہے کہ سر پر میلا کچیلا پھٹا ہوا اُبرفع سر پر ڈالے ماما گری کی تلاش میں گلی گلی ماری پڑی پھرتی ہیں نام پوچھو تو شاہنشاہ زمانی بیگم۔ اوسط الناس کے ناموں کا بھی اکثر یہی حال ہے الا ماشاء اللہ کہ چھانٹ کر ایسے نام رکھتے ہیں۔ کہ ان میں شیخی اور نمود کی جھلک ضرور ہوتی ہے۔

(۳) وہ نام جو دینداری اور نیکوکاری پر دلالت کریں "اپنے مُونہ میاں مٹھو" یہ بھی ایک شان غرور و نخوت کی ہے۔ ایک طریقہ نمود کا یہ بھی ہے کہ کچھ لوگ نام کے شروع میں بے جوڑ لفظ محمد اور آخر میں احمد یا حسن یا حسین بڑھا کر نام کو شاندار بنا لیتے ہیں علماء اور مشائخ کی ایک طرز خاص ہو کہ وطن یا نسب یا خانوادے کی نسبتوں سے نام کا لمبا کر لینا ان کی اختیاری بات ہے ہم نے ان کے ناموں کی بعض مُہریں دیکھی ہیں جن کا دور شاہی مُہروں کے دور سے ہرگز کم نہ تھا۔ الحنفی القادری الچشتی النقشبندی الفانی الہمانی وہلم جرّا الی ماشئت من عرضٍ و طولٍ غرض بہت ہی تھوڑے نام ایسے ملیں گے جن میں مقصود شارع کا لحاظ کیا گیا ہو۔ ہم قرون اولے کے مسلمانوں کے نام دیکھتے ہیں تو نمونہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مفرد الفاظ پاتے ہیں محمد، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، حسن، حسین وغیرہ اور ہماری عقیدت مندی ان بزرگوں کے ساتھ تقلید کے درجے سے نکل کر اجتہاد کے درجے کو پہونچ جاتی ہے۔

(۴) وہ نام جو کسی بدخصلت پر دلالت کرتے ہو جیسے مثلاً عاصیہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عمرؓ کی بیٹی کا نام بدل کر جمیلہ رکھا اور مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ پڑھے لکھے اظہار تشرّع کے لیئے نام کے ساتھ عاصی یا گنہگار یا آثم لکھتے ہیں بے شک کوئی شخص گناہ سے بری نہیں مگر تنہائی میں گناہ کا اعتراف کرنا شاید اس سے بہتر ہے کہ ڈھنڈورا پیٹا جائے اور الفاظ عاصی وغیرہ لکھا اعتراف گناہ کے لیئے نہیں بڑھائے جاتے بلکہ اصل میں نام کا بڑھانا مقصود ہوتا ہے۔

آداب بیت الخلاء

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا وَلٰکِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا

ابو ایوب انصاری کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (لوگو!) جب تم قضائے حاجت کے لئے آؤ تو نہ تو قبلے کی طرف مُونہ کر کے بیٹھو اور نہ اُس کی طرف پُشت کرو وہاں پورب کی طرف کر لو یا پچھم کی طرف کر لو۔ ف۱

ف۱ یہ صورت مدینہ طیبہ کے ساتھ مخصوص ہو کیونکہ مدینے کا قبلہ جنوب کی سمت واقع ہے تو مدینے کا جو شخص قبلے کی طرف رخ کرنے یا اس کی طرف پُشت کرنے سے بچے گا اس کو بغیر اس کے چارہ ہی نہیں کہ پورب کی طرف مُونہ کرے اور پچھم کی جانب پیٹھ یا اس کے برعکس لیکن ہمارے ملکوں میں قبلہ بجانب غرب ہے تو ہم کو قضائے حاجت کے وقت شمال و جنوب کی طرف مونہ اور پشت کرنی ہوگی۔ پھر یہ ممانعت صرف جنگل و صحرا کے ساتھ متعلق ہے گھروں میں پاس دیوار قبلہ کی طرف مُونہ یا پشت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جیسا کہ دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور اس کی مزید توضیح اور قضائے حاجت کے مفصل آداب حصہ اول حقوق اللہ کے عنوان طہارت کے ذیل میں دیکھو ۱۲

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُسَمُّوْا الْعِنَبَ الْکَرْمَ وَلَا تَقُوْلُوْا یَا خَیْبَۃَ الدَّھْرِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الدَّھْرُ + (بخاری)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) تم انگور کا نام کرم نہ رکھو (کیونکہ کرم مومن کا دل ہے) اور (کسی) کو (اے) بد نصیب زمانہ نہ کہو کیونکہ (زمانہ کچھ اختیار نہیں رکھتا بلکہ) ہمارا زمانے میں تصرف کرتا ہے (تو فاعل حقیقی خدا ہے نہ زمانہ اور اس صورت میں زمانے کو برا کہنا معاذ اللہ خدا کو برا کہنا ہے)

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِاَسْمَائِکُمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِکُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَائَکُمْ (ابو داؤد)

ابو درداء کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) تم قیامت کے روز اپنے ناموں اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے تو تم اپنے اچھے اچھے نام رکھو۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمَّیْتُمْ بِاِسْمِیْ فَلَا تَکْتَنُوْا بِکُنْیَتِیْ (ترمذی)

جابر سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) جب تم میرے نام پر اپنا نام رکھو تو میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھو

(متعلقہ صفحہ ۱۳۱) کنیتہ کی بابت اس سے زیادہ کہ غلام کے معنی ہیں لڑکے اور جاریہ لڑکی کو کہتے ہیں اور ان دونوں لفظوں کے اطلاق میں شفقت و مہربانی کے معنے نکلتے ہیں جو اس مقام پر نہایت بے پیاں اور مناسب ہیں اصل میں تو یہ حدیث ہمارے بحث سے خارج تھی کیونکہ ہمارے ملک میں لونڈی غلاموں کا دستور نہیں مگر چونکہ نوکر و خادم بھی ایک طرح لونڈی غلام کا حکم رکھتے ہیں اس لئے اس حدیث کو رہنے دیا مطلب یہ ہے کہ نوکر و خادمہ کو ایسے الفاظ سے نہ پکارا جائے جس سے اُن کی غایت درجے کی تذلیل ہوتی ہو ۱۲-

ف عرب انگور اور درخت انگور کو کرم کہتے تھے اس لئے کہ شراب انگور سے بنائی جاتی ہے سخاوت و کرم کی موجب ہے پیغمبر صاحب نے ممانعت کردی کہ جو چیز اصل میں ام الخبائث ہو اُسے کرم و خیر کے ساتھ تعبیر کرنا مناسب نہیں ۱۲

من المترجم اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ اُونٹ رے اُونٹ تیری کون سی کل سیدھی۔ مسلمانوں کے عمل کو جس بات میں آزماتے ہیں کل تو پاتے ہیں کہ یا تو ناموں کے بارے میں پیغمبر صاحب کی تعلیم ان کے کانوں تک نہیں پہنچی تو یہ قصور ہے مولویوں کا جو تعلیم احکام شریعت کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں یا پہنچی ہے اور یہ دیدہ و دانستہ پیغمبر کا فرمودہ نہیں مانتے تو یہ قصور ہے خود مسلمانوں کا۔ مگر پیغمبر صاحب کی تعلیم مسلمانوں کے کانوں ہی تک نہیں پہنچی ورنہ ان کے ناموں میں اتنی لغویت اور اتنی بیہودگی تو باقی نہیں رہتی آپ کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر صاحب کو اتنی قسم کے نام پسند تھے۔

(۱) وہ نام جو بدفالی کے باعث ہوں۔ اس قسم کے نام حدیث میں گنوا دئے ہیں۔ ان سے ملتا ہوا بلکہ ان کا ہم معنی ہمارے یہاں برکت ہے جو اکثر مردوں اور عورتوں کا نام ہوتا ہے یا خوبی کہ ہمارے متعارفین میں یہ بھی ایک نام تھا یا اسی طرح کے اور بھی نام ہوں گے جو اس وقت خیال میں نہیں آتے۔ ۱۲

حدیث	ترجمہ
أَقْبَحُ الْأَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ اللّٰهِ اِسْمُ رَجُلٍ تُسَمّٰى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ (بخاری)	قیامت کے روز خدا کے نزدیک تمام ناموں میں بدترین نام اُس شخص کا نام ہے جو شہنشاہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔
وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ أَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَأَخْبَثُهُ كَانَ يُسَمّٰى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ لَا مَلِكَ إِلَّا اللّٰهُ	مسلم کی روایت میں یوں آیا ہے کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا قیامت کے روز خدا کے نزدیک سب سے زیادہ خبیث اور سب سے بڑھ کر خدا کو غصے میں لانے والا شخص ہوگا جو دنیا میں شاہنشاہ کے نام سے پکارا جاتا تھا کیونکہ خدا کے سوا کوئی بادشاہ نہیں
عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَتْ سُمِّيتُ بَرَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمُ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ سَمُّوهَا زَيْنَبَ (مسلم)	ابو سلمہ کی بیٹی زینب کہتی ہیں کہ ابتدا میں میرا نام برہ (نیکوکار) رکھا گیا تھا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! تم اپنی تعریف نہ کرو تم میں جو نیکوکار ہیں خدا اُنھیں خوب جانتا ہے (برہ نام رکھنے میں تزکیۂ نفس اور اپنی تعریف پائی جاتی ہے) تم برہ کا نام زینب رکھو
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِنَّ بِنْتًا كَانَتْ لِعُمَرَ يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةُ فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيلَةَ (مشکوٰۃ)	ابن عمر کہتے ہیں کہ عمرؓ کی ایک لڑکی تھی جسے عاصیہ (نافرمان) کہا جاتا تھا تو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کا نام جمیلہ رکھا
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ يَا عَبْدِي وَأَمَتِي كُلُّكُمْ عَبِيدُ اللّٰهِ وَكُلُّ نِسَائِكُمْ إِمَاءُ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ غُلَامِي وَجَارِيَتِي فَتَايَ وَفَتَاتِي وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّي وَلٰكِنْ لِيَقُلْ سَيِّدِي وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَقُلِ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهِ مَوْلَايَ فَإِنَّ مَوْلَاكُمُ اللّٰهُ (مسلم)	ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کا کوئی شخص اپنے مملوک کو یاعبدی (اے میرے بندے) اور یا امتی (اے میری کنیزک) کہہ کر نہ پکارے درحقیقت تم سب کے سب بندۂ خدا ہو اور تمھاری سب عورتیں خدا کی کنیزیں ہیں۔ ہاں یا غلامی (اے میرے غلام) اور یاجاریتی (اے میری لڑکی) اور یافتای (اے میرے جوان لڑکے) اور یافتاتی (اے میری جوان لڑکی) کہہ کر پکارے اور مملوک اپنے مالک کو ربی (اے میرے رب) نہ کہے بلکہ سیدی (اے میرے سردار) کہے تو مضائقہ نہیں) اور ایک روایت میں آیا ہے کہ مملوک اپنے آقا کو مولای نہ کہے کیونکہ تم سب کا (حقیقی) مولا خدا ہے۔ ف

ف حدیث میں عبدی اور امتی کہنے سے اس لیے منع فرمایا کہ عبودیت میں انتہا درجے کا تذلل اور پلے درجے کی خواری پائی جاتی ہے اور اس کا مستحق وہی شخص ہو سکتا ہے جو عزت اور کبریائی میں اپنا جوڑ نہ رکھے اور وہ خدائے رب العزت کے سوا اور کوئی ہو نہیں سکتا غلامی اور جاریتی (بقیہ بر صفحۂ آئندہ)

حدیث و آیت	ترجمہ
أَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُونَنَّ مِنَ الشّٰكِرِينَ ۝ فَلَمَّا آتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتٰهُمَا فَتَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ (الاعراف ع ۲۴ پ ۹)	جب حمل کی وجہ سے عورت زیادہ بوجھل ہو جاتی ہے تو (میاں بی بی) دونوں (مل کر) خدا سے کہ (وہی) اُن کا پروردگار ہے دعا مانگتے ہیں کہ (اے خدا) اگر تو ہم کو (جیتا جاگتا) پورا اچھا عنایت کرے گا تو ہم تیرا بڑا احسان مانیں گے پھر جب (خدا) اُن کو (جیتا جاگتا) پورا اچھا عنایت کرتا ہے تو اُس (اولاد) میں جو خدا نے اُن کو عنایت کی تھی خدا کے شریک بنانے لگتے ہیں ف۱ سو اِن کے شرک سے خدا کی شان بہت اونچی ہے۔
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ۞ (مسلم)	ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) تمھارے سب ناموں میں بہت پیارا نام خدا کے نزدیک عبد اللہ اور عبد الرحمن ہے۔
عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَارًا وَلَا رَبَاحًا وَلَا نَجِيحًا وَلَا أَفْلَحَ فَإِنَّكَ تَقُولُ أَثَمَّ هُوَ فَلَا يَكُونُ فَيَقُولُ لَا ۞ (مسلم)	جندب کے بیٹے سمرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (سمرہ!) تو اپنے غلام کا نام یسار نہ رکھ اور نہ رباح اور نہ نجیح اور نہ افلح کیونکہ تو (اپنے اہل خانہ سے مثلاً) پوچھے گا کہ کیا وہ (یعنی مثلاً یسار یا افلح) یہاں ہے اور فرض کرو نہیں ہے تو (اہل خانہ مثلاً تیرے جواب میں کہیں گے کہ (یہاں یسار یا افلح) نہیں ہے ف۲
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ف۱ یعنی اولاد کو غیروں کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ فلاں پیر اور فلاں ولی پیغمبر نے ہم کو یہ اولاد دی ہے چنانچہ اُن کے نام بھی ویسے ہی رکھتے ہیں جیسے پیر بخش سالار بخش۔ نبی بخش عبد النبی عبد الرسول۔ بندہ علی وغیرہ۔ حدیث میں آیا ہے کہ لوگوں کے ناموں میں عبد اللہ اور عبد الرحمن دو نام خدا کو بہت پسند ہیں ۱۲۔

ف۲ یسار مشتق ہے یسر سے اور یسر کہتے ہیں آسانی اور توفیق اور تونگری اور فراخی کو اور رباح ماخوذ ہے ربح بمعنے سود و منفعت سے نجیح لیا گیا ہے نجح سے اور نجح کہتے ہیں بُبارکی اور پیروزی کو افلح مشتق ہے فلاح سے اور فلاح کے معنے ہیں رستگاری تو اگرچہ ان اسماء کے ساتھ نام رکھنا بلحاظ معنے درست بلکہ اولی ہے مگر چونکہ بعض مواقع پر فال بد اور مکروہ معلوم ہوتے ہیں جیساکہ حدیث میں بیان کیا گیا اس لئے ادب کا تقاضا ہے کہ ایسے نام نہ رکھیں ۔ مصرع: فال بد کاورد حال بد ۞ مبادا کسے کو زند فال بد ۞

عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيْقَتِهٖ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُحْلَقُ رَأْسُهٗ وَيُسَمّٰى (ابوداؤد)

حسن (بصری تابعی) سمرہ سے (جو ایک مشہور صحابی ہیں) روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ اپنے عقیقے کے عوض گرو ہے (اور عقیقہ یہ ہو کہ) اس بچے کی طرف سے ساتویں روز قربانی کی جائے اور اس کا مونڈن کیا جائے اور نام رکھا جائے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاةٍ وَقَالَ يَا فَاطِمَةُ احْلِقِيْ رَأْسَهٗ وَتَصَدَّقِيْ بِزِنَةِ شَعْرِهٖ فِضَّةً فَوَزَنَّاهُ فَكَانَ وَزْنُهٗ دِرْهَمًا اَوْ بَعْضَ دِرْهَمٍ (ترمذی)

علی یعنی زین العابدین کے بیٹے امام حسین کے پوتے محمد باقر حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنؓ کی طرف سے ایک بکری عقیقے میں ذبح کی اور فرمایا فاطمہ! اس بچے کا سر منڈا ڈالو اور بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کر دو (گھر والے کہتے ہیں کہ جب) ہم نے بالوں کو تولا تو درہم یا درہم سے کچھ کم تھے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ (مسلم)

ام المومنین بی بی عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ (نوزائیدہ) بچے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے جاتے تو آپ ان کے لئے برکت کی دعا کرتے اور کھجور یا کوئی اور میٹھی چیز چبا کر اُن کے حلق میں ڈالتے (کہ اسی کو تحنیک کہتے ہیں) ف

ف عقیقے کے متعلق مزید تفصیل کی ضرورت ہو تو حصۂ دوم حقوق العباد کے باب حقوق اولاد کے عنوان عقیقہ کو پڑھو ۱۲

من المترجم: بچہ بطن مادر میں خون حیض سے پرورش پاتا ہے اور وضع حمل سے پہلے کا فضلہ اس کی انتڑیوں میں جمع رہتا ہے تحنیک ہلکا سا مسہل ہے تاکہ بچے کا پیٹ صاف ہو۔ ہمارے ملک میں شہد چٹاتے ہیں اور پھر گھٹی دیتے ہیں اور بچے کی حفظ تندرستی کی پہلی تدبیر ہے۔

آداب الاسامی

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ فَلَمَّا

(لوگو!) وہی قادر مطلق ہے جس نے تم کو تن واحد (آدم) سے پیدا کیا اور اُسی کی جنس کا اس کا جوڑا بنایا تاکہ مرد عورت کی طرف رغبت کرے تو جب مرد عورت سے لپٹ جاتا ہے تو عورت کو ایک ہلکا سا حمل رہ جاتا ہے پھر وہ اس حمل کو لئے لئے پھرتی ہے پھر

آداب العقیقۃ والتسمیہ

عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَذَّنَ فِیْ اُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ حِیْنَ وَلَدَتْہُ فَاطِمَۃُ بِالصَّلٰوۃِ + (ترمذی)

ابورافع (جو پیغمبر صاحب کے غلام آزاد تھے) کہتے ہیں کہ جس وقت حسن بن علیؓ بطن فاطمہؓ سے پیدا ہوئے تو میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اُن کے کان میں اذان دی جیسے نماز کی اذان دی جاتی ہے ف

ف بعض سلف سے منقول ہے کہ مولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی جائے (اذان اور تکبیر میں جو فرق ہے وہ اور ان دونوں
تراجم حصہ اول حقوق اللہ کے باب الصلوٰۃ عنوان "اذان کی فضیلت اور اُس کے احکام" میں ملاحظہ ہوں) اور یہ بھی آیا ہے کہ مولود کے کان میں آیۃ
اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ - پڑھی جائے اور آیۃ ہو یا اذان و تکبیر ہو یہ ایک طرح کا تفاؤل ہے کہ مولود کے کان میں
سب سے پہلے توحید اور اقرار رسالت کی آواز پہنچے جو اسلامی شریعت کا ایک اہم اور ضروری مسئلہ ہے تاکہ وہ بڑا اور مکلف یا بشرائع ہو کر اس کا معتقد
اور اس پر عامل ہو گو اس وقت سمجھے نہیں ۱۲

ف یہ آیت جزو ہے اُس قصّے کا جو عمران کی بی بی حنّہ سے حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت کے وقت ظہور میں آیا پورا قصہ یہ ہے اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ
عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ فَلَمَّا وَضَعَتْھَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُھَا
اُنْثٰی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی وَاِنِّیْ سَمَّیْتُھَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یعنی
ایک وقت تھا کہ عمران کی بی بی نے (خدا کی جناب میں) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے پیٹ میں جو بچہ ہے اُس کو میں دُنیا کے کام کاج سے آزاد
کرکے تیری نذر کرتی ہوں تو میری طرف سے یہ نذر قبول فرما کہ تو (سب کی) سنتا (اور سب کی نیتوں کو) جانتا ہے پھر جب اُنھوں نے بیٹی جنی اور اللہ کو خوب
معلوم تھا کہ اُنھوں نے کس رتبے کی (بیٹی) جنی ہے (اور وہ اُس کی حقیقت سے واقف نہ تھیں) تو لگیں کہنے کہ اے میرے پروردگار (اب کیا کروں) میں نے تو یہ
لڑکی جنی ہے اور لڑکا لڑکی کی طرح (گیا گزرا) نہیں ہوتا اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اس کو اور اس کی نسل کو شیطان مردود کے (اغوا سے) تیری پناہ میں دیتی
ہوں ف مریم علیہا السلام کی والدہ نے نذر کرتے وقت یہ سمجھا تھا کہ بیٹا ہوگا اُس کو دُنیا کے کاموں سے آزاد کرکے خانۂ خدا کی خدمت کے لیے چھوڑ دوں گی
بیٹی ہوئی تو اُن کو تردد ہوا کہ دنیا ہو یا دین عورت سے تو مرد کی برابری ہو نہیں سکتی میری نذر پوری ہو تو کیونکر ہو لیکن خدا کو منظور تھا کہ اُن کے بطن پاک سے معجزے

ص کے طور پر بڑے نامی اور نامور پیغمبر عیسےٰ پیدا ہوں تو ایسی لڑکی بلا رح لڑکوں پر شرف رکھتی ہے چنانچہ خدا نے ماں کی نذر میں مریم کو قبول فرما لیا اور اُن کی
منت پوری ہوئی ۱۲ -+-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

اخلاق اور آداب کے باہم ایک دوسرے سے ممتاز ہونے میں لوگوں نے بڑی بڑی موشگافیاں کی ہیں مگر ہم حقوق اور اخلاق اور آداب کا باہمی فرق فرائض اور سُنن اور نوافل کی بیلی اور تصویر کے خاکے اور خط و خال اور رنگ و روغن کی دوسری مثال دے کر اس سے پہلے حقوق العباد کے خاتمے میں سمجھا چکے ہیں اس حصے کے مضامین پڑھتے وقت اس کا خیال رہے یعنی جس طرح فرائض اور سُنن اور نوافل سب نمازیں ہیں اسی طرح حقوق (حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد) ضرورت کے درجے میں ہیں۔ اخلاق احتیاط کے اور آداب مزید احتیاط یعنی عمدگی کے اور ہیں سب طور و طریق زندگی۔ یا یوں کہو کہ آداب اور اخلاق دونوں تکمیلیں ہیں حقوق کی چنانچہ ہم نے آگے چل کر جلوس و نوم کے آداب میں اس کو ظاہر بھی کر دیا ہے کہ "با اینہمہ ہم ناظرین سے داد طلب ہیں کہ اخلاق اور آداب کے دونوں مضمون کتنے تو وسیع ہیں مختصر پنداروں کے لیئے ہر ایک آداب کو کسی نہ کسی خلق یا حق کا تکملہ قرار دے کر آداب کو اخلاق و حقوق میں ملا دیا ہے۔ پھر اخلاق کو پہلے جلب منفعت اور دفع مضرت کے ذیل میں اور پھر جلب منفعت اور دفع مضرت کو ایک حفظ نفس کے ذیل میں سمیٹ کر لے آئے اور یوں ہی بہت سے مضامین جو بظاہر منتشر معلوم ہوتے تھے ایک سلسلے میں منتظم ہو گئے۔ ہم جس طرح پر بتاتے ہیں اس کتاب کے مضامین کو دیکھو تو بجائے تنگ دل ہونے کے غالباً خوش ہو گئے" لگتے ہاتھ ہم نے اتنا اور کیا کہ فہرست مضامین کے علاوہ ان تعلقات کی ایک مختصر سی فہرست بنا کر آداب کے شروع میں لگا دی جس سے پڑھنے والوں کو صاف طور پر معلوم ہو جائے گا فلاں ادب کو فلاں فلاں حق یا خلق کے ساتھ تعلق ہے۔ الغرض اس حصے میں جتنے آداب ہیں سب کو حقوق یا اخلاق کا تکملہ سمجھنا چاہیئے اور اسی لیئے ہم نے اخلاق کو حقوق کے اور آداب کو اخلاق کے پیچھے رکھا اور آداب ہی پر کتاب کو ختم کر دیا +

وَلِلّٰہِ الْحَمْد

يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيهِمُ اللّٰهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ (نور ع ۳ پارہ ۱۸)

(اور) اس دن اللہ ان کو پورا پورا واجب بدلہ دے گا اور جان لیں گے کہ اللہ ہی سچا اور سچ کو سچ کر دکھانے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِينًا ۝ (الاحزاب ع ۷، پارہ ۲۲)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو (کسی طرح کی) ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت (دونوں) میں خدا کی پھٹکار ہے اور خدا نے ان کے لیئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بے اس کے کہ انھوں نے قصور کیا ہو (ناحق کی تہمت لگا کر) ایذا دیتے ہیں تو (وہ جھوٹ) طوفان اور صریح گناہ کا بوجھ (اپنی گردن پر) لیتے ہیں۔

من المترجم۔ بہتان بھی جھوٹ کی ایک شان ہے مگر جھوٹ سے بالاتر۔ اور اسی واسطے اس کی سزا بھی جھوٹ سے سخت تر ہے۔ جھوٹ کے متعلق ہم اسی حصہ میں کہیں بہت کچھ لکھ آئے ہیں اور وہی بہتان کے لیئے بھی بس کرتا ہے۔ مگر ان دونوں آیتوں کا مطلب عام کرنے کے لیئے ہمیں اس قدر کہنے کی ضرورت ہے کہ مفسروں کے نزدیک یہ دونوں آیتیں یہود ونصاریٰ اور مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں کہ یہ تینوں گروہ خدا اور رسولِ خدا کی طرف اُن نالائق باتوں کو منسوب کرکے جو خدا اور رسولِ خدا کی شان کے لائق نہیں اُن کو ایذا دیتے تھے یہود خدا کی شان میں کہتے تھے ید اللّٰہ مغلولۃ اور ان اللّٰہ فقیر ونحن اغنیاء اور عزیر ابن اللّٰہ اور نصاریٰ مسیح کو ثالث ثلاثہ اور ابن اللہ بتاتے تھے اور مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور رسولِ خدا کو کبھی شاعر کبھی ساحر کبھی کاہن کبھی دیوانہ بتاتے اور صفیہ[1] کے نکاح میں پیغمبر صاحب پر طرح طرح کے طعن کرتے تھے لیکن ہمارے نزدیک دونوں آیتیں عام ہیں اور ان کا مفہوم اُن تمام لوگوں کو شامل ہے جو خدا اور رسولِ خدا کی نسبت طعن آمیز باتیں مُونہ سے نکالتے ہیں اور عجب نہیں کہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے افک کی طرف اشارہ ہو جس کا بیانِ مفصل قرآن کی سورۂ نور میں اور بیانِ مجمل اس کتاب کے حصہ دوم احترام ازواجِ مطہرات کے عنوان میں گزر چکا۔

[1] صفیہ حیی بن اخطب یہودی رئیس خیبر کی بیٹی تھیں۔ پیغمبر صاحب نے خیبر فتح کیا اور وہاں کے مرد عورت قیدی ہو آئے تو دحیہ بن خلیفہ صحابی نے پیغمبر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ان قیدیوں میں سے مجھے ایک لونڈی دے دیجیئے پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ جاؤ جونسی لونڈی چاہو لے لو۔ دحیہ نے صفیہ کو پسند کیا اور انھیں اپنے ساتھ لے گئے اتنے میں ایک شخص نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا کہ دحیہ جس لونڈی کو لے گئے ہیں حیی بن اخطب کی بیٹی قریظہ اور نضیر کی سردار صفیہ ہے۔ وہ آپ کے لائق ہے نہ دحیہ کے پیغمبر صاحب نے دحیہ کو بُلا کر فرمایا کہ صفیہ کو چھوڑ دو اور اس کی جگہ اَور لونڈی لے لو دحیہ نے ایسا ہی کیا پیغمبر صاحب نے صفیہ کو آزاد کرکے اُن سے نکاح کر لیا۔ کیونکہ اُن کی دلجوئی بجز اس کے کہ پیغمبر صاحب انھیں اپنے نکاح میں لائیں اور کسی طرح ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ اسپر منافقوں اور یہودیوں نے پیغمبر صاحب پر طرح طرح کے طعن کیئے۔ ۱۲

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (الانفال ع۳ پارہ ۹)

مسلمانو! اللہ اور رسول کی (امانتیں) خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم تو (خیانت کے وبال سے) واقف ہو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (صحیحین)

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں اگرچہ وہ روزہ رکھتا اور نماز پڑھتا اور اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہو (۱) جب بات کہے جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے خلاف کرے (۳) جب اُس کے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدِّ الْاَمَانَةَ اِلٰى مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ ۞ (ابوداؤد ...... ترمذی)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے شخص) تو اُس کی امانت کو ادا کرے جس نے تیرے پاس امانت رکھوائی ہے اور جو شخص تیری خیانت کرے تو اُس کی خیانت نہ کر۔

ف جب مسلمانوں اور کافروں میں لڑائی ٹھن گئی تو اُس وقت تک مسلمانوں کے عزیز و قریب مکے میں تھے اور یہاں لڑائی کے مشورے ہوتے تھے اور ضرور تھا کہ یہ مشورے کافروں پر ظاہر نہ ہوں مسلمانوں میں امانت رہیں مال اور اولاد کے پاس خاطر سے یہاں کے ان مشوروں کو ظاہر کر دینے کو خدا اور رسول کی خیانت فرمایا ۱۲

بہتان

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ (النساء ع۶ پارہ ۵)

اور جو شخص کسی خطا یا گناہ کا مرتکب ہو پھر وہ اپنے قصور کو کسی بے گناہ پر تھوپ دے تو اُس نے بہتان اور گناہ صریح (کا بوجھ اپنی گردن پر) لادا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

جو لوگ پاکدامن عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگاتے ہیں جو بیچاریاں ایسی باتوں سے محض بے خبر (ہیں اور) ایمان رکھتی ہیں (ایسے لوگ دنیا اور آخرت دونوں میں ملعون ہیں اور قیامت کے دن) اُن کو بڑا سخت عذاب ہوگا جب کہ اُن کے مقابلے میں اُن کی زبانیں اور اُن کے ہاتھ اور اُن کے پاؤں اُن کے عملوں کی گواہی دیں گے

وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (انعام ع ۱۷ پارہ ۸)

اور (ان نعمتوں کے شکریے میں) ان کے کاٹنے (اور توڑنے) کے دن حق اللہ (یعنی زکوٰۃ اس میں سے) دے دیا کرو اور فضول خرچی نہ کرو کیونکہ فضول خرچی کرنے والوں کو خدا پسند نہیں کرتا۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (الاعراف [illegible])

اے بنی آدم ہر ایک نماز کے وقت (لباس وغیرہ سے) اپنے تئیں آراستہ کر لیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچیاں نہ کیا کرو کیونکہ خدا فضول خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا (بنی اسرائیل [illegible])

اور (اے پیغمبر) رشتہ دار اور غریب اور مسافر (ہر ایک) کو اس کا حق پہنچاتے رہو اور (دولت کو) بیجا مت اڑاؤ (کیونکہ) (دولت کے) بیجا اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔ ف

ف شیطان گروہ ملائکہ میں سے تھا اس نے اس نعمت کی قدر نہ جانی اور خدا کی نافرمانی کی اسی طرح مال بھی خدا کی نعمت ہے اور جو اس کو بے جا اڑائے وہ اس کی قدر نہیں کرتا تو وہ نعمت کی قدر نہ جاننے میں شیطان کا بھائی ہوا اور دولت بیجا اڑائی جاتی ہے تو اکثر شیطانی حرکات اور ممنوعات شرعیہ میں اڑائی جاتی ہے اس اعتبار سے بھی دولت کے بیجا اڑانے والے شیطان کے بھائی ٹھیرے کہ اس کے کہنے پر چلے ۱۲ +

من المترجم اسراف صرف یہی نہیں کہ آدمی آمدنی سے زیادہ خرچ کرے بلکہ بیجا خرچ کرنا تھوڑا ہو یا بہت وہ بھی اسراف ہے اسراف کے مذموم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اسراف اس بات کی دلیل ہے کہ مسرف نعمت خدا کی قدر نہیں کرتا اور قدر نہ کرنا عین کفران نعمت ہے مسلمانوں میں اسراف کا مرض عام ہے شاید ہی کوئی متنفس اس سے بچا ہوگا۔ اسراف کا ہونا متفرع ہے دولت کے ہونے پر اور مسلمان فی مقابلہ اقوام اخر عموماً بے دولت ہیں باینہمہ وہ مسرف ہیں۔ بے دولت ہیں اس لیے کچھ تو سرے سے دولت کے حاصل کرنے ہی کو خلاف دینداری سمجھتے ہیں اور جو اتنے متعصب نہیں وہ دولت کے حاصل کرنے کے لیے سعی کرتے ہیں بھی تو سعی ناشکور "کچھ ناچ نہ جانیں اور کچھ آنگن ٹیڑھا" دولت کے کمانے کا کسی کو سلیقہ ہی نہیں مفلس ہوا ہی چاہیں۔ ہاں گنتی کے ایسے تو ہیں جن کے بزرگ کچھ دولت چھوڑ مرے ہیں تو مال مفت دل بے رحم وہ اس کا رکھ رکھاؤ نہیں جانتے خدا جانے مال حرام بود یا نبود مگر بجائے حرام رفت تو ہو رہا ہے اصل مسرف تو یہ ہیں مگر ہم نے مفلسوں کو بھی مسرفوں کے ساتھ لتھیڑ لیا ہے تو وہ اس وجہ سے کہ قبنا بن پڑتا ہے اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ سے متجاوز ہو کر تن آسانی میں یا رسم و رواج نامشروع کی پابندی میں یا نام و نمود اور شیخی میں خرچ کرتے ہیں یا راہ خدا بھی دیتے ہیں تو نااہلوں کو جن کا کھایا پایا نہ پُن اور ایسوں کے دینے سے قوم میں کاہلی اور بے غیرتی کی تحریک و ترغیب اور ترقی ہو رہی

۵ (اے پیغمبر تم لوگوں سے) اپنے پروردگار کے احسانات کا تذکرہ کرتے رہنا کہ یہ بھی شکرگزاری کا ایک طریقہ ہے ۱۲

يَقُولُ أَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَّيَقُولُ الْآخَرُ اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا (صحیحین)

ان میں کا ایک کہتا ہے خداوندا! خرچ کرنے والے کو خرچنا اور زیادہ فی مال عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے الٰہی! بخیل کو ہلاکت و بربادی نصیب کر

عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْفِقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ ارْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ + (صحیحین)

اسماء (حضرت ابوبکر کی بیٹی - زبیر بن العوام کی بی بی جو صحابیات کی فہرست میں ایک جلیل القدر صحابیہ ہیں) کہتی ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اسماء!) راہِ خدا میں خرچ کر ڈال اور گن مت (اگر تو گن کر دے گی) تو خدا بھی تجھے گن کر دے گا اور تو مال کو سینت سینت کر مت رکھ ورنہ خدا بھی اپنا مال تجھ سے روک لے گا دے جہاں تک تجھ میں گنجایش ہو۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا الظُّلْمَ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ + (مسلم)

جابر کہتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) ظلم سے بچو کیونکہ قیامت کے روز ایک ظلم متعدد اندھیریوں کا سبب ہو جائے گا اور بخیل سے بھی بچو کہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو نیست و نابود کر دیا ہے اس نے اُن کو باہمی خونریزی پر برانگیختہ کیا اور اسی کی وجہ سے) انھوں نے خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کر لیا۔ ف

ف بخل کو باہمی خونریزی اور خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرنے کا باعث اس سے فرمایا کہ مال کے خرچ کرنے سے باہم میل جول اور اتحاد بڑھتا ہے اور بخل سے لوگ متنفر ہو کر بخیل سے ترکِ ملاقات کر دیتے ہیں پھر یہی تنفر اور ترکِ ملاقات مفضی الی المعادات ہوتی اور باہمی عداوت قتل و خونریزی کی موجب ۔ ۱۲

اسراف

وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أُكُلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ

اور وہی (قادرِ مطلق) ہے جس نے باغ پیدا کیے (بعض تو ٹٹیوں پر) چڑھائے ہوئے (جیسے انگور کی بیلیں) اور بعض نہیں چڑھائے ہوئے اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن کے پھل مختلف (قسموں کے) ہوتے ہیں اور زیتون اور انار کہ بعض تو صورت شکل مزے میں) ایک دوسرے سے ملتے جلتے (ہیں) اور (بعض نہیں (بھی) ملتے جلتے (لوگو) یہ سب چیزیں جب پھلیں ان کے پھل بے تامل

وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتٰكُمْ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۙ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۗ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ (الحدید ع سیارہ ۲۷)

اور کوئی نعمت خدا تم کو عطا کرے تو اس پر اتراؤ مت ف اور اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا کہ دیہ ایک تو آپ بخل کریں اور دوسرے لوگوں کو بخل کی ترغیب دیں اور جو شخص (ان نصیحتوں) سے روگردانی کرے گا تو کچھ شک نہیں کہ اللہ بے نیاز (اور ہر حال میں) سزاوار حمد (وثنا) ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِّنَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِّنَ اللّٰهِ بَعِيْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّارِ وَلَجَاهِلٌ سَخِيٌّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيْلٍ + (ترمذی)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخی خدا سے (یعنی اس کی رحمت اور رضا سے) قریب ہے جنت سے قریب ہے (کہ عنقریب اس میں داخل ہو جائے) لوگوں سے قریب ہے (کہ وہ اس سے محبت کرتے ہیں) دوزخ سے دور ہے اور بخیل خدا سے دور جنت سے دور لوگوں سے دور دوزخ سے قریب ہے اور سخی جاہل ف خدا کو بہت پیارا ہے بخیل عابد سے

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِيْ مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ (ترمذی)

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو خصلتیں کسی ایماندار میں جمع نہیں ہوتیں بخل اور بدخلقی

عَنْ اَبِیْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَّلَا بَخِيْلٌ وَّلَا مَنَّانٌ (ابوداؤد)

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دھوکا دینے والا اور بخیل اور دے کر احسان جتانے والا (یہ تینوں شخص) جنت میں داخل نہ ہوں گے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ يَّوْمٍ يُّصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دن کی صبح کو دو فرشتے (آسمان سے) اترتے ہیں

ف یعنی کوئی چیز جاتی رہی تو وہ بھی ایک تقدیری بات ہے اور اگر کوئی نعمت حاصل ہو گئی تو بے استحقاق سابق محض خدا کی دین ہے نہ نتیجہ سعی وکوشش تو پھر اترانے کا کیا محل ہے ۱۲

ف ظاہرا مقابلہ چاہتا تھا کہ یوں کہا جاتا کہ سخی جاہل خدا کو بہت پیارا ہے بخیل عالم سے مگر چونکہ عبادت نتیجہ علم ہے عالم کو عابد فرمایا ۱۲

الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا (النساء ع ۶ پارہ ۵)

آپ بخل کریں (سو کریں دوسرے) لوگوں کو بھی بخل کرنے کی صلاح دیں اور اللہ نے اپنے فضل سے اُن کو جو کچھ دے رکھا ہے اُس کو چھپائیں اور ہم نے اُن لوگوں کے لیے جو ہماری نعمتوں کی) ناشکری کریں ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَإِن تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ إِن يَسْأَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوا وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنكُم مَّن يَبْخَلُ وَمَن يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَن نَّفْسِهِ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنتُمُ الْفُقَرَاءُ وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُم

(محمد ع ۴ .... پارہ ۲۶)

(مسلمانو! یہ) دنیا کی زندگی (جو ہے) تو بس نرا کھیل اور تماشا ہے اور اگر خدا پر ایمان رکھو گے اور پرہیزگاری کرتے رہو گے تو وہ تم کو تمھارے اجر عنایت کرے گا اور (اپنے لیے) تمھارے مال تم سے نہیں طلب کرے گا (اور بالفرض) اگر وہ تم سے (اپنے لیے) تمھارے مال طلب کرے اور تم کو چمٹے تو تم (ضرور) بخل کرو اور اس سے تمھاری دلی عداوتیں ظاہر ہوں ؎۱ تم لوگ سن رکھو کہ (خدا کو تو تم کیا دوگے تم (تو) ایسے (دل کے تنگ) ہو کہ تم کو خدا کے رستے میں (اپنے قومی فائدے کے لیے) خرچ کرنے کو بلایا جاتا ہے اس پر بھی تم میں ایسے (بہتیرے) ہیں جو بخل کرتے ہیں اور جو بخل کرتا ہے تو حقیقت میں خود اپنے سے بخل کرتا ہے ورنہ اللہ تو بے نیاز ہے اور تم (اُس کے) محتاج ہو اور اگر تم (حکم خدا سے) روگردانی کروگے تو (خدا) تمھارے سوا دوسرے لوگوں کو تمھاری جگہ لا بٹھائے گا اور وہ تم جیسے (تنگدل بھی) نہیں ہوں گے۔

مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ

(لوگو! جتنی مصیبتیں) روئے زمین پر نازل ہوتی ہیں اور جو خود تم پر نازل ہوتی ہیں (وہ سب) اُن کے پیدا کرنے سے پہلے ہم نے کتاب (لوح محفوظ) میں لکھ رکھی ہیں (اور) بے شک یہ اللہ کے نزدیک (ایک) سہل (سی بات) ہے (اور یہ ہم نے تم کو) اس لیے (جتا دیا ہے) کہ کوئی چیز تم سے جاتی رہے تو اس کا رنج نہ کرو

؎۱ عداوت سے مراد یا تو وہ عداوت ہے جو عموماً ہر ایک بخیل کو سائل سے ہوتی ہے یا یہاں وہ عداوتیں مراد ہیں جو پہلے سے مسلمانوں کے ساتھ اُن لوگوں کے دلوں میں تھیں ۱۲

مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَئِنْ بَسَطْتَ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَا اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ
اَنْ تَبُوْٓءَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ
فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۚ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ
اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝ حاسد فی زعمہ اپنی بدعقلی سے محسود کے
ساتھ عداوت کرتا ہے اور حقیقت میں خود اپنے ساتھ کہ دوسروں کو اپنے سے بہتر دیکھ کر آپ ہی آپ جلا کرتا ہے۔

کرے گر کوئی برائی تو یہ تیری ہے بھلائی — کہ جو تو نہ خوب ہوتا تو وہ کیوں حسود ہوتا

(بقیہ صفحہ ۱۱۹) (زیادتی ہو تو تیری ہی طرف سے ہو اور) تو میرا اور اپنا (دونوں کا) گناہ سمیٹے اور دوزخیوں میں (جا شامل) ہو اور ظالموں کی یہی سزا ہے اس پر بھی اس کے (یعنی قابیل کے) نفس نے اس کو اپنے بھائی کے مار ڈالنے پر آمادہ کیا (چنانچہ) آخر کار اس کو مار ڈالا اور آپ ہی گھاٹے میں آ گیا اس کے بعد اللہ نے ایک کوا بھیجا وہ زمین کو کریدنے لگا تاکہ اس کو (یعنی قابیل کو) دکھائے کہ اسے اپنے بھائی کی فضیحت (یعنی اس کی لاش) کو کیونکر چھپانا چاہیئے چنانچہ وہ کوے کو زمین کریدتے دیکھ کر بول اٹھا ہائے میری شامت کہاں میں (ایسا) گیا گزرا ہوا کہ (دیلا سے) اس کوے (ہی) جیسا (ہوشیار) ہوتا تو اپنے بھائی کی فضیحت (یعنی لاش کو) تو چھپا دیتا الغرض وہ اپنے کیے سے بہت ہی پشیمان ہوا ۱۲

بخل

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ
مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ
سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ
وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ (آل عمران ع ۱۸ پارہ ۴)

اور جن لوگوں کو خدا نے اپنے فضل (وکرم) سے (مقدور) دیا ہے اور وہ (راہ خدا) اس (کے خرچ کرنے) میں بخل کرتے ہیں وہ اس (بخل کو) اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں (بہتر نہیں) بلکہ وہ ان کے حق میں بدتر ہے (کیونکہ جس (مال) کا بخل کرتے ہیں عنقریب قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کے گلے میں پہنایا جائے گا اور آسمان و زمین (آخر کار سب) کا وارث اللہ ہی ہے اور جو کچھ (بھی تم لوگ) کرتے ہو اللہ کو اس کی (سب) خبر ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ
اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ
وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ
بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۝

اور (مسلمانو!) اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھیراؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور قرابت والے پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں اور پاس کے بیٹھنے والوں اور مسافروں اور جو (لونڈی غلام) تمہارے قبضہ میں ہیں ان (سب) کے ساتھ سلوک کرتے رہو اللہ ان لوگوں کو دوست نہیں رکھتا جو اتراتے (اور) بڑائی مارتے پھریں

وَكَادَ الْحَسَدُ اَنْ يَّغْلِبَ الْقَدَرَ (مشکوٰۃ) اور حسد تقدیر الٰہی پر غالب آجائے ف

ف مطلب یہ ہے کہ اگر بالفرض کوئی ایسی چیز ہوتی جو تقدیر الٰہی پر غالب آتی تو وہ حسد ہوتی ۱۲ +

من المترجم - انتظام دنیا کہو - تمدّن کہو - معاشرت کہو - یا انگریزی بولی ہیں جس کے کتنے الفاظ تبقاضائے وقت اُردو میں داخل ہوگئے نہیں اور ہوتے چلے جارہے ہیں سوسائٹی کہو مبنی ہے آدمی کے اختلاف حالت پر سوائے اس کے کہ بشریت اور لوازم بشریت میں تو سب یکساں ہیں باقی کسی ایک کی کوئی حالت کسی دوسرے کی کسی حالت سے نہیں ملتی - کوئی امیر ہے کوئی غریب - کوئی زمیندار - کوئی کاشتکار - کاشتکاروں میں بھی کوئی موروثی - کوئی غیر موروثی - کوئی مالک مکان - کوئی کرایہ دار کوئی آقا - کوئی نوکر - کوئی تاجر - کوئی دستکار - کوئی عالم - کوئی جاہل - کوئی فاضل - کوئی مفضول - کوئی محتاج - کوئی محتاج الیہ - کوئی بیمار - کوئی طبیب اسی طرح اختلافات کی فہرست لکھنی ہو تو دفتر کے دفتر لکھ ڈالو اور فہرست مکمل نہ ہو اگر سب آدمی سب باتوں میں یکساں ہوں تو اُن کو دیہات اور قصبات اور بلاد و امصار میں جمع ہو کر بسنے کی ضرورت ہی کیا ہے - پھر ایک سے ایک کی حالت مختلف جو ہے سو ہے یہ ایک عجیب بات ہے کہ ایک ہی آدمی مختلف حیثیتوں سے محتاج الیہ بھی ہے اور محتاج بھی فاضل بھی ہے مفضول بھی یا ایک بات میں ایک کی نسبت فاضل اور محتاج الیہ ہو اور اُسی بات میں دوسرے کی نسبت مفضول اور محتاج ع آنانکہ غنی تراند محتاج ترند ۵

گلہائے رنگ رنگ سے ہے زینت چمن اے ذوق اس جہان کو ہے زیب اختلاف سے

اختلاف حالت میں دو اثر ہوتے ہیں غبطہ یا حسد - غبطہ محمود حسد مذموم - غبطہ جس کا فارسی ترجمہ رشک اور اردو میں ریس یہ ہے کہ ہم کسی کو اپنے سے بہتر حالت میں دیکھ کر ویسی ہی اپنی حالت کرنی چاہیں تو اس میں من حیث الاخلاق کسی طرح کی بُرائی نہیں بلکہ غبطہ اخلاق فاضلہ میں سے ہے اور ترقی کا محرّک ہے اور جس قوم کے افراد میں یہ گدگدی نہیں - یہ دلیل اس قوم کی پستی اور تنزل کی ہے اور افسوس ہے کہ ہم مسلمانوں کی یہی حالت ہے ۔ ۵

نمونے یا داط پیش نظر ہیں مگر چونکہ دل کور ہیں بے بصر ہیں

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ - اس اعتبار سے غبطہ اور حسد کا مادہ ایک ہے کہ دونوں صورتوں میں مفضول فاضل کی فضیلت کا احساس کرتا ہے لیکن نتیجۂ احساس کی رُو سے ضدّ یک دگر ہیں حاسد محسود جیسا بننا نہیں بلکہ اس کی نعمت کا زوال چاہتا ہے تو یہ محسود کے ساتھ ناحق بلا وجہ خدا واسطے کی عداوت ہے ۵

تو ام آن کہ نیازارم اندرون کسے حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست

حسد ایسی بدخصلت ہے کہ چھوٹے چھوٹے جرموں اور گناہوں کی کون کہے زمین میں پہلا خون اسی کی وجہ سے ہوا ہے وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَىْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ

ف اور (اے پیغمبر) ان لوگوں کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کے واقعی حالات پڑھ کر سناؤ کہ جب دونوں نے (خدا کی جناب میں) نیازیں چڑھائیں تو اُن میں سے ایک (یعنی ہابیل) کی قبول ہوئی اور دوسرے (یعنی قابیل) کی قبول نہ ہوئی تو (قابیل مارے حسد کے بھائی سے) لگا کہنے کہ میں ضرور تجھ کو قتل کر کے رہوں گا اُس نے جواب دیا کہ اللہ تو صرف پرہیزگاروں کی نیازیں قبول کرتا ہے ف اگر میرے قتل کرنے کے ارادے سے تو مجھ پر ہاتھ چلائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے تجھ پر اپنا ہاتھ چلانے والا نہیں کیونکہ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں میں تو یہ چاہتا ہوں کہ (بقیہ بر صفحہ ۱۲۰)

اُسی کے زمانے کے مطابق اُن نعمتوں سے فائدہ اُٹھاؤ کہ طلب اور تمتع کے شرعی طریقے بھی ہم تم سب کے فائدے کے لئے ہیں حرص وطمع سے مطلق طلب اور مطلق تمتع مراد نہیں بلکہ ناجائز طلب اور ناجائز تمتع مسلمان کچھ آج سے نہیں سالہا سال سے اور ہندوستان ہی نہیں ہر کہیں کے دنیا کے محدود پہلوؤں پر نظر کرتے نہیں سب سے حُبِّ دنیا کو گناہ سمجھ کر دنیا کو طلب ہی نہیں کرتے یا کرتے بھی ہیں تو طلب کے طور سے طلب نہیں کرتے اور اس بے پروائی اور بے اہل انگاری کے نتیجے جو ہوئے اور ہو رہے ہیں اور ہوں گے سب نے دیکھے اور دیکھ رہے ہیں اور دیکھیں گے سعی عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو ۔ حرص وطمع کو جو منع کیا جاتا ہے تو دو وجہ سے ۔ ایک یہ کہ حرص وطمع دلالت کرتی ہے دُنیا کی حُبِّ مفرط پر اور بقاعدہ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ حرص وطمع کے ساتھ طلب کا دوسروں کی حق تلفی سے محفوظ رہنا مشکل ہے ۔ دوسرے حریص وطامع اپنی حالت موجودہ سے کبھی رضامند نہیں رہ سکتا ۔ حرص وطمع استسقا کا سا روگ ہے جتنا پانی پیئے پیاس بڑھتی جائے اور اسی سے تو کہا ہے طمع را سہ حرف است ہر سہ تہی ۔ یعنی کامیابی بھی حریص کے لئے ناکامی ہے سے کاسۂ چشم حریصاں پُر نشد ۔ تا صدف قانع نشد پُر در نشد ۔

حسد

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ (بقرہ ع ۱۳ پارہ ۱)

مسلمانو! اکثر اہل کتاب باوجودیکہ اُن پر حق ظاہر ہو چکا ہے (پھر بھی) اپنے دلی حسد کی وجہ سے چاہتے ہیں کہ تمہارے ایمان لائے پیچھے پھر تم کو کافر بنا دیں تو معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا (کوئی اور) حکم صادر فرمائے ف۱ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ○ فَمِنْهُم مَّنْ آمَنَ بِهِ وَمِنْهُم مَّنْ

کیا اُن (یہودیوں) کے پاس سلطنت کا کوئی حصہ ہے اور اس وجہ سے لوگوں کو تل برابر بھی (اُس میں سے) دینا نہیں چاہتے یا خدا نے جو اپنے فضل سے لوگوں کو نعمت (قرآن) عطا فرمائی ہے اُس پر جلے مرتے ہیں سو یہ کوئی نئی بات نہیں پہلے بھی) خاندان ابراہیم (کے لوگوں) کو ہم نے کتاب دی اور علم (دیا) اور اُن کو بڑی بھاری سلطنت (بھی) دی پھر لوگوں میں سے کوئی تو اس (کتاب) پر ایمان لایا اور کوئی

ف۱ اور حکم سے مراد جہاد کی اجازت ہے کہ جب اہل کتاب اور مشرکوں نے مل کر مسلمانوں کو کفر پر مجبور کرنا شروع کیا اول تو مسلمان طرح دیتے رہے بعضے مزاج کے تیز لڑنے کی آمادگی ظاہر کرتے تو پیغمبر صاحب روک دیتے مگر آخر صبر اور درگزر کی بھی ایک حد ہوتی ہے ۔ جواب ترکی بہ ترکی

آخر کار جب جہاں سے گیا	ہاتھ خالی کفن سے باہر تھا
عیب طولِ کلام مت کریو	کیا کروں میں سخن سے خوگر تھا
خوش رہا جب تلک رہا جیتا	میرؔ معلوم ہے قلندر تھا

غرض قرآن میں دنیا کی جس قدر مذمت بھی ہے متفرع ہے ان ہی دو علتوں پر خدا کو بھول جانا اور دنیا کی بے ثباتی کا خیال نہ رکھنا۔ اب رہی دنیا کی مدح تو سارے قرآن میں دنیا کی مدح صاف لفظوں میں ایک جگہ بھی نہیں مگر اَلْکِنَایَۃُ اَبْلَغُ مِنَ الصَّرَاحَۃِ کثرت سے جابجا دنیا کا حال ایسے طور سے بیان کیا ہے کہ مبالغہ بھی نہیں اور مدح کا کوئی پہلو بھی چھوٹنے نہیں پایا۔ قرآن کی کمالِ بلاغت کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ایک ہی چیز کی مدح و ذم کا حق کس خوبی سے ادا کیا ہے قرآن کی جن باتوں سے دنیا کی مدح مستنبط ہوتی ہے یہ ہیں (۱) دنیا خدا کی ہستی کی دلیل اور خداشناسی کا ذریعہ ہے (۲) خدا تعالےٰ ہم پر دنیا کی تمام چیزوں کی منت رکھتا اور اُن کو اپنی نعمت قرار دے کر ہم سے شکر کا خواہاں ہے (۳) خدا نے تعالیٰ ہم کو دنیا کی نعمتوں سے متمتع ہونے کی نہ صرف اجازت بلکہ ترغیب دیتا ہے اور کیوں نہ دے تمتع کے بدون نعمت نعمت ہو ہی نہیں سکتی اور نعمت نہیں تو کہاں کا منعم اور کیسا شکر قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ ھِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا خَالِصَۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۔ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (۴) یہاں تک تو ہے کہ خدا نے اپنے کلام پاک میں مال کو لفظِ خیر سے تعبیر فرمایا ہے۔ اِنْ تَرَکَ خَیْرَا نِ الْوَصِیَّۃُ اور اِنَّہٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ اس سے زیادہ دنیا کی مدح اور کیا ہو سکتی ہے اور بڑی بات تو یہ ہے کہ ہم حُبِّ دنیا پر مجبول ہیں اور انتظام دنیا اسی حُب پر مبنی ہے۔ دنیا کی محبت دلوں سے سلب ہو جائے تو دنیا دنیا نہ رہے۔ ایک وحشتکدہ ہو جائے جو یقیناً خدا کو منظور نہیں رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ط اچھا تو پھر یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ایک شئے واحد ممدوح بھی اور مذموم بھی ہو کہ اسی کو منطق کی اصطلاح میں جمع بین النقیضین کہتے ہیں وھو محال پس ضرور دنیا کی دو حیثیتیں ہیں مختلف ایک کے اعتبار سے ممدوح ہے اور دوسری کے اعتبار سے مذموم۔ پس خدا کو نہ بھولو۔ اس کو حادث اور فانی اور عارضی اور چند روزہ ہو اگر مانند شے مانند شب و یگر مے مانند پد سمجھو اور خدا کی نعمتوں کو علے وجہ الحلال جس طرح اُس نے فرما دیا ہے طلب کرو اور

ف۱ (ای پیغمبر) ان لوگوں سے پوچھو کہ اللہ نے جو زینت (کے ساز وسامان) اور کھانے پینے کی ستھری چیزیں اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں (ان کو) کس نے حرام کیا ہے (یہ) تو اس کا کیا جواب دیں گے تم ہی ان کو سمجھا دو کہ جو لوگ دنیا کی زندگی میں ایمان لائے ہیں قیامت کے دن یہ (نعمتیں) خاص کر اُن ہی کو دی جائیں گی۔ ف۱

ف۱ مطلب یہ ہے کہ دنیا و مافیہا سب کچھ آدمی کے لیے پیدا کیا گیا ہے کافر ہو یا مسلمان از قسم زینت و رزق طیب کوئی چیز کسی پر حرام نہیں ہے جو کچھ کہ جہاں میں ہے سب انسان کے لیے ہے ؎ آراستہ گھر اسی مہمان کے لیے ہے ؎ البتہ آخرت میں یہ نعمتیں کافروں پر حرام ہوں گی یعنی کافر ان نعمتوں سے محروم رہیں گے تو جو مسلمان ہو کر زینت کی کسی چیز یا رزق طیب کو از خود اپنے اوپر حرام کرے وہ خدا کی منشا کے خلاف کرتا ہے ۱۲

ف۲ اور خدا کے فضل (یعنی معاش) کی جستجو میں لگ جاؤ اور (جہاں رہو) کثرت سے خدا کی یاد کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم لو کانت الدنیا تعدل عند اللہ جناح بعوضۃ ما سقی کافرا منہا شربۃ ماء (ترمذی)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر خدا کے نزدیک دنیا کی وقعت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو (دنیا میں) ایک گھونٹ پانی بھی تو پینے کو نہیں دیتا۔

عن حذیفۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی خطبتہ الخمر جماع الاثم والنساء حبائل الشیطان وحب الدنیا راس کل خطیئۃ وسمعتہ یقول اخروا النساء حیث اخرہن اللہ (مشکوۃ)

حذیفہ کہتے ہیں میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خطبے میں فرماتے سنا کہ شراب تمام گناہوں کی جڑ ہے اور عورتیں شیطان کے شکار کے آلات و اسباب ہیں اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی اصل ہے اور میں نے آپ کو یہ بھی فرماتے سنا کہ لوگو! عورتوں کو (مشورے وغیرہ میں) پیچھے رکھو کیونکہ خدا نے ان کو پیچھے رکھا ہے۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الدنیا دار من لا دار لہ ومال من لا مال لہ ولہا یجمع من لا عقل لہ (مشکوۃ)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں اور اس کا مال ہے جس کے لیے کچھ مال نہیں اور دنیا کے واسطے وہی جمع کرتا ہے جس کو عقل نہیں۔

من المترجم قرآن میں دنیا کے متعلق آیتوں کا تتبع کرو تو مدح اور ذم دونوں طرح کی آیتیں ملیں گی بلکہ مدح کی زیادہ دنیا میں دو ہی بڑے عیب ہیں اور ان کی وجہ سے اس کی جتنی مذمت کی جائے تھوڑی۔ ایک یہ کہ عالم اسباب ہے۔ اس باب کی بھول بھلیاں میں اگر آدمی کی عقل چکر میں آجاتی ہے اور وہ مسبب الاسباب اور علۃ العلل یعنی خدا کی طرف سے غافل ہو جاتا ہے بلکہ بعضے کوتاہ عقل تو خدا کا انکار کرنے لگتے ہیں۔ اگرچہ منکر خدا کم بہت کم ہیں مگر ہوئے ہیں اور ہیں گے اور ہوں گے دوسرا عیب بے ثباتی کہ سب کچھ ہے اور مرے پیچھے کچھ بھی نہیں۔

بے زری کا ذکر گلہ غافل — رکھ تسلی کو یوں مقدر تھا
اتنے منعم جہان میں گزرے — وقت رحلت کے کس کنے زر تھا
صاحب جاہ شوکت و اقبال — ایک ازاں جملہ اب سکندر تھا
تھی یہ سب کائنات زیر نگیں — ساتھ مور و ملخ سا لشکر تھا
لعل و یاقوت ہم زر و گوہر — چاہیے جس قدر میسر تھا

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِجَدْيٍ اَسَكَّ مَيِّتٍ قَالَ اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنَّ هٰذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ اَنَّ لَنَا هٰذَا بِشَيْءٍ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ (مسلم)	حضرت جابر کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا بکری کے ایک مُردہ بچے پر گزر ہوا جس کے کان کٹ کر جاتے رہے تھے (آپ نے صحابہ کی طرف روئے سخن کرکے) فرمایا بھلا کوئی تم میں سے اس مردار جانور کو ایک درہم میں خریدنا پسند کرتا ہے (صحابہؓ نے) عرض کیا کہ ہم تو اسے کسی چیز کے عوض میں بھی خریدنا پسند نہیں کرتے فرمایا قسم خدا کی جتنا یہ مُردہ بچہ تمھارے نزدیک حقیر ہے دنیا خدا کے نزدیک اس سے بہت زیادہ حقیر ہے
عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ (مسلم)	ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دُنیا مسلمان کے لیے قید خانے کی جگہ ہے (کہ طرح طرح کی تکلیفیں سہتا ہے) اور کافر کے واسطے جنت کے مثل ہے کہ لذت و شہوات میں مشغول رہتا ہے۔
عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ (صحیحین)	عمرو بن عوف کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی میں اس بات سے ذرا بھی خوف نہیں کرتا کہ تم فقر و فاقہ کی مصیبت میں پڑو گے مجھے تو اس کا اندیشہ ہے کہ دنیا تم پر فراخ کر دی جائے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فراخ کر دی گئی تھی پھر تم اس میں رغبت کرنے لگو جس طرح انھوں نے رغبت کی اور وہ تمھیں ہلاک کر ڈالے جس طرح انھیں ہلاک کر مارا
عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ (ترمذی)	ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو جی! دُنیا خدا کی رحمت سے دُور ہے (اور) جو چیز اس میں موجود ہے وہ بھی رحمت خدا سے دور ہے ہاں ذکر الٰہی اور جسے خدا دوست رکھتا ہے اور عالم یا متعلم (اس سے) مستثنیٰ ہیں۔
عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ	سعدؓ کے بیٹے سہیل کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا

يَخْتِلُونَ الدُّنْيَا بِالدِّينِ يَلْبَسُونَ لِلنَّاسِ جُلُودَ الضَّأْنِ مِنَ اللِّينِ أَلْسِنَتُهُمْ أَحْلَى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الذِّئَابِ يَقُولُ اللّٰهُ أَبِي يَغْتَرُّونَ أَمْ عَلَيَّ يَجْتَرِءُونَ فَبِي حَلَفْتُ لَأَبْعَثَنَّ عَلَى أُولٰئِكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيمَ فِيهِمْ حَيْرَانَ (ترمذی)

جو دنیا کو دینی عملوں سے طلب کریں گے اور ایسے لوگوں کو دھوکے میں ڈالیں گے اظہار نرمی اور تواضع کے لیے بکریوں کی کھالیں پہنیں گے۔ اُن کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی اور دل بھیڑیوں جیسے (ان ہی لوگوں کے بارے میں) خدا فرماتا ہے کیا یہ لوگ میری مہلت دینے سے مغرور ہو گئے ہیں؟ (نہیں) بلکہ مجھ پر جرأت کرتے ہیں تو مجھے اپنی قسم ہو کہ میں ان لوگوں پر ان ہی میں سے ایک فتنہ ایسا اُٹھا کھڑا کروں گا جو بُرد بار سے بُرد بار کو بھی حیران و مبہوت بنا دے گا۔

عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللّٰهُ بِهِ (صحیحین)

جندبؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے تئیں مشہور کرنا چاہتا اور اپنے فضائل لوگوں میں پھیلانے کا ارادہ رکھتا ہے قیامت کے روز خدا اُس کے عیبوں کو مشہور کرے گا اور جو شخص دکھاوے کے لیے عمل کرتا ہے قیامت کے دن خدا تعالیٰ اُسے ریاکاروں جیسی سزا دے گا (یعنی فرمائے گا کہ اپنے عمل کی جزا اُس سے مانگ جس کی خاطر عمل کیا تھا)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهِ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ أَسَامِعَ خَلْقِهِ وَحَقَّرَهُ وَصَغَّرَهُ

عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص اپنے عمل لوگوں میں مشہور کرتا ہے خدا تعالیٰ اُسے اپنی مخلوق کے کانوں پر مشہور کر دیتا اور دنیا و عقبیٰ میں اُسے حقیر اور بے قدر کرتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَيْنَا أَنَا فِي بَيْتِي فِي مُصَلَّايَ إِذْ دَخَلَ عَلَيَّ رَجُلٌ فَأَعْجَبَنِي الْحَالُ الَّتِي رَآنِي عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ لَكَ أَجْرَانِ أَجْرُ السِّرِّ وَأَجْرُ الْعَلَانِيَةِ (ترمذی)

ابوہریرہؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک روز اپنے گھر میں مصلے پر بیٹھا ہوا تھا دفعۃً ایک شخص میرے پاس آیا اور اس حال میں اُس کا مجھے دیکھنا مجھے اپنے تئیں بہت ہی بھلا معلوم ہوا (تو کیا یہ ریا ہے) جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوہریرہ خدا تجھ پر رحم کرے تیرے لیے دو اجر ہیں پوشیدہ نماز پڑھنے کا اجر اور ظاہر کرنے کا اجر۔

لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْاؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ (البقرۃ)

(اسی طرح قیامت میں) ریاکار (وں) کو (ان خیرات) میں سے جو انھوں نے کی تھی کچھ بھی ہاتھ نہیں لگے گا اور اللہ ان لوگوں کو جو نعمت کی ناشکری کرتے ہیں ہدایت نہیں دیا کرتا ہے ؏

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَآءِ وَلَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا (النساء ع ۲۱ پارہ ۵)

منافق (مسلمانوں کو دھوکا دے کر گویا) خدا کو دھوکا دیتے ہیں حالانکہ (حقیقت میں) خدا ان ہی کو دھوکا دے رہا ہے وؔ اور (یہ لوگ) جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو الکسائے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں (ظاہرداری کرکے) لوگوں کو دکھاتے ہیں (اور دل سے) اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر کچھ یوں ہی سا کفر اور ایمان کے بیچ میں پڑے جھول رہے ہیں نہ ان مسلمانوں کی طرف اور نہ ان (کافروں) کی طرف اور جس کو اللہ بھٹکائے تو (اے پیغمبر) ممکن نہیں کہ تم اس کے لئے کوئی راستہ (ہدایت کا) نکال سکو

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ (مسلم)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تمھاری صورتوں اور تمھارے مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمھارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے

عَنْ اَبِيْ سَعْدِ ابْنِ اَبِيْ فَضَالَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَمَعَ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ نَادٰى مُنَادٍ مَنْ كَانَ اَشْرَكَ فِيْ عَمَلٍ عَمِلَهٗ لِلّٰهِ اَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهٗ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ (مشکوٰۃ)

ابو فضالہ کے بیٹے ابوسعد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جب خدا تعالےٰ قیامت کے روز جس کے برپا ہونے میں کسی طرح کا بھی شک و شبہ نہیں لوگوں کو جمع کرے گا تو ایک پکارنے والا چاروں طرف پکارے گا کہ جو شخص (دنیا میں) اپنے اس عمل میں جو خدا کے لیے کیا تھا کسی اور کو شریک کرتا (یعنی ریا کرتا) تھا اُسے چاہئے کہ اپنے اس فعل کا ثواب بھی خدا کے علاوہ کسی اور سے مانگے کیونکہ خدا (بہ لحاظ شرکت) تمام شرکا سے غنی تر اور بے نیاز تر ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچھلے زمانے میں بہت لوگ ایسے پیدا ہوں گے

ف خدا کے دھوکہ دینے کے معنے ہیں کہ خدا نے ان کی عقل اندھی کر دی ہے سمجھتے کچھ ہیں اور ہوتا کچھ ہے ۱۲

ع مال بھی ایک طرح کی نعمت ہے اور اسے لوگوں کو دکھاوے کے لئے خرچ کرنا اس نعمت کی ناشکری اس سے ہم نے خیال و حدانی ہی یا نعمت سمجھا کر اعتبار سے ناشکری مراد لی ہے ۱۲

تعجب ہے کہ مغرور آدمی اتنی موٹی بات نہیں سمجھتا کہ تمام ساز و سامان خود ہی عوارض زندگی ہیں اِنَّ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یعنی آدمی کی ساری اکڑ بھوں منفرع ہے زندگی پر اور زندگی خود بھروسے کی چیز نہیں ؎

کیا بھروسہ ہے زندگانی کا　　آدمی بلبلا ہے پانی کا

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ - کھوکھلی جڑ کی شاخیں کے دن ہری بھری رہ سکتی ہیں ؎

مر اورا رسد کبریائی و منی　　کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی

یہ خصوصیت غرور ہی میں دیکھی جاتی ہے کہ اس کا نتیجہ ہمیشہ خلافِ مراد ہوتا ہے۔ مغرور آدمی زیادہ از واجب اپنی وقعت لوگوں کی نظروں میں بٹھانی چاہتا ہے اور اُلٹا خفیف ہوتا ہے۔ اُس کا غرور ہی اُس کا پردہ فاش کرتا ہے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید۔ شیطان کے راندۂ درگاہ ہونے کا قصہ اگر اس کو اساطیر الاوّلین نہ سمجھا جائے مغرور کی عبرت کے لئے کیا کم ہے ؎

تکبر عزازیل را خوار کرد　　بزندانِ لعنت گرفتار کرد

مغرور آدمی اِدھر تو اپنی لیاقت کے اندازہ کرنے میں غلطی کرتا ہے کہ مکھی کا بھنگا بناتا ہے اُدھر دوسروں کی لیاقت کے اندازہ کرنے میں غلطی کرتا ہے کہ دوسروں کا بھینسا اُس کو مکھی سوجھ پڑتا ہے۔ مغرور آدمی کی مثال کوئیں کے مینڈک کی سی ہے کہ اپنی محدود جولانگاہ کو عرصۂ زمین و آسمان سمجھتا ہے۔ گو لے بھٹیا اور اُس کی آنکھیں کھلیں۔ اسی طرح مغرور آدمی اپنے محدود میل دو میل میں تیس مار خاں ہے نظر کو وسیع کرے تو فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اپنی بے حقیقتی اُس پر منکشف ہو ؎

اے تو دقتِ کس کو چشمِ حقارت سے دیکھئے　　سب ہم سے زیادہ ہیں کوئی ہم سے کم نہیں

اس سے بڑھ کر حمق کیا ہو سکتا ہے کہ آدمی بیٹھے بٹھائے لینا ایک نہ دینا دو لوگوں کو دشمن بنائے اور تکبر میں ہی کچھ ہوتا ہے یہ تو شخصی غرور ہے جو خاص خاص افراد میں ہوا کرتا ہے اور ایک عالمگیر غرور ہے۔ عالمگیر غرور نسب کا جو تھا سو تھا کہ لوگوں نے شیخ مغل سید پٹھان کے تفرقے ڈال رکھے ہیں، پیشوں کے اعتبار سے جماعتیں قرار دے کر پیشہ وروں کو ذلیل سمجھ لیا ہے حالانکہ شرافت اگر ہے تو کردار کی ہے يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ[1] اور جن لوگوں سے نسب چلے ہیں وہ بھی دوسروں کی طرح کے آدمی تھے اور اُنھوں نے کردار کی وجہ سے امتیاز حاصل کیا تھا کہ ان کی نسلیں ان کے نام پر فخر کرتی ہیں اور اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ کے ہوتے مسلمانوں میں تو کسی طرح کا تفوق ہونا چاہیئے نہیں۔ رہے پیشے تو ہم بزرگان دین میں دیکھتے ہیں کہ کوئی بزاز تھے کوئی دھنیئے کوئی نانوائی یا بھٹیارے کوئی لوہار کوئی عطار۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی کا پیشہ کرتے تھے جیسا کہ سورۂ ہود کی آیۃ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ سے ثابت ہوتا ہے (هود رکوع ۴)

حضرت ابوبکر صدیق بزازی کیا کرتے تھے عن عطاء بن السائب قال لما بويع ابوبكر اصبح وعلى ساعده ابراد وهو ذاهب الى السوق فقال عمر اين تريد قال الى السوق قال تصنع ماذا وقد وليت امر المسلمين قال فمن اين اطعم عيالى

[1] لوگو ہم نے تم (سب) کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا کیا اور (پھر) تمھاری ذاتیں اور برادریاں ٹھہرائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو (ورنہ) اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے جو تم میں بڑا پرہیزگار ہے ۱۲-

جو اُس نے اپنی نسبت کر رکھا ہے اُسی کا کام ہے کہ اپنے خیال غلط کی اصلاح کرے اور کام بھی کچھ مشکل نہیں فقط سمجھ کا پھیر ہے ذرا سا غور کرنے سے آدمی سمجھ سکتا ہے کہ وہ کسی درجے کسی رتبے کا ہو غرور تو اُس کو کسی حالت میں زیبا نہیں۔ آدمی غرور کرتا ہے مال پر۔ جمال پر۔ جاہ پر۔ نسب پر۔ علم وفضل پر۔ ہنر پر۔ تقوے طہارت پر۔ ظاہر ہے کہ ان میں سے جمال اور نسب تو اتفاقات ہیں۔ جمال سریع الزوال بھی ہے اور لوگوں کے مذاق اُس کے بارے میں مختلف۔ ہندوستانی سیاہ بالوں اور موتی چور آنکھوں کے فریفتہ ہیں۔ انگریز بھورے بالوں اور کرنجی آنکھوں کے۔ کوئی گندم گوں آدمی بھی حبش میں جا نکلے تو کوڑھی مبروص سمجھا جائے۔ چینیوں نے بایں خیال کہ چہرے کی ہمواری میں خلل انداز نہ ہو لوہے کی کمانیاں چڑھا چڑھا کر ناک کو بٹھا چھوڑا۔ ہونٹوں کی لالی ہمارے یہاں داخل حسن ہے اور اس کے لیئے مرد وزن بکری کی طرح پان چباتے رہتے ہیں۔ انگریز اس کو بیلوں کی جگالی کہتے اور سخت نفرت کرتے ہیں ایک دفعہ امرا شاہی میں سے ایک امیر نے کالج کے انگریز پرنسپل کی دعوت کی بادشاہی رکاب داروں سے عمدہ عمدہ کھانے متنجن مزعفر پکوا کر بھیجے کھانے کے کمرے میں الوان اطعمہ میز پر لگائے گئے۔ صاحب کمرے میں گھستے ہی بو سے گھبرا کر باہر نکل آئے اور دعوت کے کھانوں میں سے کسی کو چکھا تک نہیں ہمارے یہاں کی تمام خوشبوئیں انگریزوں کو ناگوار گزرتی ہیں حسن وجمال کے بارے میں لوگوں کے مذاق جیسے کچھ مختلف اور متباین ہیں سو ہیں ابھی تک حسن وجمال کے معنی ہی ہماری سمجھ میں نہیں آئے فرض کرو زید مرد یا ہندہ عورت کو لوگ خوبصورت سمجھتے ہیں تو اس کے یہی معنے ہوسکتے ہیں کہ اُس کے خاص خاص اعضاء خاص طرح کی ساخت کے ہیں جس کو لوگ اچھا سمجھتے ہیں۔ مگر دوسرے کے اعضاء کی ساخت کو لوگ کیوں اچھا سمجھتے ہیں۔ ناک اچھی ہے تو اُس کے لیئے اچھی ہے کہ بو بدبو کا صحیح احساس کرتی ہے۔ مگر دوسروں کو اُس سے کیا۔ علی ہذا القیاس کل اعضاء بدن صاحب اعضا کے لیئے اچھے یا برے ہوسکتے ہیں نہ کسی دوسرے کے لیئے۔ پھر یہ حسن پرستی اور عشق کی عالمگیر شورش دیوانگی نہیں تو کیا ہے۔ یہ تو غرور حسن کی اصلیت اور حقیقت ہے۔ رہا زور کا غرور وہ بھی حسن کی طرح سریع الزوال ہے کہ ایک ذرا سا سوء مزاج آدمی کو نڈھال کر دیتا ہے۔ علاوہ بریں زور پر نازاں ہونا ایسی صفت پر نازاں ہونا ہے جو کتنے جانوروں میں آدمی سے کہیں بڑھ کر پائی جاتی ہے۔ اب رہ گیا مال اگر مکسوبۂ بزرگاں ہے تو جائے فخر نہیں اور اپنی کمائی ہے تاہم عرضۂ خطرات ہے ناگہانی اتفاقات اکثر پیش آتے دیکھے ہیں کہ چشم زدن میں لاکھ کے گھر خاک ہوگئے ہیں۔ تقوے طہارت سے مراد ہے دینداری اور شاید ہی کوئی متشرع اس غرور سے خالی ہو۔ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ اپنے نفس کے احتساب سے فارغ۔ نجات کی طرف سے مطمئن خواہی نخواہی اپنے تئیں برگزیدۂ خدا اور مقبول خدا اور مبشر بالجنۃ فرض کر لیتے ہیں اور اے کاش اسی پر بس کریں نہیں۔ دوسروں کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں اور ان کی نظر ہمیشہ دوسروں کے عیوب پر پڑتی رہتی ہے۔ حالانکہ مدار کار نیت پر ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اور نیت کا علم خدا کے سوائے کسی کو ہو نہیں سکتا بے شک لوگوں کو نصیحت کرو وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ[1] مگر اپنے تئیں اچھا اور دوسروں کو برا اپنے تئیں مقبول اور دوسروں کو مردود مت سمجھو اَلْعِبْرَةُ لِلْعَوَاقِبِ انجام کار معلوم نہیں اور نیک وبد کا فیصلہ خدا کے ہاتھ ہے فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى[2]

[1] (مسلمانو!) تم میں ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہیئے جو (لوگوں کو) نیک کاموں کی طرف بلائیں اور اچھے کام (کرنے) کو کہیں اور برے کاموں سے منع کریں ۱۲

[2] مسلمانو! (بہت) اپنی پاکیزگی نہ جتایا کرو پرہیزگاروں کو وہی خوب جانتا ہے ۱۲

مُؤمِنٌ تَقِيٌّ اَوْ فَاجِرٌ شَقِيٌّ اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ (ترمذی ابوداؤد)

مومن پرہیزگار ہے یا بدبخت بدکار آدمی سب کے سب (ایک) آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے ہیں (اور مٹی تفوق وترفع کے قابل نہیں)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ عُقْبَةَ عَنْ اَبِيْ عُقْبَةَ وَكَانَ مَوْلًى مِنْ اَهْلِ فَارِسَ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحُدًا فَضَرَبْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَقُلْتُ خُذْ هَا مِنِّيْ وَاَنَا الْغُلَامُ الْفَارِسِيُّ فَالْتَفَتَ اِلَيَّ فَقَالَ هَلَّا قُلْتَ خُذْهَا مِنِّيْ وَاَنَا الْغُلَامُ الْاَنْصَارِيُّ + (ابوداؤد)

ابو عقبہ کے بیٹے عبدالرحمن اپنے باپ عقبہ سے روایت کرتے ہیں اور ابو عقبہ (اگرچہ) اہل فارس میں سے تھے (مگر مسلمان ہونے کے بعد انصار کی حمایت وکفالت میں آگئے تھے الغرض ابو عقبہ) کہتے ہیں کہ میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معرکہ اُحد میں موجود تھا تو میں نے مشرکوں میں کے ایک شخص کو (تلوار) مارتے ہوئے کہا کہ لے یہ ضرب میری طرف سے اور میں ہوں جوان فارسی (یہ ایک کلمہ ہے جو دلیر آدمی دشمن کو مارتے وقت کہا کرتے ہیں) پیغمبر صاحب نے میری طرف مڑ کر دیکھا اور فرمایا ابو عقبہ! تو نے یہ کیوں نہیں کہا کہ لے اس ضرب کو میری طرف سے اور میں ہوں جوان انصاری۔

من المترجم - کبر - نخوت - غرور - تعلّی - ترفّع - تفضّل - حبّ جاہ - عُجب - خودپسندی - خودستائی - اپنے مُونہ میاں مٹھو - کس نہ گوید کہ دوغ من ترش است - تعظیم طلبی - یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں - دیکھنا یہ ہے کہ ان تمام خصلتوں کی جڑ کیا ہے - جڑ ہے وہی حفظِ نفس جو تمام اخلاق کی جڑ ہے - آدمی حفظِ نفس پر مجبول ہے اسی لیے ہر شخص کو اپنی جان یعنی اپنا نفس عزیز ہے اور آدمی جب تک اپنے نفس کو متصف بجمیع الکمالات نہ سمجھے وہ اس کو عزیز رکھ نہیں سکتا ہر کس را عقل خود بکمال و فرزند خود بجمال **قطعہ**

یکے جہود و مسلمان مناظرہ کردند — چنانکہ خندہ گرفت از نزاع ایشانم
جہود گفت بتوراۃ مے خورم سوگند — دگر دروغ بود ہمچو تو مسلمانم
بطیرہ گفت مسلماں گر این قبالۂ من — صحیح نیست خدایا جہود میرانم
گر از بسیط زمین عقل منعدم گردد — بخود گماں نبرد ہیچکس کہ نادانم

بہر کیف آدمی کے اپنے نفس کو عزیز رکھنے کی شرط ضروری ہے کہ وہ اپنے تئیں متصف بجمیع الکمالات سمجھے یعنی سب باتوں میں سب سے بہتر - اور جب وہ کسی بات میں کسی سے ہیٹا ہوتا ہے تو اس کو اس صفت کا ادّعا کرنا پڑتا ہے - اسی کا نام ہے غرور اگر مغرور آدمی اپنا غلط خیال اپنے ہی تک رکھے تو کسی کا کچھ حرج نہیں مگر مشکل یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنا خیال غلط دوسروں پر ظاہر کرتا ہے اور اس کی باتوں سے اس کے حرکات وسکنات سے دوسروں کی تذلیل ہوتی ہے جو دوسروں کو ناگوار گزرتی ہے - یہ ہے اصل وجہ غرور کے عند الناس مبغوض ہونے کی اور چونکہ بغض وعداوت مبنی ہے خود شخص مغرور کے خیالِ غلط پر

فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَّفْعَلُهٗ خُيَلَاءَ (بخاری)

جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر تم اُن لوگوں میں نہیں ہو جو کبر و غرور کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ (ابو داؤد)

ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جو دنیا میں شہرت کا کپڑا (یعنی نفیس کپڑا بقصد تعزز و تکبر) پہنتا ہے خدا اُسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔

فخر

يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (الحجرات ع ۲ پارہ ۲۶)

لوگو! ہم نے تم (سب) کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوّا) سے پیدا کیا اور (پھر) تمھاری ذاتیں اور برادریاں ٹھیرائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرسکو (ورنہ) اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہو جو تم میں بڑا پرہیزگار ہے بے شک اللہ جاننے والا باخبر ہے

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَوْحٰٓى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ وَلَا يَبْغِيْ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ + (مسلم)

حمار مجاشعی کے بیٹے عیاض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) خدائے تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ تم تواضع اور فروتنی اختیار کرو حتےٰ کہ ایک دوسرے پر فخر نہ کرے اور ایک ایک پر ظلم و زیادتی نہ کرے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَّفْتَخِرُوْنَ بِآبَآئِهِمُ الَّذِيْنَ مَاتُوْا إِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِّنْ جَهَنَّمَ أَوْ لَيَكُوْنُنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِيْ يُدَهْدِهُ الْخِرَءَ بِأَنْفِهٖ إِنَّ اللّٰهَ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَآءِ إِنَّمَا هُوَ

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اپنے مرے ہوئے آبا و اجداد پر فخر کرتے ہیں انھیں اس سے باز رہنا چاہیے وہ تو دوزخ میں جل بھن کر کوئلے ہوئے ہیں (پھر اُن ہی پر فخر کرنا کیا) اور اگر یہ لوگ فخر کرنے سے باز نہ آئیں گے تو خدا کے نزدیک اُس کالے کرم سے زیادہ ذلیل ٹھیریں گے جو (پلیدی میں رہتا اور) پلیدی کو اپنی ناک سے الٹ پلٹ کرتا ہے خدا نے جاہلیت کی نخوت اور آبا و اجداد کے ساتھ فخر کرنے کو دور کر دیا ہے (آدمی دو حال سے خالی نہیں)

بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ سَهَا وَلَهَا وَنَسِيَ الْمَقَابِرَ وَالْبِلٰى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ عَتَا وَطَغٰى وَنَسِيَ الْمُبْتَدَا وَالْمُنْتَهٰى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدِّيْنَ بِالشُّبُهَاتِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ طَمَعٌ يَقُوْدُهٗ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ هَوًى يُضِلُّهٗ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ رَغَبٌ يُذِلُّهٗ (ترمذی)

وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جو اپنے دینی کام کو بھول کر لا یعنی باتوں میں مشغول ہوگیا اور قبروں اور بدن کی بوسیدگی کو فراموش کر دیا وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جو حد سے تجاوز کر گیا اور سرکش ہوا اور اپنی آغاز حالت اور انجام کار کو بھول گیا وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جو دنیا کو دین کے دھوکے سے حاصل کرتا ہے (یعنی دنیا حاصل کرنے کی غرض سے اپنی عبادت لوگوں کو دکھاتا اور اس مکر و فریب سے دنیا کماتا ہے) وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جو دین کو فریب دیتا ہے شبہات دین میں پڑنے کے ساتھ (یعنی صریح حرام کا مرتکب نہیں ہوتا بلکہ شبہہ سے مُرتکب حرام ہوتا اور اُس کی تاویل کرتا ہے تاکہ کسی حیلے سے اپنے تئیں دیندار ثابت کرے) وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جسے امیدواری و طمع اربابِ دنیا کے دروازے پر کھینچ لے جائے وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جسے اُس کی خواہش نفسانی گمراہ کر دے وہ بندہ بہت ہی بُرا ہے ص

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مُنْجِيَاتٌ وَثَلٰثٌ مُهْلِكَاتٌ فَأَمَّا الْمُنْجِيَاتُ فَتَقْوَى اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِي الرِّضَا وَالسَّخَطِ وَالْقَصْدُ فِي الْغِنٰى وَالْفَقْرِ وَأَمَّا الْمُهْلِكَاتُ فَهَوًى مُتَّبَعٌ وَشُحٌّ مُطَاعٌ وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ (مشکوٰۃ)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین (اُخروی) عذاب سے نجات دینے والی اور تین چیزیں آخرت میں ہلاک کرنے والی ہیں۔ عذابِ خدا سے نجات دینے والی تو یہ ہیں خدا سے چھپے کھلے ڈرنا خوشی اور ناخوشی (دونوں حالتوں) میں حق بات کہنا تونگری اور درویشی میں میانہ روی اختیار کرنا۔ اور وہ چیزیں (جو آخرت میں آدمی کو ہلاک کرنے والی ہیں) اُن میں سے ایک خواہش نفسانی کا تابع ہونا دوسرے بخل جس کی اطاعت سے آدمی کبھی باہر نہ ہو تیسرے آدمی کا اپنے نفس سے خوش ہونا (یعنی اُسے اچھا اور بہتر جانتا)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَهٗ

ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (کبر و غرور کی وجہ سے) اپنے کپڑے کو دراز رکھتا ہے خدائے تعالیٰ قیامت کے روز اُس کو نظرِ رحمت سے نہیں دیکھے گا ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا تہمد ڈھیلا ہو کر نیچے کو کھسک آتا ہے مگر جب کہ میں ہر وقت اُس کی خبرگیری کرتا رہوں

ص یعنی جسے دنیاوی رغبت ذلیل و خوار کرے

وَنَعْلُهُ حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ اِبْطَالُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ (مشکوٰۃ)

جوتی اچھی ہو۔ فرمایا خدا صاحب جمال ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے (اسے تکبر نہیں کہتے) تکبر کہتے ہیں حق بات کے دفع کرنے اور باطل کرنے کو اور لوگوں کی تحقیر و اہانت کرنے کو۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ شَيْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ كَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ (مسلم)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین طرح کے لوگوں سے خدا قیامت کے دن نہ تو بات ہی کرے گا نہ انھیں گناہوں سے پاک صاف ہی کرے گا نہ انھیں نظر رحمت سے دیکھے ہی گا اور اُن کے لیئے دردناک عذاب تیار و موجود ہوگا (۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا بادشاہ (۳) متکبر درویش

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ اَمْثَالَ الذَّرِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْ صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ يُسَاقُوْنَ اِلٰى سِجْنٍ فِيْ جَهَنَّمَ يُسَمّٰى بُوْلَسَ تَعْلُوْهُمْ نَارُ الْاَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ اَهْلِ النَّارِ طِيْنَةِ الْخَبَالِ (ترمذی)

عمرو بن شعیب نے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا قیامت کے دن متکبر میدان حشر کی طرف اس طرح چلائے جائیں گے جیسے چھوٹی چیونٹیاں ہوتی ہیں آدمیوں کی صورت میں (یعنی صورتیں آدمیوں جیسی اور جثے چیونٹیوں جیسے ہوں گے) ہر طرف سے اُن پر ذلت چھا رہی ہوگی (اور اسی حالت میں) دوزخ کے قید خانے کی طرف ہانکے جائیں گے جس کا نام ہے بولس ان پر دوزخ کی آگ چڑھی چلی آتی ہوگی اور دوزخیوں کے زخموں کا دھوون یعنی لہو اور پیپ جو زخموں سے بہے گی انھیں پینے کو ملے گا۔

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَخَيَّلَ وَاخْتَالَ وَنَسِيَ الْكَبِيْرَ الْمُتَعَالِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَجَبَّرَ وَاعْتَدٰى وَنَسِيَ الْجَبَّارَ الْاَعْلٰى

عمیس کی بیٹی اسماء کہتی ہیں میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جس نے اپنے تئیں نیک خیال کیا اور تکبر کیا اور خدائے بزرگ (اور) بلند قدر کو بھول گیا وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جس نے لوگوں پر جبر اور ظلم کیا اور ظلم و فساد میں حد سے گزر گیا اور خداوند جبار بلند تر کو بھول گیا۔

ف اس شخص نے خیال کیا ہوگا کہ متکبروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ نفیس اور فاخرہ لباس اور عمدہ جوتے پہنتے ہیں تو شاید نفیس لباس اور عمدہ جوتے پہننا تکبر ہی کی وجہ سے ہے اس لیئے پیغمبر صاحب سے دریافت کرنے کی ضرورت ہوئی ۱۲۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي الْحَمْسَاءِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يُّبْعَثَ وَبَقِيَتْ لَهٗ بَقِيَّةٌ بِبَيْعٍ فَوَعَدْتُّهٗ اَنْ اٰتِيَهٗ بِهَا فِي مَكَانِهٖ فَنَسِيْتُ فَذَكَرْتُ بَعْدَ ثَلٰثٍ فَاِذَا هُوَ فِي مَكَانِهٖ فَقَالَ لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ اَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلٰثٍ اَنْتَظِرُكَ ۔ (ابوداود)

ابوالحمساء کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی بعثت کے زمانے سے پہلے ایک چیز خریدی تھی اور بیع کی کچھ قیمت میرے ذمے باقی رہ گئی تھی میں نے آپ سے وعدہ کیا کہ باقی قیمت اسی جگہ لا حاضر کرتا ہوں (میں نے وعدہ تو کرلیا مگر مکان پر آکر بالکل بھول گیا) اور تین روز کے بعد یاد آیا گیا تو دیکھتا ہوں کہ آپ اسی جگہ تشریف رکھتے ہیں (مجھے دیکھ کر) فرمایا عبداللہ تو نے مجھے سخت تکلیف دی میں تین روز سے اسی جگہ بیٹھا تیرا انتظار کر رہا ہوں

عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ اَبَا بَكْرٍ مَالٌ مِّنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ ابْنِ الْحَضْرَمِيِّ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مَنْ كَانَ لَهٗ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ اَوْ كَانَتْ لَهٗ قِبَلَهٗ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا قَالَ فَقُلْتُ وَعَدَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّعْطِيَنِيْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَبَسَطَ يَدَيْهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَ جَابِرٌ فَحَثَا لِيْ حَثْيَةً فَعَدَدْتُّهَا فَاِذَا هِيَ خَمْسُمِائَةٍ وَقَالَ خُذْ مِثْلَيْهَا ۔ (صحیحین)

جابر کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا اور حضرت ابوبکر کے پاس علاء ابن حضرمی کی طرف سے (جو بحرین پر پیغمبر صاحب کی طرف سے عامل تھے) مال آیا تو ابوبکر نے فرمایا جس کسی کا جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے قرضہ آتا ہو یا آپ نے کسی سے کچھ وعدہ کیا ہو تو وہ ہمارے سامنے آئے جابر کہتے ہیں میں نے کہا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اتنا اور اتنا اور اتنا دینے کا وعدہ کیا تھا اور جابر نے اپنے دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ کھول کر اشارہ کیا کہ تین لپیں بھر کر دینے کا وعدہ فرمایا تھا) جابر کا بیان ہے کہ ابوبکر نے مجھے ایک لپ بھر کر دی میں نے جو اسے گنا تو وہ پانسو تھے ابوبکر نے فرمایا کہ اس کے دوچند (یعنی ہزار) اور لے لو

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُمَارِ اَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدَةً فَتُخْلِفَهٗ (ترمذی)

ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے بھائی سے جھگڑا مت کر اور نہ اس سے (اس درجہ) مزاح کر جس سے اُسے تکلیف ہو اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کر جس کو پورا نہ کر سکے۔

وغایت ہے دنیا میں امن وعافیت کا قائم کرنا۔ دونوں قانون میں ویسا ہی فرق ہے جیسا دونوں کے واضعوں میں یعنی آدمی میں اور خدا میں۔ حاکمِ وقت کا قانون ناقص اور ضعیف ہے اور اُس کے مقابلے میں خدا کا قانون مکمل اور قوی۔ امن و عافیت نام ہے جان اور جسم اور مال اور آبرو اور مذہب اور آزادی وغیرہ سب چیزوں کی حفاظت کا جن کے نا محفوظ ہونے سے عافیت باقی نہیں رہ سکتی۔ دوسروں کا مال چار طرح سے تغلّب کیا جاتا ہے۔ چوری۔ غصب۔ خیانت۔ رشوت یہ سب جرم ہیں حاکم کے اور گناہ ہیں خدا کے۔ طریقے تو چاروں بُرے ہیں مگر ناکسی خیانت میں زیادہ معلوم ہوتی ہے یعنی خیانت بھی چوری ہے مگر متعارف چوری سے مذموم تر کہ ایک شخص امین سمجھ کر ہمارے پاس مال رکھوائے اور ہم اُس کے علم و اجازت کے بدوں غبن کریں اور اُس کو دھوکا دیں۔ رشوت بھی دھوکا ہی دینا ہے مگر کچھ ایسا رواج پا گئی ہے کہ اس کو عیب بلکہ ہی نہیں سمجھا جاتا۔ انگریزی قانون کی رُو سے رشوت جرم ہے مگر راشی و مرتشی دونوں کو برابر کے درجے میں مجرم ٹھیرا دیا ہے اسی سے رشوت کا پردہ فاش نہیں ہونے پاتا "وو دل راضی تو کیا کرے گا قاضی" یہیں حاکمِ وقت کا نقص ظاہر ہے ایک عام غلطی یہ ہے کہ امانت اور خیانت کو مال میں محدود سمجھ لیا گیا ہے۔ حالانکہ مال کے علاوہ اور کتنی چیزیں امانت ہیں۔ مثلاً کسی کے راز کا افشا بھی ایک طرح کی خیانت ہے اور اس کی شرع میں سخت ممانعت ہے ؎

جو بیٹ کے ہلکے ہیں تہ یہ بات کب اُن سے ۔۔۔ رو کیں تو اُکھڑ جائے شکم اور زیادہ

ایک قسم کی امانت اولاد ہے بلکہ ہر چیز اور ہر شخص جس سے آدمی کو تعلق ہے کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ غرض دیندارانہ زندگی کرنا آسان بھی ہے کہ تکلیف مالا یطاق نہیں بلکہ عین راحت ہے اور مشکل بھی ہے کہ ہم مطلق العنان زندگی کرنے کے خوگر ہو رہے ہیں ع کہ عادت ہے اگر کیجیے ترک عادت ٭ جیسے نشہ کہ وہ یقیناً مُضر ہے عاجلاً نہ سہی تو آجلاً مگر عادت کر لینے سے نشہ باز کو اُسی میں راحت ملتی ہے تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ٭

امانت کے متعلق ایک بڑی دلچسپ اور قابلِ عبرت حکایت ہے کہ ادبِ عربی کی کتابوں میں سموئل امانت میں مثل ہو گیا اور اکثر امانت میں کسی کی مدح کرنی ہوتی ہے تو "اَوْفٰی مِنْ سَمَوْئَل" کہتے تو یہ سموئل بن عادیا یہودی تھا اس کے پاس امرؤ القیس کچھ زرہیں امانت رکھوا دیں اور آپ کہیں کو چلا گیا کہ سفر سے لوٹوں گا تو اپنی امانت لے لوں گا۔ بادشاہ یمن اور امرؤ القیس سے تھی دشمنی۔ بادشاہ یمن کو امانت کی خبر لگی اور وہ سموئل پر چڑھا کہ امرؤ القیس کی زرہیں میرے حوالے کر و سموئل نے کیا انکار کہ جس کی امانت ہے اُسی کو دونگا سموئل تو بادشاہ یمن کے ڈر سے گڑھی میں متحصن ہو گیا۔ مگر بدقسمتی سے اُس کا بیٹا گڑھی کے باہر شکار کھیلتا پھر رہا تھا بادشاہ یمن نے اُس کو پکڑ لیا اور سموئل سے کہلا بھیجا کہ زرہیں دیتے ہو تو دو ورنہ تمہارے بیٹے کو حلال کر دونگا۔ چنانچہ بادشاہ نے ایسا ہی کیا مگر واہ رے سموئل وارے تیری امانداری زرہیں نہیں دینی تھیں نہ دیں

ایفاءِ وعدہ

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا (مریم ع ۴ پارہ ۱۶)	اور (اے پیغمبر) قرآن میں اسمٰعیل کا مذکور بھی لوگوں سے بیان کر کہ وہ وعدے کے (بڑے) سچے تھے اور (ہمارے) بھیجے ہوئے پیغمبر تھے۔

وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَبْصَارَهُمْ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ حِيْنَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَإِيَّاكُمْ إِيَّاكُمْ (صحیحین)	اور شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا اور اُچکا جس وقت کوئی چیز اُچک لیتا اور لوگ اُسے دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے ہیں مومن نہیں رہتا اور لوگوں کی امانتوں میں خیانت کرنے والا خیانت کرتے وقت مومن نہیں رہتا تو لوگو! ان گناہوں سے اپنے تئیں دُور رکھو اپنے تئیں دُور رکھو۔
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (صحیحین)	ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں گو روزہ رکھتا نماز پڑھتا اور اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہو (۱) جب بات کہے جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے خلاف کرے (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے۔
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قِيْلَ وَكَيْفَ إِضَاعَتُهَا قَالَ إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ (بخاری)	ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امانت ضائع کردی جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرنا چاہیئے (کہ وہ بہت ہی پاس آگئی ہے) کسی نے عرض کیا اور امانت کے ضائع کرنے کی کیا صورت ہے؟ فرمایا حکومت کو نااہل شخص کے سپرد کرنا۔

من المترجم حدیث میں حکومت کو امانت فرمایا اس لیئے کہ حاکم حقوقِ رعایا کا حافظ ہے مطلب یہ ہے کہ جب حاکم نااہل ہو اور حق کا ناحق کرنے لگے تو جانو کہ قیامت قریب آگئی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت مناسب مقام ہے۔ امام صاحب کی طرف رجوع خلائق دیکھ کر کسی نے حسداً من عند نفسہ خلیفہ سے جا لگایا کہ لوگ اپنے معاملات فیصلے کے لیئے ابوحنیفہ پاس لے جاتے ہیں آپ کی کوئی بات بھی نہیں پوچھتا تو عملداری آپ کی نہیں بلکہ ابوحنیفہ کی ہے خلیفہ نے امام صاحب کو قاضی القضاۃ کی خدمت پر منصوب کرکے اپنی زیردستی میں رکھنا چاہا امام صاحب نے ذمہ داری اور عاقبت کی جوابدہی سے ڈر کر قبول خدمت سے انکار کیا۔ خلیفہ نے عدول حکم اور نافرمانی سمجھ کر امام کو قید کیا اور اصرار پر تازیانے لگوائے امام صاحب سزا کے صدمے سے مر گئے مگر خدمتِ قضا قبول نہیں کرنی تھی نہ کی یہ اُن بزرگ کا حال تھا جو خطرِ حکومت کو سمجھتے تھے یا اب لوگوں کو نفیر قطمیہ کی قدر بھی حقوق العباد کی پروا نہیں حکومت نجاست میں پڑی ہو تو دانتوں سے اُٹھانے کو موجود ایک وہ تھے جو حقوق العباد

لہ حدیث میں جہاں جہاں مومن کا لفظ آیا ہے۔ اس سے کامل مومن مراد ہے ۱۲-

اِنَّ اللّٰهَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا (النساء ۸ پارہ ۵)

کہ اللہ سب کی سنتا (اور سب کچھ) دیکھتا ہے

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّکٰوةِ فَاعِلُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (المومنون ع ۱ پارہ ۱۸)

ایمان والے (یقیناً) مراد کو پہنچ گئے اور یہ وہ (لوگ ہیں) جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے اور وہ جو نکمی باتوں کی طرف رخ نہیں کرتے اور وہ جو زکوۃ دیا کرتے اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے مگر اپنی بیبیوں یا اپنے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈیوں) سے کہ (ان میں) ان پر کچھ الزام نہیں لیکن جو اس کے علاوہ طلبگار ہوں تو وہی لوگ (حد شرع) سے باہر نکلے ہوئے ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس ملحوظ رکھتے اور وہ جو اپنی نمازوں کے پابند ہیں یہی لوگ (آدم کے اصلی) وارث ہیں جو بہشت بریں کی میراث پائیں گے ف (اور) وہ اس میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ (مشکوۃ)

حضرت انس کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بہت کم ایسا خطبہ سنایا جس میں یہ نہ فرمایا ہو کہ جو امانت دار نہیں اس کا کچھ ایمان نہیں اور جسے پاس عہد نہیں اس کا کچھ دین نہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زانی جس وقت زنا کرتا ہے اس وقت مومن نہیں رہتا اور چور چوری کرنے کے وقت مومن نہیں رہتا۔

ف خدا نے آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے ان کو رہنے کے لئے بہشت دے دی تھی پھر آدم سے ایک قصور سرزد ہوا کہ انھوں نے درخت ممنوع کا پھل کھا لیا تو خدا نے ان کو بہشت سے نکال دیا مگر آدم کی جائداد ضبط نہیں کی بلکہ آدم کی توبہ و استغفار پر ان کی اولاد سے وعدہ کیا کہ دنیا میں نیک عمل کر دگے تو تم کو میراث پدری پر دخیل کر دیا جائے گا میراث کے ایک معنی تو یہ ہیں اور دوسری توجیہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ نکلتی ہے کہ ہر ایک شخص کے لئے خدا نے دو گھر بنا رکھے ہیں ایک بہشت میں ایک دوزخ میں تو دوزخیوں کے جو گھر بہشت میں ہیں جنتی ان کے وارث قرار پا کر ان پر قبضہ کریں گے ۱۲۔

۱۹

وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ (بخاری) ÷

اور جو ناشناس تھیں اُن میں اختلاف و بیگانگی پیدا ہوئی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ اَلْیَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ (مسلم) ÷

[۲] ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدائے تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا جو لوگ باہم محبت رکھتے تھے کہاں ہیں مجھے اپنی بزرگی اور عظمت کی قسم ہے آج میں اُنھیں اپنے سایے میں جگہ دوں گا آج میرے سایے کے سوا کوئی سایہ نہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَهٗ فِیْ قَرْیَةٍ اُخْرٰی فَاَرْصَدَ اللّٰهُ لَهٗ فِیْ مَدْرَجَتِهٖ مَلَكًا قَالَ اَیْنَ تُرِیْدُ قَالَ اُرِیْدُ اَخًا لِیْ فِیْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ قَالَ هَلْ لَكَ عَلَیْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا قَالَ لَا غَیْرَ اَنِّیْ اَحْبَبْتُهٗ فِی اللّٰهِ قَالَ فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكَ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِیْهِ

(مسلم)

[۳] ابو ہریرہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے (دینی) بھائی کی زیارت کا قصد کیا جو دوسرے گاؤں میں رہتا تھا خدا نے اُس کے راستے میں ایک فرشتے کو بٹھا دیا اور یہ شخص جب وہاں پہنچا تو فرشتے نے کہا کہاں کا قصد ہے؟ جواب دیا کہ میں اپنے ایک بھائی کی ملاقات کے لیے اس گاؤں میں جانا چاہتا ہوں۔ فرشتہ بولا کیا اُس پر تیرا حق نعمت ہے۔ کہ مزید احسان کرنے کی غرض سے تو اُس کے پاس جاتا ہے اس شخص نے (فرشتے کے جواب میں) کہا کہ نہیں (میں اس غرض سے اُس کے پاس نہیں جاتا) مگر صرف خدا کی خوشنودی طلب کرنے کے لیے اُسے دوست رکھتا ہوں فرشتے نے کہا (میں خدا کا بھیجا ہوا) فرشتہ ہوں اور تیرے پاس اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے آگاہ کردوں کہ خدا تجھے دوست رکھتا ہے جس طرح تو اُس شخص کو خدا کے لیے دوست رکھتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ ذَرٍّ یَا اَبَا ذَرٍّ اَیُّ عُرَی الْاِیْمَانِ اَوْثَقُ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ الْمُوَالَاةُ فِی اللّٰهِ وَالْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ (مشکوٰۃ)

[۴] ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر سے (مخاطب ہوکر) فرمایا کہ ابوذر تم جانتے ہو کہ ایمان کا کونسا کام زیادہ محکم اور مضبوط ہے (ابوذر نے) جواب دیا کہ خدا اور اُس کا رسول خوب جانتے ہیں فرمایا صرف خدا کے لیے باہم دوستی کرنا اور صرف خدا ہی کے لیے کسی کو دوست اور صرف خدا ہی کے لیے کسیکو دشمن رکھنا۔

باہم محبت و میل جول

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰي شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ (آل عمران ع ۱۱ پارہ ۴)

مسلمانو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور اسلام ہی پر مرنا ف۱ اور سب مل کر مضبوطی سے اللہ (کے دین) کی رسی کو پکڑے رہو اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہونا اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب (تم ایک دوسرے کے) دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی اور تم اس کے فضل سے بھائی (بھائی) ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے (یعنی دوزخ) کے کنارے آلگے تھے پھر اس نے تم کو اس سے بچالیا اسی طرح اللہ اپنے احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم راہ راست پر آجاؤ۔ ف۲

وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (انفال ع ۸ پارہ ۱۰) ۝

اور اے پیغمبر اگر کافروں کا ارادہ تم سے دغا کرنے کا (بھی) ہوگا تو تم (کچھ پروا نہ کرو) اللہ تم کو بس کرتا ہے (اے پیغمبر) وہی (قادر مطلق) ہے جس نے اپنی امداد سے اور مسلمانوں سے تم کو قوت دی اور مسلمانوں کے دلوں میں باہم الفت پیدا کردی اگر تم روئے زمین کے سارے خزانے بھی خرچ کر ڈالتے تو بھی ان کے دلوں میں الفت نہ پیدا کرسکتے مگر وہ تو اللہ (ہی تھا جس) نے ان لوگوں میں الفت پیدا کردی بے شک وہ زبردست (اور) صاحب تدبیر ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ

ام المومنین بی بی عائشہ رض کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روحیں (ابدان کے تعلق سے پہلے) بڑے بھاری لشکر تھے ایک جگہ مجتمع (پھر خدا نے انھیں متفرق کیا اور ابدان کی طرف بھیجا) تو جو روحیں (اُس وقت) باہم شناسا تھیں (بدنوں سے تعلق پیدا کرنے کے بعد) انھوں نے الفت و محبت اختیار کی

ف۱ یعنی مرتے دم تک اسی دین اسلام پر ثابت قدم رہنا ۱۲ ف۲ پیغمبر صاحب کی بعثت سے پہلے عرب کے لوگوں میں بڑی خانہ جنگیاں رہا کرتی تھیں چنانچہ مدینے کے دو قبیلوں اوس اور خزرج میں سیکڑوں برس سے لڑائی قائم تھی اسلام نے ایک بنا جتھا کھڑا کیا اور اسلام کی برکت سے لوگ اپنی اصلی عداوتیں بھول گئے ہم نے آیات کا ترجمہ احکام کیا ہے اور قدرت کی نشانیاں بھی ہوسکتا ہے ۱۲

يُرِيدُ شَيْئًا حَبَسَهُ اللّٰهُ فِي جَهَنَّمَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ (ابوداؤد)	اُس کو کسی طرح کی تہمت لگائے گا خدا اُس کو دوزخ کے پل پر یہاں تک روکے رکھے گا کہ جو کچھ اُس نے کہا ہے اُس سے نکل آئے (یعنی مدعی کو راضی کرے یا بقدرِ گناہ سزا بھگتنے سے)

من المترجم - آفرینش کا پتہ جو قرآن سے چلتا ہے وہ تو یہ ہے کہ خدا نے پہلے مادّے کا انبار پیدا کیا پھر اُس سے اجرامِ فلکی اور زمین اور جو کچھ کارخانۂ عالم میں ہے چنانچہ فرماتے ہیں اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ - اچھا جب مادّے کا انبار تھا تو وہ پھندا سا تھا اور اُس وقت بھی اس کے اجزا میں التیام تھا - پھر خدا نے اُس پھندے کو توڑ کر اجرامِ فلکی اور زمین میں امتیاز پیدا کیا - اجرامِ فلکی کو تو علمِ ہیئت کے عالموں کے لیے رہنے دو - روئے زمین پر ہم ہزار ہا قسم کی مخلوقات کو دیکھتے ہیں وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ایک دوسرے سے ممتاز کوئی جمادات میں ہے تو کوئی نباتات میں کوئی حیوانات میں پھر اجناس انواع اصناف جزئیات تشخصات کی طرف اُترتے چلے آؤ تو پاؤ گے کہ جیسے جیسے اُترتے ہو امتیاز کا رنگ کھلتا چلا جاتا ہے - ہیں تو سب ہی ایک زمین کی پیداوار مادہ سب کا ایک مگر ہر ایک کی ترکیب خاص طرح کی ہے اور یہی اس کا مابہ الامتیاز ہے دنیا کا کوئی ذرّہ بے کار نہیں رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ہر ایک چیز کے بنانے اور پیدا کرنے کی ایک غرض و غایت ہے ؎

ہر کسے را بہرِ کارے ساختند　　میلِ آں اندر دلش انداختند

تو مادّے کے جو اجزا اُس غرض و غایت کے پورا کرنے میں مشارک اور ہم آہنگ تھے ایک وجودِ منفرد میں جمع کر دیئے گئے اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ؎

جسے جس غرض سے بنایا ہے اُس نے　　اُسے اُس کا رستہ دکھایا ہے اُس نے

یوں ہم کو اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا کے وقت سے محبت و التیام کا پتہ ملتا ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ کارخانۂ عالم کی بنیاد ہی محبت و التیام پر ہے - رہا انسان اُس کی وجہ تسمیہ ہی اہلِ لغت نے یہ قرار دی ہے کہ اُنس و اُلفت آدمی کا خلقِ طبعی ہے اسی سے اس کا نام انسان ہوا - ہم محبت پر پہلے بھی کچھ لکھ چکے ہیں اس کے ساتھ اُس کو بھی تازہ کر لو - محبت کی شاخیں ہیں ایک محبت اولاد کی مامتا ہے ایک بھائی بہنوں کا پیار اخلاص ایک زن و شو کا میلانِ خاطر ایک یار دوستوں کا میل جول ایک آدمی کا اپنا شوق - رحم جس پر ہم یہ چند سطریں لکھ رہے ہیں وہ بھی محبت کی ایک شان ہے جو دردمندوں اور حاجتمندوں کے ساتھ کی جاتی ہے ؎

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو　　ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

کفر کافر را و دیں دیندار را　　ذرّہ دردے دلِ عطار را

آدمی را آدمیت لازم است　　عود را گر بو نباشد ہیزم است

دل بدست آور کہ حج اکبر است　　از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

؎ راحت بدل رساں کہ ہمیں مذہب است و بس

۵ کیا جو لوگ منکر ہیں اُنھوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ آسمان اور زمین دونوں کا ایک پھندا سا تھا تو ہم نے اُس کو توڑ کر زمین و آسمان کو الگ الگ کیا اور پانی سے تمام جاندار چیزیں بنائیں تو کیا اس پر بھی لوگ ہم پر ایمان نہیں لاتے ۱۲ ؎ اور (اے پیغمبر) تمھارے پروردگار (کی مخلوقات) کے لشکروں کا حال اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا ۱۲ ؎ اے ہمارے پروردگار تو نے اس (کارخانۂ عالم) کو بے فائدہ نہیں بنایا ۱۲

من المترجم جود و سخا کے خوئے نیک ہونے کے دو سبب ہیں ایک یہ کہ جود و سخا سے معلوم ہوتا ہے کہ مال کی محبت کم ہے جس کو مال کی محبت ہوگی وہ مال کے جمع کرنے کی دھن میں رہے گا اور مال کے جمع کرنے کا یہ حال ہے کہ بسا اوقات اُس کے لیئے دوسروں کے حق مارنے پڑتے ہیں جس قدر مال کی محبت کم اُسی قدر آدمی دوسروں کے حقوق کے اتلاف سے محفوظ دوسری بڑی وجہ جود و سخا کی فضیلت کی حاجتمندوں کی حاجت روائی ہے ع راحت بدل رساں کہ ہمیں مذہب ست وبس خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ[۵]۔ افضل ترین جود و سخا یہ ہے کہ آدمی دوسروں کے مفاد کو اپنے مفاد پر ترجیح دے یعنی دوسروں کو اپنے سے مقدم رکھے۔ قرونِ اولے کے مسلمانوں نے اسلام کے پودے کو اسی سے سینچا اور وہ پودا جیسا پھلا پھولا سارے جہان نے دیکھا۔ جیسے جیسے اس پانی کی کمی ہوتی گئی اسلام کا پودا سوکھتا اور مرجھاتا چلا گیا یہاں تک کہ اب فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی[؎] ہو کر رہ گیا ہے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ؂

رحم

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ (الفتح ۴۸ پارہ ۲۶)	محمد خدا کے بھیجے ہوئے (پیغمبر) ہیں اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں کافروں کے حق میں (تو اُن کی ایذاؤں سے بچنے کے لیئے) بڑے سخت ہیں مگر آپس میں رحم دل۔
ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ۝ (البلد ۹۰ پارہ ۳۰)	(سو جو ناحق کی شیخی مارتا ہے چاہیئے تھا کہ اس گھاٹی میں ہو کر گزرتا) اس کے علاوہ اُن لوگوں کے زمرے میں ہوتا جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو صبر کی ہدایت کرتے رہے اور (نیز) ایک دوسرے کو خلقِ خدا پر رحم کرنے کی ہدایت کرتے رہے یہی لوگ (آخرت میں) مبارک خوش نصیب ہوں گے۔
عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا یَرْحَمُ النَّاسَ (صحیحین)	عبد اللہ کے بیٹے جریر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگوں کے ساتھ مہربانی سے پیش نہیں آتا خدا اُس پر مہربانی نہیں کیا کرتا۔
عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَرَى الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى عُضْوٌ	نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مخاطب تو مسلمانوں کو دیکھتا ہے کہ باہم ایک دوسرے پر مہربانی کرنے اور ایک دوسرے کو دوست رکھنے اور باہم شفقت کرنے میں تن واحد کے مانند ہیں کہ جب ایک عضو بیمار ہوتا ہے

۵ لوگوں میں بہتر وہ ہے جو اُن کو فائدہ پہنچائے ۱۲ ؎ پھر اُس کو (آخر کار) کالا کالا (بدنما) کوڑا کر دیا ۱۲۔

حالت اس قدر خستہ اور شکستہ ہوگئی ہے کہ اُن کو جود و سخا کی ترغیب دینا خلافِ مصلحت ہے ان میں جو چند صاحب مقدور ہیں اُن کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے علاوہ پس ماندگان کا فکر بھی کرنا ہے مقدور والوں میں شاید سو پیچھے دس بھی ایسے نہیں نکلیں گے جو اولاد کو دولت کمانے بلکہ متروکۂ بزرگان کے سنبھالنے کی تعلیم دیتے ہوں پھر جود و سخا کے محل و موقع کا تجویز کرنا بجائے خود بڑی احتیاط چاہتا ہے۔ ہمارے وقتوں کی سخاوت سے تو قوم میں کاہلی اور بے غیرتی کو ترقی ہو رہی ہے۔ نیکی برباد گناہ لازم +

ایثار و کرم

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (حشر ع ۱ پارہ ۲۸)

اور ہاں (وہ مال جو بے لڑے ہاتھ آیا ہے اُن کا) بھی حق ہے کہ (مہاجرین نے ابھی ہجرت نہیں کی تھی اور وہ) اُن سے پہلے مدینے میں رہتے اور اسلام میں داخل ہو چکے ہیں جو اُن کی طرف ہجرت کرکے آتا ہے اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور (مالِ غنیمت میں سے مہاجرین کو جو کچھ بھی دے) دیا جائے اُس کی وجہ سے یہ اپنے دل میں (اُس کی) کوئی طلب نہیں پاتے اور اپنے اوپر تنگی ہی کیوں نہ ہو (مہاجرین بھائیوں کو) اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اور بخل تو سب ہی کی طبیعتوں میں ہوتا ہی مگر جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے تو ایسے ہی لوگ فلاح پائیں گے۔

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ اٰخَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنِّيْ اَكْثَرُ الْاَنْصَارِ مَالًا فَاَقْسِمُ مَالِيْ نِصْفَيْنِ وَلِيْ امْرَاَتَانِ فَانْظُرْ اَعْجَبَهُمَا اِلَيْكَ فَسَمِّهَا لِيْ اُطَلِّقْهَا فَاِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ اَيْنَ سُوْقُكُمْ فَدَلُّوْهُ عَلٰى سُوْقِ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ (بخاری ملخصاً)

ابراہیم بن سعد اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جب مہاجرین مدینے میں آئے تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ربیع میں بھائی چارا کرا دیا تھا سعد بن ربیع نے عبد الرحمن سے کہا کہ میں انصار میں سب سے زیادہ مال دار ہوں تم میرے مال کو آدھوں آدھ تقسیم کر لو اور میری دو بیویاں ہیں تم اُنھیں دیکھو دونوں میں سے تمھیں جون سی اچھی لگے اُس کا نام لے دو میں اُسے طلاق دے دوں اور جب عدت گزر جائے تو تم اسے اپنے نکاح میں لے آنا۔ عبد الرحمن نے جواب دیا کہ خدا تمھارے مال اور اہل میں برکت دے مجھے تو کوئی بازار بتا دو کہ میں وہاں جا کر تجارت کروں چنانچہ لوگوں نے اُنھیں بنی قینقاع کا بازار بتا دیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَاَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ (بخاری)

ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم یوں بھی سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان کے مہینے میں تو سخاوت کی حد ہی کر دیتے تھے۔

من المترجم ۔ منقولاتِ ذیل سے معلوم کرو کہ دنیا کن چیزوں سے عبارت ہے (۱) زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ (۲) حُبِّبَ اِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلٰثٌ ۔ الطِّيْبُ وَالنِّسَاءُ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ

(۳) گنج علم ما ظہر مع ما بطن — گفت از ایماں بود حب الوطن
این وطن مصر و عراق و شام نیست — این وطن شہرے ست کانرا نام نیست
زانکہ از دنیاست این اوطان تمام — مدح دنیا کے کند خیر الانام
حب دنیا ہست راس ہر خطا — از خطا کے مے شود ایماں عطا
تو دریں اوطان غریبی اے پسر — رو بغربت کردہ خاکت بسر
چیست دنیا از خدا غافل بدن — نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

ان ہی مقولوں سے ہم نے ایک مفہوم جامع استنباط کیا ہے کہ دنیا عبارت ہے ہر چیز سے جو زندگانی دنیا میں مرغوب و مطلوب ہو۔ زندگانی دنیا میں بہتیری ہی چیزیں مرغوب و مطلوب ہیں ان میں سے مال اکثر لوگوں کو مرغوب تر اور مطلوب تر ہوتا ہے اس لیے کہ مال کے ذریعے سے دوسرے اکثر مرغوبات بہم پہنچائے جاسکتے ہیں ۔ جود و سخا کو بھی مال ہی سے تعلق ہے جس طرح اور قوتوں کو اعتدال پر رکھنا مشکل ہے ۔ اسی طرح انفاق مال کو کہ تفریط داخل بخل ہے تو افراط داخل اسراف ہے ۔ ہر شخص کا درجہ توسط الگ ہے اور وہی اس کا ٹھیک اندازہ کر سکتا ہے ۔ یوں تو جود و سخا میں کئی طرح کی بھلائی ہے کہ کسی شخص میں جود و سخا کا ہونا اُس کے محتاط ہونے کی دلیل ہے اس لیے کہ جو شخص مال کو زیادہ عزیز رکھتا ہے نہ تو وہ جود و سخا کر سکتا ہے اور نہ حرام سے پرہیز کر سکتا ہے اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ سخی سے حاجتمندوں کی حاجت روائی ہوتی ہے مگر جود و سخا کے اسراف ہو جانے کا خوف بھی کچھ کم نہیں " آدمی فربہ شود از راہ گوش " اکثر لوگوں کو دیکھا ہے کہ لینے والوں کی تعریف و توصیف کے بھرے میں آکر حد اعتدال سے گزر جاتے اور دولت کو بیجا اُڑانے لگتے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ادا کرنے کی حد تک تو انفاق کو جود و سخا کہہ نہیں سکتے بلکہ اس کو ادائے قرض کہنا زیادہ مناسب ہے ہاں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ادا کرنے سے بڑھ کر جو داد و دہش ہو وہ نفل جود و سخا ہے ۔ عموماً مسلمانوں کی مالی

لہ لوگوں کی بناوٹ اس طرح کی واقع ہوئی ہے کہ اُن کو (دنیا کی) مرغوب چیزوں یعنی (مثلاً) بیبیوں اور بیٹوں اور سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈھیروں اور عمدہ عمدہ گھوڑوں اور مواشیوں اور کھیتی کے ساتھ دلبستگی بھلی معلوم ہوتی ہے (حالانکہ) یہ (تو) دنیا کی زندگی کے (چند روزہ) فائدے ہیں اور (بہشت کا) اچھا ٹھکانا تو اللہ ہی کے یہاں ہے ۲؎ مجھے تمہاری دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں خوشبو اور عورتیں اور میری آنکھ کی ٹھنڈک تو نماز ہی میں ہے ۱۲

کیوں تنگ دل ہونے لگا ہے ۵

بخ راحت داں چو مطلب شد بزرگ — گرد گلہ طوطیائے چشم گرگ

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ آدمی کے اخلاق یعنی اُس کی خصلتوں کا بھی کچھ ٹھکانا نہیں۔ گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ۔ فضائل اور رزائل میں صرف ایک تاؤ بھاؤ کا فرق ہے۔ قناعت کے صفت برگزیدہ ہونے میں تو کچھ شک نہیں۔ مگر ان دقتوں میں مسلمانوں کو قناعت کی تعلیم دینا اُنگشتوں کا سُلا دینا ہے۔ تعلیم اخلاق بھی ایک طرح کی طب ہے۔ طب متعارف طب جسمانی ہے اور اخلاق طب روحانی طبیب جسمانی کیا کرتا ہے کہ جو خلط مقدار معتدل سے بڑھ گئی ہے اُس کو تنقیہ وغیرہ تدابیر سے کم کرتا ہے اور جو خلط درجۂ اعتدال سے گر پڑی ہے اُس کی تقویت کرتا ہے اسی اصول پر اخلاق میں بھی ہم کو عمل کرنا چاہیئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں طلب دنیا کی کمی ہے اور اسی وجہ سے وہ سلطنت اور دولت اور عزت سب کچھ کھو بیٹھے ہیں اور رہی سہی کھوتے چلے جاتے ہیں تو ہمارا کام گرتوں کو اُبھارنا ہے۔ قناعت کی تعلیم سے ہم بیمار دبار کے ہلاک کر دینے کے فکر میں ہیں ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کو تعلیم زہد کی ضرورت تھی۔ یہ وہ وقت تھا کہ مسلمان ملک پر ملک فتح کرتے چلے جاتے تھے اقبال ان کا غلام تھا اور دولت ان کی لونڈی۔ صاحب نصاب زکوٰۃ لیئے لیئے پھرتے تھے اور کوئی لینے کی حامی نہیں بھرتا تھا۔ خوف تھا کہ کہیں کَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا کے وعید میں نہ آجائیں یا اب معاش کے اعتبار سے فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ کے مصداق ہیں گھروں میں چوہے کلا بازیاں کھا رہے ہیں ۵

یہ تو کہیئے پیر جی صاحب کیا ہے اگر یہ سوانگ نہیں — گرمی سنہرہ رنگوں سے اور گھر میں بھونی بھانگ نہیں

بس اب اخلاق کی تعلیم ہونی چاہیئے وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ اور قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ہاں طمع مکروہ اور حرص مذموم سے بچے رہو دنیا کو طلب کرو مگر طلب جمیل کے طور پر ۵

مال را گر بہر دیں باشی حمول — نعم مال صالح گفتش رسول

سے ۵ بھلا (وہ) شخص جس سے ہم نے (بہشت کا) پسندیدہ وعدہ کر رکھا ہے اور وہ (آخرت میں) اُس کو ملنے والا ہے کیا (آرام و آسایش کے اعتبار سے) اُس جیسا ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیا کی زندگی کے (چند روزہ) فائدے پہونچائے پھر قیامت کے دن وہ اُن لوگوں میں ہوگا جو (جواب دہی کے لیئے ہمارے روبرو) حاضر کیئے جائیں گے ۱۲ ۵ ہم نے بہت سی بستیاں ہلاک کر ماریں جو اپنی (افراط) معاش کی حالت میں اکھا کھا کر اکڑ گئی تھیں ۱۲ ۵ اے پیغمبر ان لوگوں سے پوچھو کہ اللہ نے جو زینت کے ساز و (سامان) اور کھانے (پینے) کی ستھری چیزیں اپنے بندوں کے لیئے پیدا کی ہیں (اُن کو کس نے حرام کیا ہے ۱۲

عہ اور خدا کے فضل (یعنی معاش) کی جستجو کرو ۱۲

جود و سخا

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ (ترمذی)

انس کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لیئے کوئی چیز اُٹھا نہیں رکھتے تھے۔

تکلیف کے انگیز کرنے سے ہوتا ہے مگر قناعت صرف اُس تکلیف کے برداشت کرنے سے جو حرص وطمع کی ناکامی سے ہو۔ انسانی طبیعت کا ایک خاصّہ یہ بھی ہے کہ آدمی ابنائے جنس خصوصاً اقران و امثال پر ہر طرح کی برتری اور بہتری چاہتا ہے اور وہ میسر نہیں آتی تو اس کو تکلیف ہوتی ہے مگر وہ تکلیف اِدّعائی تکلیف ہوتی ہے اور یہ شخص خود اُس کا باعث ہوتا ہے اور آخر کار یہ مرض ترقی کر کے حسد کی صورت اختیار کر لیتا ہے جیسی یہ تکلیف خیالی ہوتی ہے اس کا دفعیہ بھی خیالی ہے یعنی اس کو اتنا تو سمجھنا چاہیئے کہ یہ خدا کی نعمتوں اور برکتوں کا ٹھیکہ لے کر تو نہیں آیا نعمتوں اور برکتوں کی تقسیم خدا نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ[51] اور وہی بندوں کی مصلحتوں سے بخوبی واقف ہے خود بندے نہیں جانتے اس واسطے کہ بندوں میں سے کسی کو علم غیب نہیں دیا گیا پس جو آدمی دوسرے جیسا بننا چاہتا ہے کیا جانتا ہے کہ دوسرے کی حالت اس کے حق میں مبارک ثابت ہو یا نامبارک وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَیْرِ وَکَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا[52] اور اگر آدمی ناشکیبائی کی خصلت کو دل میں جگہ دے تو کیا اطمینان ہے کہ وہ دوسری حالت پر جس کی تمنا کرتا ہے پہنچ کر بس کرے گا۔

ہفت اقلیم ار بگیرد بادشاہ ہمچنان در بند اقلیمے دگر

پس انسان کسی حالت میں بھی ہو طمانینت نفس تو قناعت کے بدون ہوتی نہیں۔ قناعت کی صفت اپنے میں پیدا کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ آدمی نعمتوں کا جو اُسے حاصل ہیں خیال کیا کرے تو پائے گا کہ ایک دو بات میں فی زعمہ ہمچشموں سے کم ہے تو کتنی باتوں میں اُن سے بہتر بھی ہے خدا کی نعمتوں کا کچھ حصر و شمار نہیں وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا[53] اِنَّ الْاِنْسَانَ لَکَفُوْرٌ[54] جو نعمتیں اُس کو حاصل ہیں اُن کی قدر نہیں کرتا یا دوسری تدبیر یہ ہے کہ اپنے سے فروتر آدمیوں کے حال پر نظر کیا کرے آخر وہ بھی تو خدا کے بندے ہیں۔ یہ تو دنیا داروں کی سی باتیں ہیں۔ دین دار آدمی کا دل تو اس سے تسلّی پاتا ہے کہ دنیا دار الامتحان ہے فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَکْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَیَقُوْلُ رَبِّیْۤ اَکْرَمَنِ وَاَمَّاۤ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَیْهِ رِزْقَهٗ فَیَقُوْلُ رَبِّیْۤ اَهَانَنِ[55] خوش حال اور تنگ حال دونوں زیر امتحان ہیں اور انجام کار معلوم نہیں خوش حالی میں شکر اور نفع رسانی مستحقین کا اور تنگ حالی میں صبر و قناعت کا۔ رضا و تسلیم کا غیرت اور خود داری کا امتحان لیا جاتا ہے۔ اگر تنگ حال امتحان صبر وغیرہ میں پورا اُترے تو اس کے لیے اَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَکْبَرُ[56] موعود ہے دنیا کی خوش حالی عارضی چند روزہ عرضۂ خطرات اور فانی ہے اور اجر عاقبت ابدی بے لوث۔ اجر عاقبت کا امیدوار دنیاوی تنگ حالی سے

---

۵۱ جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے) اپنی تُلی کر دیتا ہے ۱۲ ۵۲ اور آدمی جس طرح (اپنے حق میں) بہتری کی دعا مانگتا ہے اسی طرح (دلگیر ہو کر کبھی) بُرائی کی بھی دعا مانگنے لگتا ہے اور انسان بڑا جلد باز ہے ۱۲

۵۳ اور اگر خدا کی نعمتوں کو گننا چاہو تو اُن کو پورا پورا گن نہ سکو ۱۲ ۵۴ کچھ شک و شبہ نہیں کہ انسان بڑا ہی ناشکر ہے ۱۲

۵۵ لیکن انسان کا حال یہ ہے کہ جب اُس کا پروردگار (اس طرح پر) اُس (کے ایمان) کو آزماتا ہے کہ اُس کو عزت اور نعمت دیتا ہے تو وہ (خوش ہو کر) کہتا ہے کہ میرا پروردگار میری (تعظیم و) تکریم کرتا ہے اور جب وہ اُس کے ایمان کو (اس طرح پر) آزماتا ہے کہ اُس کی روزی اُس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ تنگ دل ہو کر (بڑبڑاتا دیتا) ہے کہ میرا پروردگار مجھے ذلیل سمجھتا ہے ۱۲

۵۶ اور آخرت کا اجر بہت بڑا ہے ۱۲

تَعَرَّفْ إِلَى اللّٰهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَعْمَلَ لِلّٰهِ بِالرِّضَاءِ فِي الْيَقِيْنِ فَافْعَلْ فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَإِنَّ فِي الصَّبْرِ عَلٰى مَا تَكْرَهُ خَيْرًا كَثِيْرًا وَاعْلَمْ أَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ وَالْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ وَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا وَلَنْ يَّغْلِبَ عُسْرٌ يُّسْرَيْنِ +

لڑکے! تو فراخی اور آسانی میں خدا کی طرف متوجہ ہو اور حق نعمت پہچان وہ سختی اور شدت کی حالت میں تیری طرف متوجہ ہوگا پس اگر تو خاص خدا کے لیے یقین او خوش دلی کے ساتھ کوئی کام کر سکے تو کر کہ یہ بہت بڑا کام ہے اور اگر تو ایسا نہ کر سکے تو صبر کر کیونکہ محنت و بلا پر صبر کرنے میں بڑا ثواب ہے او جان رہ کہ خدا کی مدد صبر کے ساتھ اور کشود کار محنت وغم کے ساتھ ہے (یعنی ہر تنگی کے بعد کشادگی اور ہر غم کے پیچھے راحت ہے) اور بے شک ہر سختی کے بعد آسانی ہے اور ایک سختی دو آسانیوں پر کبھی غالب نہیں آ سکتی ف

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ (مسلم)

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے (خدا کی قضا و قدر کو) تسلیم کیا اور بقدر حاجت روزی دیا گیا اور جو کچھ خدا کی طرف سے ملا اس پر خدا نے اُسے قانع کر دیا اُس نے فلاح پائی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا (صحیحین)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ بارِ خدایا محمد کی اہل و اولاد کو اتنا رزق عنایت فرما جس سے ان کی توانائی قائم رہ سکے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ (صحیحین)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیاوی مال و متاع کی کثرت کو تونگری نہیں کہتے بلکہ اصل تونگری یہ ہے کہ نفس قناعت اور بے نیازی کے ساتھ تونگر ہو

ف اشارہ ہے تیسویں پارے کی سورۃ الشرح کے جملہ فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا کی طرف عربی کا قاعدہ ہے کہ نکرے کا اعادہ نکرے سے کیا جائے تو دونوں نکرے دو جُداگانہ فردوں پر دلالت کرتے ہیں اور اگر نکرے یا معرف باللام سے کیا جائے تو وہی فرد واحد مُراد ہوتی ہے اس روسے آیہ مذکورہ میں یسر دو ہوئے اور عسر ایک دوسری جگہ قرآن میں ہے ارسلنا الی فرعون رسولا فعصٰی فرعون الرسول یہاں رسول اور الرسول دونوں سے موسیٰ مراد ہیں ۱۲۔

من المترجم قناعت بھی صبر کا ضمیمہ ہے اور بولنے میں یا تو دونوں کو ملا کر بولا جاتا ہے یا ایک کو دوسرے کا مرادف۔ مگر فی الواقع صبر و قناعت میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ صبر یعنی نفس کا روکنا۔ مجبور کرنا ہر طرح کی جسمانی روحانی

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ۝ (النحل ع ۱۶ پارہ ۱۴)

اور (مسلمانو!) دین کی بحث میں مخالفین کے ساتھ سختی بھی کرو تو ایسی ہی سختی کرو جیسی تمھارے ساتھ کی گئی ہو اور اگر (لوگوں کی ایذاؤں پر) صبر کرو تو بہرحال صبر کرنے والوں کے حق میں صبر بہتر ہے (اور اے پیغمبر مخالفوں کی ایذاؤں پر) صبر کرو اور خدا کی توفیق کے بدون تو تم صبر کر ہی نہیں سکتے اور ان (مخالفوں کے حال) پر افسوس نہ کرو اور یہ لوگ جو (تمھاری مخالفت میں) تدبیریں کیا کرتے ہیں اس سے تنگ دل نہ ہو کیونکہ جو لوگ پرہیز کرتے ہیں اور جو لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہیں اللہ ان کا ساتھی ہے

عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ (مسلم)

صہیب کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا بھی عجیب حال ہے کہ اس کی ہر ایک شان اس کے حق میں نیک ہی ہے اور یہ شان مومن کے سوا اور کسی کو نصیب نہیں (اس کا حال یہ ہے کہ) اگر خوشحالی پہنچتی ہے شکر کرتا ہے تو یہ شکر اس کے لیے بہتر ہوتا ہے اور اگر بدحالی پیش آتی ہے صبر کرتا ہے تو یہ صبر اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ يَا غُلَامُ احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ

ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک دن میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا آپ نے فرمایا لڑکے خدا کے حق کی حفاظت کر وہ تیری حفاظت کریگا تو اس کو نگاہ رکھ اور اس کا مراقب رہ اسے اپنے سامنے پائے گا۔ اور تجھے کچھ مانگنا ہو تو خدا ہی سے مانگ اور جب مدد مانگنے کی ضرورت ہو تو خدا ہی سے مانگ اور جانے رہ کہ اگر ساری خلقت جمع ہو کر تجھے کسی چیز سے نفع پہونچانا چاہے تو ہرگز نفع نہیں پہونچا سکتی مگر اسی چیز سے جو خدا تیرے لیے لکھ چکا ہے اور اگر جمع ہو کر تجھے کسی چیز سے نقصان پہونچانا چاہے تو ہرگز نقصان نہیں پہونچا سکتی مگر اسی چیز سے جو خدا تیرے حق میں مقدر لکھ چکا ہے قلم اٹھا لیے گئے اور دفتر خشک کر دیے گئے ؎۱

؎۱ قلموں اور صحیفوں سے اشارہ ہے لوح محفوظ کی طرف۔ لوح محفوظ سے مراد ہے علم الٰہی کتاب کے ضلع میں بطور استعارہ اس کو لوح محفوظ کہا جاتا ہے کہ خدا نے تمام واقعات عالم جزو کل قلیل و کثیر پیش از پیش ایک تختی میں لکھوا کر ختم کر دیا وہ محفوظ ہے کہ اس میں کسی طرح کا رد و بدل نہیں ہو سکتا۔

أَنَّهُم مُّلَاقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝

(البقرۃ ع ۵ پارہ ۱)

کہ وہ (آخر کار) اپنے پروردگار سے ملنے والے اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ف۱

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَوٰةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝

(بقرہ ع ۱۹ پارہ ۲)

مسلمانو! (تم کو کسی طرح کی مشکل پیش آئے تو اُس کے مقابلے کے لئے) صبر اور نماز سے مدد لو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے ف۲ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں اُن کو مرا ہوا نہ کہنا (وہ مرے نہیں) بلکہ زندہ ہیں مگر (اُن کی زندگی کی حقیقت) تم نہیں سمجھتے اور البتہ ہم تم کو تھوڑے سے خوف سے اور بھوک سے اور مال اور جان اور پیداوار (اراضی) کی کمی سے آزمائیں گے اور (اے پیغمبر) صبر کرنے والوں کو خوشنودی خدا اور کرتا لیش کی خوش خبری سُنا دو یہ لوگ جب ان پر مصیبت آ پڑتی ہے تو بول اُٹھتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے ہیں (ہم کو جس حال میں چاہے رکھے) اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (تو وہ ہم کو ہمارے صبر کا)

لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝

(آل عمران ع ۱۹ پارہ ۴)

مسلمانو! تمھارے مالوں (کے نقصان) اور تمھاری جانوں (کے زیان) میں ضرور تمھاری (ایمانداری کی) آزمائش کی جائے گی اور جن لوگوں کو تم سے پہلے (آسمانی) کتاب دی جا چکی ہے (یعنی یہود و نصاریٰ) اُن سے اور مشرکین (مکہ) سے تم بہت سی ایذا کی باتیں (بھی) ضرور سنو گے اور اگر صبر کئے رہو اور پرہیزگاری (کو ہاتھ سے نہ جانے دو) تو بے شک یہ (بڑی) ہمت کے کام ہیں

ف۱ صبر ایک ایسی خصلت ہے کہ جو اس کو اختیار کر لیتا ہے دنیا کی تکلیفیں اُس پر آسان ہو جاتی ہیں اور یہی حال نماز کا ہے أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (سن رکھو کہ یاد الٰہی سے دل تسلی پاتے ہیں) اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی عادت تھی کہ جب آپ کو کسی طرح کی تشویش لاحق حال ہوتی تو آپ نماز میں مشغول ہو جاتے مگر جن لوگوں کو خدا کا اور عاقبت کا خیال نہیں اُن کو نماز کی پابندی بھی بجائے خود ایک مصیبت معلوم ہوتی ہے ۱۲ ف۲ مطلب یہ ہے کہ انسان صبر کی عادت کر لیتا ہے تو اُس کو مصیبت کی ایذا کم محسوس ہوتی ہے ۔ رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج ✦ مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آسان ہو گئیں ۔ ۱۲

ثُمَّ قَالَ أَلَمْ يَأْنِ لِلرَّحِيْلِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ أُتِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَطَمَتْ بِهٖ فَرَسُهٗ إِلٰى بَطْنِهَا فِيْ جَلَدٍ مِّنَ الْأَرْضِ فَقَالَ إِنِّيْ أَرَاكُمَا دَعَوْتُمَا عَلَيَّ فَادْعُوَا لِيْ فَاللّٰهُ لَكُمَا أَنْ أَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَجَا فَجَعَلَ لَا يَلْقٰى أَحَدًا إِلَّا قَالَ كُفِيْتُمْ مَا هٰهُنَا فَلَا يَلْقٰى أَحَدًا إِلَّا رَدَّهٗ (صحیحین)

اس کے بعد پیغمبر صاحب نے فرمایا کیا ابھی کوچ کا وقت نہیں آیا میں نے عرض کیا ہاں کوچ کرنے کا وقت آ گیا ہے ابوبکر رض کہتے ہیں تو ہم نے آفتاب کے ڈھل جانے کے بعد کوچ کیا اور ادھر سراقہ بن مالک ہمارے پیچھے لگا چلا آ رہا تھا (جب وہ بہت ہی قریب آ گیا) تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ سراقہ نے ہمیں آ لیا پیغمبر صاحب نے فرمایا ابوبکر غم نہ کر خدا ہمارے ساتھ ہے ف۱ اس کے بعد پیغمبر صاحب نے سراقہ کو بددعا دی اور اس کا گھوڑا اسے سخت زمین میں اپنے پیٹ تک دھنسا سراقہ بولا کہ میں دیکھتا ہوں تم دونوں نے میرے حق میں بددعا کی ہے تو میرے لئے دعا کرو خدا تم دونوں کا حامی و مددگار ہے میں ان لوگوں کو واپس کر دونگا جو تمھارے کھوج میں پیچھے لگے چلے آ رہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ کے لئے دعا کی اور اس نے دھنسنے سے نجات پائی پھر تو رستے میں جو اسے ملتا تھا ہر شخص سے یہی کہتا تھا کہ بس کرو آگے نہ جاؤ میں ڈھونڈ آیا) ادھر کوئی نہیں ہے الغرض سراقہ کے سامنے جو شخص آیا اس نے اسے واپس کر دیا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقَ قَالَ نَظَرْتُ إِلٰى أَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رُءُوْسِنَا وَنَحْنُ فِي الْغَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ إِلٰى قَدَمِهٖ أَبْصَرَنَا فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا (صحیحین)

انس بن مالک سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق نے کہا جب ہم غار (ثور) میں مخفی تھے تو میں نے اپنے سر پر مشرکوں کے پاؤں دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ اگر ان میں کا کوئی بھی اپنے پاؤں کی طرف دیکھے گا تو ہمیں دیکھ پائے گا پیغمبر صاحب نے فرمایا ابوبکر تیرا ان دو شخصوں کے ساتھ کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیسرا خدا ہے (یعنی خدا ان کا حامی و مددگار ہے) ف۲

ف۱ یہیں سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال استقلال و توکل ظاہر ہوتا ہے اور اسی لئے یہیں عنوان توکل میں اتنی بڑی حدیث لینے کی ضرورت پڑی ۱۲ ف۲ یہ حدیث ہجرت کا ابتدائی قصہ ہے کہ پیغمبر صاحب اور ابوبکر صدیق بیت نبوت سے نکل کر غار ثور میں پہنچے جو مکے سے قریباً تین میل کے فاصلے پر ہے مشرکین مکہ جو پیغمبر صاحب کے مکان کا محاصرہ کیے ہوئے تھے انھیں خبر لگی تو آپکی جستجو میں چاروں طرف پھیل گئے غار ثور پر پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق نے یہ عرض کیا غار ثور کچھ اس ڈھب پر واقع ہے کہ اگر کوئی اس کے دروازے پر کھڑا ہو جائے تو اندر والے کو اس کے قدم دکھائی دیں اور اگر یہ شخص اپنے قدموں کی جگہ آنکھ رکھ کر دیکھے تو اندر والے کو دیکھ پائے ۔۱۲

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (صحیحین)

ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کے ستر ہزار آدمی بے حساب جنت میں جائیں گے (اور) یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں نہ تو منتر جنتر کراتے تھے نہ شگون بد لیتے تھے بلکہ ہر حال میں اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے تھے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ أَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْا خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا (ترمذی ابن ماجه)

عمر بن الخطاب کہتے ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا لوگو! اگر تم خدا پر بھروسا رکھتے جیسا کہ بھروسا رکھنے کا حق ہے تو وہ تم کو اُسی طرح روزی دیتا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح کو بھوکے جاتے اور شام کو شکم سیر ہو کر واپس آتے ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ

جابر سے روایت ہے کہ انھوں نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کیا اور جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اُدھر سے لوٹے تو یہ بھی آپ کے ساتھ لوٹے۔ لوٹتیوں کو بڑے گھنے درختوں کی ایک صحرا میں دوپہر ہو گئی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں اُتر پڑے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۵۔ بچنا مشکل ہے تو پیغمبر صاحب شب کے وقت حضرت علیؓ کو اپنے بچھونے پر لٹا حضرت ابو بکرؓ کو ساتھ لے کے نکل تین میل کے فاصلے پر جبل ثور کے غار میں جا چھپے۔ اُدھر کافروں نے خبر پاتے ہی جستجو شروع کی۔ پیغمبر صاحب غار میں چھپے بیٹھے رہے اس غار پر کافروں کا گزر بھی ہوا مگر خدا نے اُن کو اندھا کر دیا اور وہ پیغمبر صاحب کو نہ دیکھ سکے یہ اُسی وقت کا مذکور ہے کہ حضرت ابو بکرؓ غار کے سر پر کافروں کا چلنا پھرنا دیکھ کر گھبراتے تھے اور پیغمبر صاحب اُن کو تسلی دیتے تھے۔ اِس درجے کا استقلال اِس درجے کا توکل پیغمبر کے سوا کسی سے ہو نہیں سکتا۔ غرض جب نواح مکہ کی جستجو کی شورش فرو ہوئی تو پیغمبر صاحب سیدھا راستہ چھوڑ بالا بالا کتراتے ہوئے مدینے نکل گئے۔ اسی کا نام ہے ہجرت جس سے مسلمانوں کا سنہ ہجری شمار کیا جاتا ہے اور جب تک غار میں رہے ابو بکرؓ کے گھر سے کھانے اور سواری کا انتظام ہوتا رہا حضرت ابو بکر رضی اللہ کی یہ بڑی خدمت نمایاں ہے جس کو کوئی مسلمان فراموش نہیں کر سکتا۔ اور اس آیت میں جو فرشتوں کی مدد کا مذکور ہے کیا تعجب ہے کہ ہجرت کے وقت بھی فرشتے آئے ہوں اور انھوں نے کسی طور پر کافروں کو اندھا اور بے قابو کر دیا ہو شاید جنگ بدر وحنین کی طرف اشارہ ہو کہ ان لڑائیوں میں فرشتوں کا آنا اور مدد کرنا بصراحت قرآن ثابت ہے۔ ۱۲

[1] عرب کے محاورے میں سات اور ستر کثرت پر دلالت کرتا ہے عدد خاص مراد نہیں ہوا کرتا تو ستر ہزار سے مراد ہے ہزار ہا یعنی بہت ۱۲

اپنے کسی عیب کے ظاہر ہونے سے ہوتا ہے یوں حیا حفظِ نفس کی فرع قرار پاتی ہے آدمی دوسروں پر اپنے عیب کا ظاہر ہونا نہ چاہے گا تو ضرور وہ کبھی نہ کبھی ازالۂ عیب کرکے رہے گا۔ یہ ہیں معنے اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ کے کمالِ حیا یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس سے شرم کرے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت روایت ہے کہ وہ تنہائی میں بھی برہنہ نہیں نہاتے تھے اور کمالِ ایمان یہ ہے کہ آدمی خدا سے جو دانائے نہاں و آشکارا ہے شرم کرے ؎

اِنِّیْ لَمُسْتَتِرٌ مِّنْ عَیْنِ جِیْرَانِیْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِسْرَارِیْ وَاِعْلَانِیْ

پھر صرف قوت تولید سے حیا کے متعلق ہونے کے کیا معنے؟ ہر گناہ پر ہر خلاف شرع پر آدمی کو شرمندہ ہونا چاہیئے۔

لے حیا ایمان کی ایک شاخ ہے ۱۲ ؎ میں اپنے پڑوس کی آنکھ سے چھپا ہوا ہوں اور خدا میرا چھپانا اور میرا ظاہر کرنا سب کچھ جانتا ہے ۱۲ ؎

توکّل ؎

وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ فَاعْبُدْہُ وَتَوَکَّلْ عَلَیْہِ وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (ھود ۱۰۶)

اور آسمانوں اور زمین میں جو غیب کی باتیں ہیں اُن کا علم اللہ ہی کو ہے اور ہر ایک کام (کا دار و مدار) آخر کار اُسی پر جاکر ٹھیرتا ہے تو (اے پیغمبر) اُسی کی عبادت کرو اور اُسی پر بھروسہ رکھو اور جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو (اے پیغمبر) تمھارا پروردگار اُس سے غافل نہیں

اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا وَجَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی وَکَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ (التوبۃ ۶ پارہ ۱۰)

(لوگو!) اگر تم رسول کی مدد نہ بھی کرو تو کچھ پروا کی بات نہیں اللہ اُن کا مددگار ہے اور) اُسی نے اپنے رسول کی مدد اُس وقت بھی کی تھی جب کافروں نے اُن کو (نپٹ) بے سر و سامان گھر سے نکال باہر کیا دکہ صرف دو آدمی اور) دو میں دوسرے (پیغمبر) اُس وقت یہ دونوں غارِ ثور میں تھے (اور) اُس وقت (پیغمبر) اپنے ساتھی (ابوبکر) کو سمجھا رہے تھے کہ کچھ رنج (وفکر) نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اپنے پیغمبر پر اپنی (طرف سے) تسلّی اُتاری اور اُن کو (فرشتوں کی) ایسی فوجوں سے مدد دی جن کو تم لوگ نہ دیکھ سکے اور کافروں کی بات کو نیچا کر دیا اور (سدا اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب (اور) صاحبِ تدبیر ہے ؎

؎ اِس عنوان میں ہم نے صرف دو آیتیں لی ہیں ورنہ قرآن میں بے شمار آیتیں ہیں جن کے مضمون سے توکل کی شان نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہے اس کتاب کے پہلے حصے حقوق اللہ میں بھی ہم نے توکّل کا عنوان قایم کیا ہے وہاں متعدد آیتیں مع ترجمہ اور بلا ترجمہ نقل کی ہیں اس کے ساتھ اُسے بھی پڑھو ۱۲

؎ پیغمبر صاحب نے کامل دس برس مکّے میں دین اسلام کی منادی کی اور طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں جو کافروں سے پہنچیں نہایت صبر اور استقلال کے ساتھ اُن کو برداشت کرتے رہے یہاں تک کہ کافر اُن کے مار ڈالنے کے منصوبے کرنے لگے جب یقین ہوگیا کہ اب اِن لوگوں کے ہاتھ سے جان کا بچنا [illegible]

موجود کرے تا کہ جب تک خدا کو منظور ہے آدم کی نسل معدوم و منقطع نہ ہونے پائے اس رُوداد سے تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ آدمی کی ہستی کا بڑا مقصد اپنا قائم مقام موجود کر دینا ہے تا کہ لوگ اس مطلب کے پورا کر دینے پر طوعاً مجبور ہوں جس طرح طبیب دوا کے ساتھ شربت کا بدرقہ دیتا ہے اُسی طرح حکیم مطلق نے اس قوت میں ایک ایسی لذت شامل کر دی ہے کہ دنیا کی تمام لذتیں اس کے آگے ہیچ ہیں۔ اب لوگ اصل مطلب تو گئے بھول اسی قوت کے استعمال کو زندگی کا ماحصل سمجھ لیا اور اسی قوت کے ایسے گرویدہ ہوئے کہ بعض نے اس کے پیچھے سلطنتیں تک برباد کر دیں۔ اور دولت اور آبرو اور نیک نامی اور تندرستی اور دین کی تباہی کی مثالیں تو شاید ہر جگہ کثرت سے مل سکتی ہیں۔ باب اخلاق کی تمہید میں یہ بات لکھ چکے ہیں کہ ہر ایک قوت کے تین درجے ہوتے ہیں افراط تفریط اور اعتدال۔ اعتدال محمود ہے اور افراط و تفریط نامحمود۔ اس قاعدے کی بنا پر قوت تولید کی تفریط رہبانیت ہے جس کی شارع اسلام نے اجازت نہیں دی لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ[1] قتل نفس کا مجرم ایک نفس کو قتل کرتا ہے اور قوت تولید کا باطل کرنے والا کئی نفوس کو جن کے پیدا کرنے کی خدا نے اس کو قابلیت عطا کی تھی۔ یا دوسری عبارت میں یوں کہو کہ قوت تولید کو باطل یا معطل کرنے والا صریح خدا کے منشا کے خلاف کرتا ہے مسلمانوں میں تفریط کی مثالیں تو شاذ و نادر ملیں گی مگر افراط کی تو جتنی چاہو۔ قوت تولید کو اعتدال پر لانے کے لیے خدائے تعالیٰ نے جہاں بہت سے احکام جاری کیے ہیں اور وہ ہماری اس کتاب کے موقع مناسب پر مرقوم بھی ہیں وہاں ایک روک حیا کی بھی ہے یعنی حیا بھی ایک خلقی قوت ہے اور وہ قوت تولید کی روک تھام کے لیے دی گئی ہے۔ مدتوں ہم سمجھتے رہے کہ شروع شروع میں آدمی مرد و زن سب ننگے دھڑنگے پھرتے ہوں گے پھر جسم کو نیچ بوندی گرمی سردی سے بچانے کے لیے بدن کو ڈھکنے کا خیال پھر تہذیب و شائستگی کی طرف ترقی کرنے سے ستر عورت پر زور دیا جانے لگا۔ پھر ستر عورت میں مزید احتیاط سے مردوں اور عورتوں کے شرعی پردے کا معیار قائم ہوا لیکن اس سے یہ بات لازم آتی تھی کہ حیا خلقی قوت نہیں ہو ایک دن سورہ اعراف کی آیہ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ[2] سے تسکین ہو گئی کہ نہیں حیا فطری قوت ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ دوسری فطری قوتوں کی طرح گھٹ بڑھ سکتی ہے۔

دوسری بات جو حیا کے بارے میں کہنے کی ہے یہ ہے کہ ہم نے تمام اخلاق کو حفظ نفس پر متفرع کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی جو کچھ بھی کرتا ہے اپنے نفس کے حفظ کے لیے کرتا ہے۔ وہ کھاتا ہے حفظ نفس کے لیے۔ سوتا ہے حفظ نفس کے لیے۔ نہاتا ہے حفظ نفس کے لیے۔ غرض جو کچھ بھی کرتا ہے حفظ نفس کے لیے تو گیا ہر فعل ہر نقل و حرکت میں جان کا بچانا مقصود ہوتا ہے بلکہ آرام و آسائش اور امن و عافیت اور خوش حالی اور خوشی اور اطمینان یہ سب چیزیں بھی حفظ نفس کے ضمیمے اور حفظ نفس میں داخل ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ آدمی کو جان عزیز ہے کے یہ معنے ہیں کہ وہ اپنی جان کو متصف بجمیع الکمالات سمجھتا ہے گو اُس کو اس کا شعور نہ بھی ہو۔ ہر کسے را عقل خود بکمال و فرزند خود بجمال[3] اور حیا نام اس رنج کا ہے جو آدمی کو دوسروں پر

---

[1] اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ ۱۲

[2] تو جوں ہی انھوں نے (یعنی آدم و حوا نے) درخت کے پھل) کو چکھا تو دونوں کے پردہ کرنے کی چیزیں اُن کو دکھائی دینے لگیں اور لگے بہشت کے پتوں کو اپنے اوپر چپکانے ۱۲۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ
بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ
ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَالْعَبَّاسُ يَنْقُلَانِ الْحِجَارَةَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ إِزَارَكَ
عَلَى رَقَبَتِكَ يَقِيْكَ الْحِجَارَةَ فَفَعَلَ وَكَانَ
ذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُبْعَثَ فَخَرَّ إِلَى الْأَرْضِ
فَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ إِزَارِيْ إِزَارِيْ
فَشَدَّهُ عَلَيْهِ أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ وَفِيْ رِوَايَةٍ
فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَمَا رُئِيَ بَعْدُ عُرْيَانًا

عمرو بن دینار کہتے ہیں میں نے جابر بن عبد اللہ کو کہتے
سُنا کہ جب (عہد قریش میں) خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی
تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور (آپ کے چچا)
عباس (باہر سے) پتھر ڈھو ڈھو کر لا رہے تھے عباس نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اپنا تہمد اپنے کندھے پر
رکھ لو تاکہ کندھا پتھر (کی خراش) سے محفوظ رہے اور عباس نے
یہ کہتے ہوئے پیغمبر صاحب کا تہمد کھول کر کندھے پر رکھ دیا اور
یہ بعثت سے پہلے کا واقعہ ہے تہمد کھول کر کندھے پر رکھا ہی تھا
کہ پیغمبر صاحب زمین پر گر پڑے اور آپ کی دونوں آنکھیں آسمان
کی طرف کو الٹ گئیں تو آپ نے (اپنے چچا عباس سے) فرمایا
میرا تہمد میرا تہمد چنانچہ آپ نے جھٹ تہمد باندھ لیا (شیخین)
اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ آپ بیہوش ہو کر
گر پڑے اور اس کے بعد پھر کبھی کسی نے آپ کو برہنہ
نہیں دیکھا ف۱

ف۱ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۳۵ سال کی تھی کہ قریش نے خانہ کعبہ کو ڈھا کر ازسرِنو تعمیر کرنا چاہا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ خانہ کعبہ اس سے پیشتر صرف پتھروں سے بنا ہوا تھا یعنی بڑے بڑے پتھر جو قد آدم سے بھی اونچے تھے جوڑ کر اور باہم ملا کر رکھ دیئے گئے تھے۔ معرکۂ الفجار کے پندرہ سال بعد جو تاریخ عرب میں ایک نہایت مشہور و معروف واقعہ گزرا ہے قریش نے کعبے کے ڈھانے اور اُسے کسی قدر کرسی دے کر بنانے اور اُس کی چھتوں کو لکڑی سے پاٹنے کا ارادہ کیا لیکن وہ خانۂ کعبہ کی عظمت کی وجہ سے اُسے ڈھاتے ہوئے ہچکچاتے اور سخت خوف کرتے تھے اتفاقاً اسی اثنا میں کعبے کا خزانہ قریش کے چند اوباش چرا لے گئے جو جوف کعبہ میں ہمیشہ محفوظ رہتا تھا اور مصر ایک نامور رومی تاجر کا بڑا جہاز جدے کے قریب آکر پھٹ گیا جس کی لکڑیوں کے نیلام کا اشتہار دیا گیا اور رؤسائے قریش نے قیمت دے کر سب لکڑیاں خرید لیں اتفاق وقت سے ایک رومی معمار بھی دستیاب ہو گیا جسے قریش اپنے ہمراہ مکے لے آئے اور اب اُن کا مصمم عزم ہو گیا کہ جس طرح ممکن ہو خانہ کعبہ کو ڈھا کر ازسرِنو تعمیر کرایا جائے تاریخ کامل میں قریش کے کعبہ بنانے کی وجہ یوں بیان کی گئی ہے کہ وادی کا عظیم الشان سیلاب دفعتہً اس زور سے خانہ کعبہ میں آیا کہ اُس نے تمام عمارت کو ہلا دیا چھتیں اور دیواریں جابجا سے شق ہو گئیں اور بعض بعض مقامات جو پہلے سے کسی قدر کمزور پڑ گئے تھے ڈھے گئے اور کچھ ڈھینے کے قریب ہو گئے اس لیے قریش نے جن کی عزت و توقیر صرف اسی خانہ کعبہ کی آبادی اور اس کی خدمت گزاری پر موقوف تھی تعمیر کعبہ کی ازسرِنو ضرورۃً سمجھی ۱۲

من المترجم آدمی کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ توالد تناسل کے قاعدے سے پیدا ہو کر پہلے ماں کے دودھ سے اور پھر نباتی اور حیوانی غذا سے پرورش پاتا اور جسمانی اور روحانی ترقی کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ ایک حد کو پہنچ کر جس کو حد بلوغ کہتے ہیں اُس میں ایک خاص طرح کی قوت پیدا ہوتی ہے کہ وہ اُسی قوت کے ذریعے سے دنیا میں اپنا ایک بیٹا اپنے کئی قائم مقام

عَنْ اَبِی مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّۃِ الْاُوْلٰی اِذَا لَمْ تَسْتَحِیْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ ✣ (بخاری)

ابو مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء سابقین کی باتوں میں سے جو بات بے تغیر و تبدل لوگوں نے پائی ہے وہ یہ ہے کہ جب تو شرم نہیں رکھتا تو جو چاہے کر ول

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالْاِیْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِی النَّارِ ✣ (ترمذی)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا ایمان کی ایک شاخ ہے اور ایمان (یعنی اہل ایمان) بہشت میں ہیں اور بیحیائی اکھڑپن ہے اور اکھڑوں کا ٹھکانا دوزخ ہے -

عَنْ زَیْدِ بْنِ طَلْحَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ دِیْنٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَیَاءُ (مؤطا)

زید بن طلحہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دین کے لیئے ایک صفت ہوا کرتی ہے (جو اُس میں عمدہ اور غالب ہوتی ہے) اسلام کی صفت (جو دین اسلام میں عمدہ اور غالب ہے) حیا ہے -

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَیَاءَ وَالْاِیْمَانَ قُرَنَاءُ جَمِیْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُھُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَاِذَا سُلِبَ اَحَدُھُمَا تَبِعَہُ الْاٰخَرُ (مشکوۃ)

ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا اور ایمان دونوں باہم پیوستہ ہیں اور ایک دوسرے کو لازم ہیں تو جب کسی شخص سے ان میں کا ایک اُٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی فوراً اُٹھا لیا جاتا ہے ابن عباس کی روایت میں یوں آیا ہے کہ جب ان میں سے ایک سلب کر لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اُس کے پیچھے لگ لیتا ہے (یعنی وہ بھی مسلوب ہو جاتا ہے)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَیَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِھَا فَاِذَا رَاٰی شَیْئًا یَکْرَھُہٗ عَرَفْنَاہُ فِیْ وَجْھِہٖ (صحیحین)

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم والے تھے جو پردے میں بیٹھی رہتی ہے پیغمبر صاحب جب کسی ایسی چیز کو دیکھتے جو آپ کو ناگوار ہوتی تو (اگرچہ آپ شرم کی وجہ سے ناگواری کا اظہار نہ کرتے مگر) ہم لوگ اُسے آپ کے چہرۂ مبارک میں معلوم کر لیتے تھے -

ف یعنی پیغمبروں کی ضرب المثل ہے جو زبان زد خلائق ہوتی چلی آئی ہے ۱۲ ✣

يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖۤ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۝ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْۤا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ قَالُوْۤا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝ (النساء ع ۲۰ پارہ ۵)

مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے (پھرتے) ہیں کیا کافروں کے یہاں (اپنی) عزت (بڑھانی) چاہتے ہیں سو عزت تو ساری اللہ کی ہے ف۱ حالانکہ تم (مسلمانوں پر) اللہ (اپنی) کتاب (یعنی قرآن) میں یہ (حکم) نازل کر چکا ہے کہ جب تم (اپنے) کانوں سے سُن (لو کہ اللہ کی) آیتوں سے انکار کیا جا رہا ہے اور اُن کی ہنسی اُڑائی جاتی ہے تو ایسے لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو یہاں تک کہ کسی دوسری بات میں لگ جائیں ورنہ اس صورت میں تم بھی اُن ہی جیسے (کافر) ہو جاؤ گے اللہ منافقوں اور کافروں سب کو دوزخ میں (ایک جگہ) جمع کر کے رہے گا کہ یہ (منافق) تمہارے (مآل کار کے) منتظر ہیں (کہ دیکھئے کافروں کے مقابلے میں جیتتے ہیں یا ہارتے ہیں) تو اگر اللہ (کی طرف) سے تمہاری فتح ہو گئی تو (تم سے) کہنے لگتے ہیں (کیوں جی) کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کو (فتح) نصیب ہوئی تو اظہار خصوصیت کے لیے کافروں سے کہنے لگتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہیں ہو گئے تھے اور تم کو مسلمانوں کے (ہاتھوں) سے نہیں بچایا؟ ف۲ تو (مسلمانو!) اللہ تم میں (اور منافقوں میں) قیامت کے دن فیصلہ کرے گا اور خدا کافروں کو مسلمانوں پر (کسی طرح) غالب رہنے کا موقع ہرگز نہیں دے گا ف۳

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝

کچھ شک نہیں کہ منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجے میں ہوں گے اور (اے پیغمبر) وہاں تم کسی کو بھی ان کا مددگار نہ پاؤ گے۔

ف۱ یعنی اسی کے اختیار میں اور اسی کے ہاتھ میں ہے تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۱۲ ف۲ مسلمانوں اور کافروں میں لڑائی ہوتی تو منافق مسلمانوں کے ساتھ ہوتے مگر صاف دل سے نہیں وہ ایسا جوا کھیلتے تھے کہ طاق اور جفت دونوں داؤ اُن ہی کے ہوں یعنی مسلمانوں کی فتح ہوتی تو مال غنیمت میں حصہ لگانے کے لیے مسلمانوں سے کہتے کہ ہم بھی تو تمہارے ساتھ تھے غنیمت میں سے ہم کو بھی حصہ دو اور اگر کافروں کی جیت ہوتی تو اُن کو جتاتے کہ مسلمان تو تم پر غالب آ چکے تھے مگر ہم ہی نے تمہاری خاطر سے دیدہ و دانستہ ڈھیل کی اور تم کو جتوا دیا تو جو کچھ تم کو مسلمانوں سے ہاتھ لگا ہے لاؤ ہم اور تم آپس میں بانٹ لیں ۱۲ ف۳ غور کرنے سے دو باتیں نکلتی ہیں ایک یہ کہ اس دنیا میں کافر مسلمانوں پر مذہبی دلائل میں غالب نہیں آ سکتے یا کافروں کا ایسا غلبہ نہیں ہونے پائے گا کہ مسلمان دنیا سے معدوم ہو جائیں دوسرے یہ کہ آخرت میں کافر مسلمانوں کے مقابلے میں ذلیل و خوار ہوں گے ۱۲۔

کنندہ کو مُردار خوار فرمایا ہے غیبت کے معنی ہیں کسی کو اس کے پس پشت بُرا کہنا عام اس سے کہ وہ بُرائی اُس میں ہو یا نہ ہو اگر ہے تو نری غیبت ہے اور نہیں تو غیبت کے ساتھ بہتان بھی۔ اگر کسی کو اس کے مُونہ پر بُرا کہو تو اُسکو اتنا بُرا نہیں لگے گا جتنا کہ پیٹھ پیچھے اس لئے کہ روبرو کہنے سے اس کو جواب دینے کا موقع ہے غفلت میں ایک آدمی پیچھے سے پتھر کھینچ مارے تو کیا روکا جائے۔ غیبت ہی کی قسم کی مگر سب میں بدتر چغلی ہے۔ کہ چغلخور امانت راز میں خیانت کرنے کے علاوہ دو شخصوں میں پھوٹ ڈلواتا ہے۔ ٥

میانِ دو کس جنگ چوں آتش است ✽ سخن چین بدبخت ہیزم کش است

جس کی چغلی کھائی جاتی ہے اُس کو تو شاید نقصان بھی پہونچے یا نہ پہونچے مگر چغلخور تو ضرور بہ پردہ فاش ہونے پر بے اعتماد۔ ٹھہرتا اور رُسوا ہوتا ہے۔ اصل میں چغلخور کو اپنے کسی واقعی یا ادعائی رنج کا انتقام لینا منظور ہوتا ہے مگر قدرت نہیں پاتا تو نامرد اپنے کرنے کا کام دوسرے سے کراتا ہے اور اگر کہیں اُس شخص کو جس سے چغلی لگائی ہے اس کا علم ہو گیا تو وہ اُلٹا اُسی پر پلٹ پڑتا ہے۔

نفاق و دو روئی

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ۝ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝ (البقرہ ع ۲ پارہ ۱)

اور (یہ منافق) جب اُن لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لاچکے تو کہتے ہیں ہم (بھی تو) ایمان لاچکے ہیں اور جب تنہائی میں اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمھارے ساتھ ہیں ہم تو صرف (مسلمانوں کو) بناتے ہیں ف (یہ لوگ مُسلمانوں کو کیا بنائیں گے حقیقت میں) اللہ ان کو بناتا ہے اور ان کو ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں پڑے ٹاک ٹوئے مارا کریں یہی ہیں وہ لوگ جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی سو نہ تو ان کی تجارت ہی سود مند ہوئی اور نہ راہ راست ہی پر قایم رہے۔

بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ الَّذِينَ

(اے پیغمبر) منافقوں کو خوشخبری سُنا دو کہ اُن کو (آخرت میں) دردناک عذاب ہونا ہے کہ یہ لوگ

ف جن منافقوں پر ان آیتوں میں کنایہ ہے اُن کا شیوہ یہ تھا کہ مسلمانوں اور کافروں دونوں سے میل جول رکھتے تھے جس سے ملے اُسی کی سی کہدی اور اگر صلاح کے طور پر اُن سے کہا جاتا کہ تم ایک طرف کے ہو کر رہو تمھاری دو رُخی باتوں سے فساد پھیلتا ہے تو وہ اس کا جواب دیتے کہ ہم کو فسادی ٹھیرانا نری تہمت ہے ہمارا مقصود اصلی یہ ہے کہ دونوں فریق اپنی اپنی جگہ دبے رہیں اور کھلم کھلا لڑنے نہ پائیں اللہ تعالیٰ نے ان تو تمہیں کو اصل مایۂ فساد قرار دے کر مسلمانوں کو آگاہ کر دیا کہ یہ منافقوں کی غلط فہمی ہے اُن کے ایسے برتاؤ سے اُلٹا فساد ترقی پاتا ہے مگر چونکہ منافقوں کو دین سے محبت نہیں اور اپنی اغراض دنیوی کی تدبیر میں لگے ہیں وہ اس نکتے کو نہیں سمجھتے کہ اُن کی طرز مدارات سے ہر ایک فریق کو تقویت پہنچتی ہے اور اس صورت میں التیام بین الفریقین ممکن نہیں ۱۲

أَعِيدُوا وُضُوءَكُمَا وَصَلَاتَكُمَا وَامْضِيَا فِي صَوْمِكُمَا وَاقْضِيَا يَوْمًا آخَرَ فَقَالَا لِمَ قَالَ اغْتَبْتُمْ فُلَانًا (مشکوٰۃ)

کہ تم از سر نو وضو کرکے پھر سے نماز پڑھو اور روزے کو پورا تو کر لو مگر اس کے بدلے کسی اور دن میں قضا کر دینا اُنھوں نے عرض کیا کہ اس کا کیا سبب؟ فرمایا تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے (ان دونوں شخصوں نے کوئی غیبت کی ہوگی)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغِيبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَزْنِي فَيَتُوبُ فَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ فَيَتُوبُ فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لَهُ وَإِنَّ صَاحِبَ الْغِيبَةِ لَا يُغْفَرُ لَهُ حَتّٰى يَغْفِرَهَا لَهُ صَاحِبُهُ وَفِي رِوَايَةِ أَنَسٍ قَالَ صَاحِبُ الزِّنَا يَتُوبُ وَصَاحِبُ الْغِيبَةِ لَيْسَ لَهُ تَوْبَةٌ (مشکوٰۃ)

ابو سعید اور جابر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے (اور اس کی وجہ یہ ہے کہ) آدمی زنا کرکے توبہ کرتا ہے تو خدا اُس کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ زانی توبہ کرتا ہے تو خدا اُسے بخش دیتا ہے (کیونکہ زنا حق اللہ ہے) اور غیبت کرنے والے کی بخشش نہیں ہوتی تاوقتیکہ وہی شخص بخشے جس کی غیبت کی ہے (کیونکہ یہ حق اُسی کا ہے) اور انس کی روایت میں یوں آیا ہے کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا زانی تو توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کے لیے توبہ نہیں ف۱

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا عُرِجَ بِي رَبِّي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ (ابوداود)

انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میرا پروردگار مجھے اوپر چڑھا لے گیا (یعنی مجھے معراج ہوئی) تو میرا ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کے تانبے کے ناخن تھے (اور وہ اُن سے) اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل چھیل کر لہولہان کر رہے تھے میں نے جبریل سے کہا جبریل! یہ کون لوگ ہیں اُنھوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں لوگوں کا گوشت کھاتے اور اُن کی آبرو کے پیچھے پڑے رہتے تھے

من المترجم غصہ - انتقام - نفاق - بزدلی - انہی بدخصلتوں کا نچوڑ ہے غیبت - اور اسی لیے خدا نے اپنے کلام میں غیبت

ف۱ اس کے یا تو وہی معنی ہیں جو پہلی روایت میں مذکور ہوئے یا یہ کہ زانی خدا سے ڈرتا اور کانپ کانپ اُٹھتا ہے اور عہد کرتا ہے کہ بار دیگر اس فعل کا مرتکب نہ ہوں گا اور غیبت کرنے والا ذرا نہیں ڈرتا اور غیبت کو ایک سہل سی بات جانتا ہے حتے کہ رفتہ رفتہ غیبت کو حلال جاننے لگتا اور ورطۂ کفر میں مبتلا ہو جاتا ہے ۱۲ ف۲ مراد ہے غیبت دیکھو آیۃ جو باب کے شروع میں ہے اور اُس کا فائدہ ۱۲

غیبت

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ۝

(الحجرات ع ۲ پارہ ۲۶)

مسلمانو! (لوگوں کی نسبت) بہت شک کرنے سے بچتے رہو کیونکہ بعض شک (داخل) گناہ ہیں اور ایک دوسرے کی ٹٹول میں نہ رہا کرو اور نہ تم میں سے ایک کو ایک پیٹھ پیچھے برا کہے بھلا تم میں سے کوئی (اس بات کو) گوارا کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے یہ تو (یقیناً) تم کو گوارا نہیں (تو غیبت کیوں گوارا ہو کہ یہ بھی ایک قسم کا مردار کھانا ہے) ف اور اللہ (کے غضب) سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِیْبَةُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِکْرُكَ اَخَاكَ بِمَا یَکْرَهُ قِیْلَ اَفَرَاَیْتَ اِنْ کَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ کَانَ فِیْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَھَتَّهٗ ۝

(مسلم)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو تمھیں معلوم ہے کہ غیبت کیا چیز ہے صحابہ نے عرض کیا کہ خدا اور رسول خدا بہتر جانتے ہیں فرمایا تمھارا اپنے (دینی بھائی) کو ایسی بات سے یاد کرنا جو اسے ناخوش لگے (یہی) غیبت ہے کسی نے عرض کیا بھلا اگر میرے بھائی میں وہ بات موجود ہو جو میں کہتا ہوں (تو بھی غیبت ہے) فرمایا اگر اس میں وہ بات پائی جاتی ہے جو تو کہتا ہے تو بے شک تو نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ بات نہیں ہے جو تو کہتا ہے تو یقیناً تو نے اس پر بہتان باندھا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلَیْنِ صَلَّیَا صَلٰوةَ الظُّھْرِ اَوِ الْعَصْرِ وَکَانَا صَائِمَیْنِ فَلَمَّا قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ

ابن عباس سے روایت ہے کہ دو شخصوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور دونوں روزے سے تھے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو ان دونوں (کی طرف روئے سخن کرکے) فرمایا

ف اس آیت میں غیبت کو مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے اور وجہ تشبیہ یہ ہیں اول یہ بے خبری کہ جیسے مردے کو اپنی بوٹیوں کے نوچے جانے کی خبر نہیں ہوتی اسی طرح اس شخص کو جسے پیٹھ پیچھے برا کہا جاتا ہے غیبت کی خبر نہیں ہوتی دوسرے جس طرح گوشت خوار نے لاش کی بوٹیاں نوچ نوچ کر کھائیں اسی طرح غیبت کرنے والے نے اپنے بھائی کی عزت کا خون کر دیا یا یوں کہو کہ اس کی عزت کا خون پی لیا فارسی میں غیبت کو در پوستین مردم افتادن، کہتے ہیں یہ محاورہ اس تشبیہ سے بہت ہی ملتا ہوا ہے - ۱۲

سے باہر نکل کر حَرّہ تک پونہچتے (حَرّہ مدینے سے تھوڑی دور باہر وہ میدان ہے جہاں کالے سیاہ پتھر بچھے ہوئے ہیں) ف اور پیغمبر صاحب کا یہاں تک انتظار کرتے کہ دوپہر کی گرمی سے اُلٹا کر لوٹنے پر مجبور ہو جاتے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ یہ لوگ بہت انتظار کرکے مدینہ کی طرف لوٹے اور اپنے گھروں کے قریب پونہچے ہی تھے کہ ایک یہودی نے زور سے پکار کر کہا کہ اے گروہ عرب جس کا تم کو انتظار تھا دیکھو وہ آپونہچا اتنا سننا تھا کہ مسلمان ہتیاروں کی طرف جھپٹے اور ہتیاروں سے بدن کو سجا کر زمین حرّہ میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا پیغمبر صاحب ان لوگوں کو ساتھ لے کر دائیں طرف کترا گئے اور قبیلۂ عمرو بن عوف میں جا اُترے یہ پیر کا دن اور ربیع الاول کا مہینا تھا۔ عمرو بن عوف کے قبیلے میں پونہچکر پیغمبر صاحب تو خاموش ہو کر بیٹھ گئے اور ابو بکر صدیق لوگوں کو جواب دینے اور اُن کا شکریہ ادا کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے تو انصار میں کے جو لوگ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے واقف نہ تھے ابو بکر کو مخاطب کرکے سلام کرتے تھے یہاں تک کہ جب پیغمبر صاحب پر دھوپ ہوئی تو ابو بکر نے آکر اپنی چادر سے پیغمبر صاحب پر سایہ کر دیا اب لوگوں کو معلوم ہوا کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں۔ پھر جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر سوار ہو کر مدینے کی طرف متوجہ ہوئے تو مدینے میں غُل مچ گیا کہ خدا کے نبی آئے خدا کے نبی آئے لوگ پیغمبر صاحب کو دیکھنے کے لیے چھتوں اور بلند ٹیلوں پر چڑھ گئے اور چلّا چلّا کر کہنے لگے وہ پیغمبر خدا آئے وہ پیغمبر خدا آئے۔ الغرض پیغمبر صاحب آہستہ آہستہ چلتے رہے حتّیٰ کہ ابو ایّوب انصاری کی حویلی کی ایک جانب میں اُترے جو اپنے لوگوں سے باتیں چیتیں کر رہے تھے۔ اتنے میں عبد اللہ بن سلام جو احبار یہود میں ایک بڑے جلیل القدر عالم تھا کو پیغمبر صاحب کے مدینے تشریف لانے کی خبر پونہچی اور وہ اپنے نخلستان میں اپنے اہل و عیال کے لیے کھجوریں چن رہے تھے یہ خبر سُن کر مارے جلدی کے چُنی ہوئی کھجوریں ساتھ ہی لیے ہوئے پیغمبر صاحب کی خدمت میں پونہچے اور پیغمبر صاحب کے چہرۂ مبارک کو دیکھتے ہی بول اُٹھے کہ قسم خدا کی یہ چہرہ جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہے اس کے بعد عبد اللہ بن سلام نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ باتیں سُنیں اور اپنے اہل و عیال کی طرف لوٹ گئے مولوی روم کی مثنوی کا ایک شعر بھی اسی معنیٰ میں ہے۔

در دلِ ہر قوم کش از حق مزاست + روے و آوازِ پیغمبر معجز است

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا تَعْنِي قَصِيرَةً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَ بِهَا الْبَحْرُ لَمَزَجَتْهُ

(ترمذی)

اُم المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کو صفیہ کے فلاں فلاں عیوب بس کرتے ہیں اور اُم المومنین عائشہ کا اس سے مقصود صفیہ کی کوتاہ قامتی کا عیب پیغمبر صاحب کے سامنے مذکور کرنا تھا پیغمبر صاحب نے فرمایا عائشہ! تم نے ایک ایسی بات کہی ہے کہ اگر وہ سمندر میں ملائی جائے تو بلاشبہ سمندر میں تغیر پیدا کردے (اور جب سمندر کی باوجود اُس بڑائی کے جو وہ رکھتا ہے یہ کیفیت ہے تو پھر تمہارے اعمال کس گنتی میں ہیں) ف

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کی صرف اتنی عیب گوئی کہ وہ ٹھگنا ہے داخل غیبت ہے۔ بشرطیکہ تحقیر وتصغیر کے ارادے سے ہو ١٢

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَدِيْوَانٌ لَا يَتْرُكُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَقْتَصَّ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَدِيْوَانٌ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهٖ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللّٰهِ فَذَاكَ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَإِنْ شَاءَ تَجَاوَزَ عَنْهُ (مشکوٰۃ)

ان اللہ الخ یعنی اللہ تو اس (جرم) کو معاف کرنے والا نہیں کہ اس کے ساتھ (کسی کو) شریک گردانا جائے اور ایک صحیفہ وہ ہوگا جسے خدا تعالیٰ مہمل نہیں چھوڑے گا (بلکہ صاف صاف حکم فرمائے گا - اور وہ) بندوں کا باہم ایک دوسرے پر ظلم کرنا ہے حتّٰی کہ ایک دوسرے سے (بحکم الٰہی) بدلے لے گا اور ایک صحیفہ وہ ہوگا جس کی خدا چنداں پروا نہ کرے گا (اور وہ) بندوں کا خدا پر ظلم کرنا اور اس کے حقوق میں تقصیر کرنا ہے (تو یہ) خدا کی طرف مفوض ہو جاتا ہے (ایسے بندوں کو) عذاب دے چاہے ان سے درگزر کرے

سخن چینی و چغلخوری

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيْمٍ ۝ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝ (القلم ع ۱ پارہ ۲۹)

اور (اے پیغمبر) تم کسی (ایسے نابکار) کے کہنے میں نہ آنا جو بہت قسمیں کھاتا ہو (اور) آبرو باختہ ہے (لوگوں پر) آوازے کسا کرتا ہو (اور) ادھر کی ادھر چغلیاں لگاتا پھرتا ہے اچھے کاموں سے (لوگوں کو) روکتا رہتا ہے ف۱ حد بندگی سے بڑھ گیا ہو بدخو ہے (اکھڑ ہے) اور ان عیوب کے علاوہ بداصل بھی ہے -

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ (بخاری)

حذیفہ کہتے ہیں میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سخن چین جنت میں داخل نہیں ہوگا ف۲

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ

عبدالرحمن بن غنم اور اسماء بنت یزید سے روایت ہے

ف۱ مناع للخیر کے ایک معنی تو وہ ہیں جو ہم نے ترجمے میں اختیار کیے ہیں اور دوسرے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ خیر سے مراد ہو مال اور مناع کے معنے روکنے والا تو مناع للخیر مال کا روکنے والا ہوا یعنی کنجوس جو راہ خدا میں نہ دے یہ آیتیں ایک کافر ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئیں کہ وہ بڑا خبیث اور موذی تھا اور جن باتوں کے لیے خدا نے اس پر ملامت کی ہے آدمی کو چاہیئے کہ ان سے بچتا رہے - ۱۲

ف۲ سخن چین وہ جو چھپ کر آدمیوں کی باتیں سنے تاکہ دوسروں سے جا لگائے۔ صاحب قاموس کہتے ہیں کہ چھپ کر آدمیوں کی باتیں سننے والے کو قتات کہتے ہیں دوسروں سے بیان کرے یا نہ کرے - ۱۲

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَیُمْلِیْ الظَّالِمَ حَتّٰی اِنَّہٗ اِذَا اَخَذَہٗ لَمْ یُفْلِتْہُ ثُمَّ قَرَأَ وَکَذٰلِکَ اَخْذُ رَبِّکَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰی وَھِیَ ظَالِمَۃٌ اِنَّ اَخْذَہٗ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ ٥ (صحیحین)

ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا ظالم کو ڈھیل دیتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ جب اس کو پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا ازاں بعد پیغمبر صاحب نے یہ آیۃ وکذلک الخ پڑھی یعنی اور (اے پیغمبر) جب بستیوں کے لوگ سرکشی کرنے لگتے ہیں اور تمھارا پروردگار ان کو (عذاب میں) پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے بے شک اس کی پکڑ (بڑی) دردناک (اور بڑی) سخت ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَتْ لَہٗ مَظْلِمَۃٌ لِاَخِیْہِ مِنْ عِرْضِہٖ اَوْ شَیْءٍ فَلْیَتَحَلَّلْہُ مِنْہَا الْیَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ دِیْنَارٌ وَّلَا دِرْھَمٌ اِنْ کَانَ لَہٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْہُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِہٖ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَیِّئَاتِ صَاحِبِہٖ فَحُمِلَ عَلَیْہِ (بخاری)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے بھائی پر کسی طرح کا ظلم کیا ہو یعنی اس کی آبروریزی کی ہو یا مال وغیرہ چھین لیا ہو تو آج اس سے اس ظلم کو معاف کرالے اس سے پہلے کہ دینار و درہم کچھ پاس نہ ہوں گے (اور معاف نہ کرایا تو قیامت کے دن) اگر اس (ظالم) کے پاس عمل نیک ہوں گے تو بقدر ظلم اس سے چھین لیے جائیں گے اور نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہ لے کر اس پر لاد دیئے جائیں گے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰی اَھْلِھَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَتّٰی یُقَادَ لِلشَّاۃِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاۃِ الْقَرْنَاءِ (مسلم)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت کے دن) حقداروں کے حقوق ضرور ادا کیے جائیں گے یہاں تک کہ بے سینگ کی بکری کا سینگدار بکری سے قصاص لیا جائے گا (اور جب حیوانات سے قصاص لیا جائے گا جو دائرہ تکلیف میں داخل نہیں ہیں تو آدمیوں سے کیونکر لیا جائے گا جو سراپا مکلف ہیں)

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدَّوَاوِیْنُ ثَلٰثَۃٌ دِیْوَانٌ لَّا یَغْفِرُ اللّٰہُ الْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ

ام المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت کے روز جو صحائف اعمال کھولے جائیں گے وہ) تین طرح کے ہوں گے ایک وہ صحیفہ ہو گا کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے خدا اسے ہرگز نہیں بخشے گا اور وہ خدا کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھیرانا ہے خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا۔

(صحیحین)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (لوگو!) گمان بد سے بچو کیونکہ گمان بد تمام باتوں میں بہت جھوٹی بات ہے اور لوگوں کے احوال کی ٹوہ اور خبروں کی کرید نہ کرو اور کسی کو دھوکا دینے کیلئے ایک چیز کی قیمت نہ بڑھاؤ[۱] اور ایک دوسرے کی بدخواہی نہ کرو اور آپس میں دشمنی نہ رکھو اور باہم ایک دوسرے سے پیٹھ موڑ کر نہ جاؤ اور خدا کے بندو سب آپس میں بھائی بھائی بنے رہو

عَنْ اَبِیْ خِرَاشٍ السُّلَمِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهٖ (ابوداؤد)

ابو خراش سلمی سے روایت ہے کہ انھوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس نے اپنے بھائی سے ایک سال تک ملاقات ترک رکھی گویا اس نے اسے قتل کر ڈالا۔

[۱] نجش کی لغوی تحقیق اور اس کے متعلق مزید کیفیت دیکھنی ہو تو حقوق اہل معاملہ کے عنوان بیوع کو دیکھو ۱۲

ظلم

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَی الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (الشوریٰ ع ۴ پارہ ۲۵)

اور برائی کا بدلہ ہے ویسی ہی برائی اس پر (بھی) جو معاف کردے اور صلح کرلے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے بے شک وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور ہاں کسی پر ظلم ہوا ہو اور وہ اس کے بعد بدلہ لے تو یہ لوگ (معذور ہیں) ان پر کوئی الزام نہیں۔ الزام (تو) ان ہی پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے اور ناحق (ناروا) ملک میں (لوگوں پر) زیادتی کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کو عذاب دردناک ہونا ہے

[illegible]

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِی الدِّمَاءِ (صحیحین)

عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز سب سے پہلے لوگوں میں خونوں کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔ ف۱

ف۱ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کی پرسش ہوگی تو دونوں حدیثوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کی پرسش ہوگی اور حقوق العباد میں خون کی ۱۲

ترکِ ملاقات

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا ج وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ۝ (آل عمران ع ۱۱ پارہ ۴)

اور (مسلمانو!) سب مل کر مضبوطی سے اللہ (کے دین) کی رسّی کو پکڑے رہو اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہونا اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے پھر اللہ نے تمھارے دلوں میں اُلفت پیدا کی اور تم اُس کے فضل سے بھائی (بھائی) ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے (یعنی دوزخ) کے کنارے (آلگے) تھے پھر اُس نے تم کو اُس سے بچا لیا اسی طرح اللہ اپنے احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم راہ راست پر آجاؤ ف۱

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ ھٰذَا وَیُعْرِضُ ھٰذَا وَخَیْرُھُمَا الَّذِیْ یَبْدَاُ بِالسَّلَامِ (صحیحین)

ابو ایوب انصاری کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین روز سے اُوپر کسی شخص کو اپنے بھائی سے ترک ملاقات جائز نہیں کہ دونوں کی مڈبھیڑ ہو تو ایک اِدھر کو مونہ موڑ کر چلا جائے اور دوسرا اُدھر کو اور دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام (علیک) کرے

ف۱ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب کے لوگوں میں بڑی خانہ جنگیاں رہا کرتی تھیں چنانچہ مدینہ کے دو قبیلوں اَوس اور خزرج میں سیکڑوں برس سے لڑائی قائم تھی اسلام نے ایک نیا جتھا کھڑا کیا اور اسلام کی برکت سے لوگ اپنی اصلی عداوتیں بھول گئے۔ ہم نے آیات کا ترجمہ احکام کیا ہے اور (قدرت کی) نشانیاں بھی ہو سکتا ہے ۔ ۱۲

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (الانعام ع ۱۹ پارہ ۸)

اور مفلسی (کے ڈر) سے اپنے بچوں کو قتل نہ کرو (کیونکہ) ہم (ہی) تم کو (بھی) رزق دیتے ہیں اور اُن کو (بھی) اور بے حیائی کی باتیں جو ظاہر ہوں اور جو پوشیدہ ہوں اُن میں سے کسی کے پاس بھی نہ پھٹکنا اور (جان جس کے مارنے) کو اللہ نے حرام کر دیا ہے (اُس کو) مار نہ ڈالنا مگر حق پر[1] یہ ہیں وہ باتیں جن کا حکم خدا نے تم کو دیا ہے تاکہ تم (دنیا میں رہنے کا طریقہ) سمجھو

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّى الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل ع ۴ پارہ ۱۵)

اور کسی کی جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کر دیا ہے ناحق قتل نہ کرنا اور جو شخص ظلم سے مارا جائے تو ہم نے اُس کے والی (وارث) کو (قاتل سے قصاص لینے کا) اختیار دیا ہے تو اُس کو چاہئے کہ خون (کا بدلہ لینے) میں زیادتی نہ کرے کیونکہ واجبی بدلہ لینے میں بھی اُس کی جیت ہے[2]

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَبَائِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ (بخاری)

عمرو کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے گناہ یہ ہیں خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرانا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ کسی جان کو ناحق مار ڈالنا جھوٹی قسم کھانا۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبٰوا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّىْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ (صحیحین)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات مُہلک گناہوں سے بچے رہو (صحابہ نے) عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا ہیں فرمایا خدا کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھیرانا ایک۔ کسی پر جادو کرنا دو۔ ناحق (ناروا) کسی شخص کو جان سے مار ڈالنا کہ اُس کو خدا نے حرام کر رکھا ہے تین۔ سود کھانا چار۔ یتیم کا مال ہضم کر جانا پانچ۔ لڑائی[5] کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگنا چھے۔ پارسا (اور) ایماندار عورتوں کو جو (بدکاری سے) غافل ہیں فحش کی تہمت لگانا سات۔

[1] جیسے قصاص وغیرہ ۱۲ [2] مطلب یہ ہے کہ مثلاً زید نے خالد کو ظلماً مار ڈالا تو اس صورت میں خالد کی جانب مغلوب تھی ورنہ خالد مارا ہی کیوں جاتا اب وقت آیا قصاص کا تو خالد کی جانب کو خدا نے غلبہ دیا اور قاعدہ قصاص کے جاری کرنے سے اُس کی جیت ہوئی تو وارثان خالد کو واجبی بدلے پر قناعت کرنی چاہیے یہ نہ سمجھیں کہ واجبی بدلہ اُن کا کافی انتقام نہیں ہے ۱۲

[5] لڑائی سے مراد ہے دین کی لڑائی یعنی جہاد اور جہاد کے شرائط حقوق دشمن کے عنوان میں مفصل مذکور ہیں وہاں دیکھو۔

مار پیٹ

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِیَامٍ وَّزَکٰوةٍ وَّیَاْتِیْ وَقَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَکَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَکَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ (مسلم)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے مخاطب ہوکر) فرمایا تم جانتے ہو مفلس کسے کہتے ہیں عرض کیا ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نقد و جنس کچھ نہ ہو پیغمبر صاحب نے فرمایا میری امت میں درحقیقت مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے روز (اعمال) نماز روزہ اور (ادائے) زکوٰۃ لے کر حاضر ہوگا اور ایسی حالت میں حاضر ہوگا کہ کسی کو (دنیا میں) گالی دی ہوگی کسی کو تہمت لگائی ہوگی ایک کا مال ہضم کر لیا ہوگا ایک کی خون ریزی کی ہوگی ایک کو (ناحق ناروا) مار پیٹا ہوگا تو ایک شخص کو مثلاً جس کو اس نے گالی دی تھی اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور دوسرے کو مثلاً جس کو اس نے مار پیٹا تھا باقی نیکیاں دے دی جائیں پھر اگر ان مظالم کے تمام ہونے سے پہلے جو اس پر ہیں اس کی نیکیاں ہوچکیں گی تو ان لوگوں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیے جائیں گے اور آخر کار یہ دوزخ میں جھونک دیا جائے گا

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرٌ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ (مسلم)

عمرو کے بیٹے عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مسلمانوں میں کون سا مسلمان بہتر ہے پیغمبر صاحب نے فرمایا وہ جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

من المترجم مطلب یہ کہ ہاتھ اور زبان سے لوگوں کو ایذا نہ دے ہاتھ سے ایذا دینا مار پیٹ سے ہوتا ہے چوری سے۔ زبان سے ایذا دینا دشنام سے غیبت سے سخت کلامی سے جھوٹ سے۔

قتل

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمْ عَلَیْکُمْ اَلَّا تُشْرِکُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ع

(اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہو کہ ادھر آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کی ہیں (وہ) یہ کہ کسی چیز کو خدا کا شریک مت ٹھیراؤ اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرتے رہو

وَقِتَالُہٗ کُفْرٌ + (صحیحین)

اور اُس کو جان سے مارنا کفر ہے۔

عَنْ اَنَسٍ وَّاَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَی الْبَادِیْ مَالَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ (مسلم)

حضرت انس و ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دو شخص باہم ایک دوسرے کو گالی دیتے ہیں تو دونوں کی گالیوں کا وبال گناہ اسی پر پڑتا ہے جس نے پہلے گالی دی جب تک کہ مظلوم (جسے پہلے گالی دی گئی ہے) حد سے تجاوز نہ کرے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهٖ وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا اتِّقَاءَ فُحْشِهٖ (صحیحین)

ام المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز خدا کے نزدیک بلحاظ قدر و منزلت سب لوگوں سے بدتر وہ شخص ہوگا جس سے لوگ اُس کے شر سے بچنے کے لیے کنارہ کشی کریں اور صحیحین کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ جس سے لوگ اس کی بدزبانی سے محفوظ رہنے کے لیے کنارہ کشی کریں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ الْفُحْشُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا شَانَهٗ وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا زَانَهٗ (ترمذی)

انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بات میں فحش (بدزبانی) کو دخل ہوتا ہے وہ بھونڈی ہو جاتی ہے اور جس میں حیا کو دخل ہوتا ہے وہ خوشنما ہو جاتی ہے

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَرْبَی الرِّبٰوا الْاِسْتِطَالَةَ فِیْ عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ (مشکوٰۃ)

سعید بن زید جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سود سب گناہوں سے بُرا گناہ ہے مگر کسی مسلمان کی ناحق آبرو ریزی میں زبان درازی کرنا سود کی سب قسموں سے بڑھ کر سود ہے

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَثْقَلَ شَیْءٍ يُّوْضَعُ فِیْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ (ترمذی)

ابو درداء سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز ایماندار کی ترازو میں جس سے اعمال تولے جائیں گے اعمال صالحہ کے پلڑے میں جو چیز سب سے زیادہ بھاری رکھی جائے گی نیک خوئی ہوگی اور بیشک اللہ بیہودہ گو (اور) حد ادب سے تجاوز کرنے والے کو دشمن رکھتا ہے

قَالَ فَاِنَّ هٰذَا يَوْمٌ حَرَامٌ قَالَ اَتَدْرُوْنَ
اَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ
بَلَدٌ حَرَامٌ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَيُّ شَهْرٍ هٰذَا
قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهْرٌ حَرَامٌ
قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ
وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ
بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا (بخاری)

فرمایا ادب و حرمت کا دن ہے (پھر) فرمایا بھلا تمھیں
معلوم ہے یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے عرض کیا خدا
اور اُس کا رسول خوب جانتے ہیں فرمایا (یہ) ادب و حرمت
کا شہر ہے پھر ارشاد کیا کہ کیا تمھیں علم ہے کہ یہ کون سا مہینا
ہے؟ حاضرین نے جواب دیا کہ خدا اور رسول کا بہتر جانتے
ہیں فرمایا (یہ) ادب و حرمت کا مہینا ہے (پھر) فرمایا سنو
خدائے بزرگ و برتر نے تم پر تمھارے آپس کے خون تمھارے
آپس کے مال تمھاری باہمی عزۃ و آبروئیں تم پر ایسے
ہی حرام کردی ہیں جیسے تمھارے اس دن کو تمھارے
اس شہر کو تمھارے اس مہینے کو حرام ٹھیرایا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْلِدُ اَحَدُكُمْ اِمْرَاَتَهٗ
جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِيْ اٰخِرِ الْيَوْمِ وَفِيْ
رِوَايَةٍ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ اِمْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ
فَلَعَلَّهٗ يُضَاجِعُهَا فِيْ اٰخِرِ يَوْمِهٖ ثُمَّ وَعَظَهُمْ
فِيْ ضِحْكِهِمْ فِي الضَّرْطَةِ فَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ
اَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ (صحیحین)

عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! تم میں سے کوئی اپنی بی بی کو غلام
کا سا مارنا نہ مارے پھر اُسی دن کے اخیر میں اُسے اپنے
پاس سلائے ف۱ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے
کہ تم میں کا ایک شخص قصد کرتا پھر اپنی بی بی کو غلام کا سا
مارنا مارتا ہے تو ایسا کرنا مناسب نہیں ممکن ہے کہ اسی
دن کے اخیر میں اُسے اپنے پاس سلانے کی ضرورت ہو
پھر پیغمبر صاحب نے لوگوں کو گوز پر ہنسنے کے بارے میں
نصیحت کی کہ تم میں کا ایک شخص اُس چیز پر کیوں ہنسے
جسے خود کرتا ہے ف۲

گالی دینا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی
دینا فاسق (بدکار) کا کام ہے۔

ف۱ یعنی عقل و شرع دونوں کی رو سے یہ بات بہت ہی نامناسب ہے کہ جسے اپنے پاس سُلائے اُس کو ایسی سخت مار مارے۔ صبح کو مارتا اور شام کو اپنے پاس لٹانا آدمیت سے بعید ہے ۱۲ ف۲ یعنی جو چیز خود کرتا ہے اُس پر ہنسنا کیا مناسب معلوم ہوا کہ گوز پر ہنسنا درست نہیں کہ بے ادبی ہے اور دوسرے کو شرمندگی۔ ۱۲ ف

لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللّٰهِ الْمُوقَدَةُ ۝ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ ۝ إِنَّهَا عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝

(ھمزہ ع ۱ پارہ ۳۰)

اور (کفر کی وجہ سے) ضرور حطمہ میں پھینکا جائے گا اور (اے پیغمبر) تم کیا سمجھے کہ حطمہ ہے کیا چیز؟ ف۱ (حطمہ سے مراد ہے) اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ جو (تلوؤں سے لگ کر) دلوں تک کی جا خبر لے گی (اور) وہ (ڈیگ لے کے بڑے) بڑے ستونوں (کی شکل) میں دوزخیوں کو چاروں طرف سے گھیرے ہوگی۔

عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَيَّرَ أَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتَّى يَعْمَلَهُ

(ترمذی)

معدان کے بیٹے خالد (تابعی) معاذ بن جبل (صحابی) سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی (مسلمان) کو کسی ایسے گناہ پر سرزنش کرے جو اس سے صادر ہو لیا ہے (اور سرزنش بھی اس طرح کرے جس سے اسے عار آئے) تو جب تک وہ خود اسی گناہ کی بلا میں مبتلا نہ ہولے گا مرے گا نہیں۔

بُرے لقب سے پکارنا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَى أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَى أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

(حجرات ۲۶ پارہ ۲۶)

مسلمانو مرد مردوں پر نہ ہنسیں عجب نہیں کہ (جن پر ہنستے ہیں) وہ خدا کے نزدیک ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر (ہنسیں) عجب نہیں کہ (جن پر ہنستی ہیں) وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کو نام دھرو ایمان لائے پیچھے بدتہذیبی کا نام ہی بُرا ہے اور جو (ان حرکات سے) باز نہ آئیں تو وہی خدا کے نزدیک ظالم ہیں۔

ف۱ لفظ حطمہ نکلا ہے حطم سے جس کے معنے ہیں توڑنے کے سو دوزخ بھی دوزخیوں کو جلا کر بھسم اور توڑ تاڑ کر چکنا چور کر دے گی اس واسطے اس کا ایک نام حطمہ ہوا ۱۲۔ ف۲ ڈیگ بیائے معروف آگ کی بڑی اونچی لو کو کہتے ہیں۔

عہ خطوط وحدانی میں جو عبارت ہم نے بڑھائی ہے تو آیۃ وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ پر نظر کر کے بڑھائی ہے اگر یہ عبارت نہ بڑھاتے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دروازہ بند ہو جاتا پس لا محالہ حدیث میں تعبیر سے خاص طرح کی تعبیر علی وجہ الاشہاد مراد ہے جس پر رسوائی اور فضیحت متفرع ہو۔ خدا ستار العیوب ہے اور تخلق باخلاق اللہ متقاضی ہے کہ ہم بھی کسی کا پردہ فاش نہ کریں رہی ملامت دربیرہ وہ نہی عن المنکر ہے محکوم متفرع اور مناب الیہ ۱۲۔

عہ اور یہ اس کی سزا ہے حاجل ہے ۱۲ +

مضغہ گوشت مگر امن و عافیت میں اس کو بہت بڑا دخل ہے۔ عرب کا ایک شاعر کہتا ہے اور ٹھیک کہتا ہے ؎ لِسَانُ الْفَتیٰ نِصْفٌ وَّنِصْفٌ فُؤَادُہٗ ۔ فَلَمْ یَبْقَ اِلَّا صُوْرَۃُ اللَّحْمِ وَالدَّمِ ۔ پھر اگر زبان دل کا امانت دار ترجمان ہو تو بھی خیر ہے لیکن خائن ترجمان ہے کہ اپنی طرف سے نمک مرچ لگا کر بات کا بتنگڑ بنا دیتا ہے۔ ؎

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَامُ   وَلَا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

سخت کلامی نتیجہ ہوتا ہے غضب و انتقام کا اور کبر اور تحکم کا شائبہ بھی اس میں ضرور ہوتا ہے۔ ایسی کئی حکایتیں سننے میں آئی ہیں کہ ایک حاکم کے اجلاس میں مقدمہ پیش ہے حاکم نے کسی وجہ سے مقدمے کے بارے میں پہلے سے ایک رائے قائم کر لی ہے اور مثل کی رو داد حسب خواہش بنانا چاہتا ہے اور لوگوں کے بیانات سننے نہیں دیتے اور وہ اُن کے ساتھ سخت کلامی سے پیش آتا ہے تو اس کو کسی غیور سے پالا پڑتا ہے اور وہ سرِ اجلاس اُس پر حملہ کرتا ہے۔ قید ہوتا ہے مگر سخت کلامی نہیں سہہ سکتا فاعتبروا یا اولی الابصار ؎

سختی سہی کلام میں لیکن نہ اس قدر   کی جس سے بات اُس نے شکایت ضرور کی

لوگوں پر آوازے کسنا

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ
هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ
مُعْتَدٍ اَثِيمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ
زَنِيمٍ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِينَ
اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيرُ
الْاَوَّلِينَ ؕ (قلم ع ا پارہ ۲۹)

اور (اے پیغمبر تم کسی ایسے نابکار کے) کہے میں (بھی) نہ آجانا جو بہت قسمیں کھاتا ہے (اور) آبرو باختہ ہے لوگوں پر آوازے کسا کرتا ہے (اِدھر کی اُدھر اُدھر کی اِدھر) چغلیاں لگاتا پھرتا ہے اچھے کاموں سے (لوگوں کو) روکتا رہتا ہے ۱؎ حد بندگی سے بڑھ گیا ہے بد ہے۔ اکھڑ ہے (اور) ان عیوب کے ۲ بداصل بھی ہے جب ہماری آیتیں اُس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اس برتے پر کہ مال اور تو بہت سے بیٹے رکھتا ہے بول اٹھتا ہے کہ یہ اگلے لوگوں کے ڈھکوسلے ہیں

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ
الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ
يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗ اَخْلَدَهٗ كَلَّا

ہر شخص جو لوگوں کی عیب چینی کرتا اور اُن پر آوازے کستا ہے اُس کی بھی بڑی تباہی ہے کہ وہ اس خیال سے مال جمع کرتا اور اُس کو گن گن کر رکھتا رہا کہ وہ مال کی بدولت ہمیشہ زندہ رہے گا ۲؎ سو یہ تو ہونا نہیں (بلکہ وہ ایک نہ ایک دن ضرور مرے گا)۔

ف۱ مناع للخیر کے ایک معنی تو وہ ہیں جو ہم نے ترجمے میں اختیار کیے ہیں اور دوسرے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ خیر سے مراد ہو مال اور مناع کے معنے روکنے والا تو مناع و خیر مال کا روکنے والا یعنی کنجوس جو راہ خدا میں نہ دے ۱۲ ف۲ یعنی جب جب بیمار پڑے گا تو اور من کر کے موت سے بچ جائے گا ۱۲

سخت دلی اور درشت مزاجی

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ

(آل عمران ۱۷ پارہ ۴)

تو (اے پیغمبر یہ بھی) اللہ کا بڑا ہی فضل ہوا کہ تم ان کو نرم دل (سردار) ملے ہو اور اگر (خدا نخواستہ) تم مزاج کے اکھڑ (اور) سنگ دل ہوتے تو یہ لوگ (کبھی کے) تمہارے پاس سے تتر بتر ہو گئے ہوتے (تو تم اپنی جبلی عادت کیوں چھوڑو اس جنگ احد[ع] کے معاملے میں بھی) ان کے قصور معاف کرو اور (خدا سے بھی) ان کے گناہوں کی مغفرت چاہو اور معاملات (صلح و جنگ) میں (بدستور سابق) ان کو شریک مشورہ کر لیا کرو پھر (مشورے کے بعد تمہارے دل میں) ایک بات ٹھن جائے تو (بے تامل اس کو کر گزرو مگر) بھروسا خدا ہی پر رکھنا جو لوگ (خدا پر) بھروسا رکھتے ہیں خدا ان کو دوست رکھتا ہے

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِيُّ قَالَ وَالْجَوَّاظُ الْغَلِيْظُ الْفَظُّ (ابو داؤد)

وہب کے بیٹے حارثہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جواظ اور اکڑ کر چلنے والا جنت میں نہ جائے گا (راوی نے) کہا کہ سنگ دل اور درشت مزاج کو جواظ کہتے ہیں۔

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ (صحیحین)

(۲) وہب کے بیٹے حارثہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کی طرف روئے سخن کر کے) فرمایا میں تمھیں بتا دوں کہ جنتی کون ہے؟ وہ ہر ضعیف ہے جسے لوگ ضعیف و حقیر سمجھتے ہیں (مگر خدا کے نزدیک اس کا وہ رتبہ ہے کہ) اگر خدا کی قسم کھائے تو خدا اس کی قسم کو سچا کر دے (پھر فرمایا) میں تمھیں بتا دوں کہ دوزخی کون ہے وہ ہر اکھڑ سنگ دل متکبر ہے

من المترجم غصے کا پہلا ابال ہے سخت کلامی اور وہ تو تڑاق سے شروع ہو کر گالی گلوچ اور پھر مار کٹائی اور پھر خون خرابے تک پہنچ جاتی ہے دل اور زبان میں عجیب طرح کا تعلق ہے کہ زبان دل کی پردہ دار بھی ہے اور پردہ در بھی ہے اگر ہم منہ سے نہ پھوٹیں تو کوئی شخص ہمارے دلی خیالات پر اچھے ہوں یا برے اطلاع نہیں پا سکتا مگر زبان کا قدرتی چغلخور ہمارے راز کو مخفی نہیں رہنے دیتا۔ لوگوں کے باہمی فسادات اکثر زبان کی لگائی بجھائی کی وجہ سے ہیں

ع احد کا مفصل قصہ شجاعت کے عنوان آیہ نمبر (۲) ولا تہنوا ولا تحزنوا الخ کے ذیل میں پڑھو ۱۲

وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مِنَ الْعَصَبِیَّۃِ اَنْ یُّحِبَّ الرَّجُلُ قَوْمَہٗ قَالَ لَا وَلٰکِنْ مِنَ الْعَصَبِیَّۃِ اَنْ یَّنْصُرَ الرَّجُلُ قَوْمَہٗ عَلَی الظُّلْمِ (ابن ماجہ)

وسلم سے پوچھا یعنی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آدمی کا اپنی قوم کو دوست رکھنا عصبیت ہے پیغمبر صاحب نے (جواب) فرمایا کہ نہیں ولیکن آدمی کا اپنی قوم کی ناحق بات پر مدد کرنا عصبیت ہے

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَصَرَ قَوْمَہٗ عَلٰی غَیْرِ الْحَقِّ فَھُوَ کَالْبَعِیْرِ الَّذِیْ تَرَدّٰی فَھُوَ یُنْزَعُ بِذَنَبِہٖ (ابوداؤد)

ابن مسعود سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی قوم کی ناحق اور ناروا بات پر مدد کرتا ہے وہ اُس اُونٹ جیسا ہے جو اونچی جگہ سے (کنوئیں میں) گر کر ہلاک ہو جاتا (اور پھر) دُم پکڑ کر کھینچا جاتا ہے ف۱

من المترجم۔ تعصب کا ٹھیٹ ہندی ترجمہ ہے پچ یا پچھ۔ پچ ہو یا پچھ اصل میں سنسکرت کا لفظ پکش ہے جس کے معنے ہیں جانب۔ طرف۔ حصہ۔ چاندنی کے اعتبار سے مہینے دو حصے جو الا (روشن) پکش اور اندھیرا (تاریک) پکش تو تعصب کے معنے ہیں طرف داری۔ حمایت۔ بول چال میں خاصکر مذہب کی طرفداری اور حمایت کو تعصب کہتے ہیں تعصب فی نفسہ بری خصلت نہیں۔ جب آدمی سچے دل سے اپنے تئیں برسرِ حق سمجھتا ہے تو اُس کی طرفداری اور حمایت کیوں نہ کرے مگر تعصب بدنام ہوا لوگوں کے طرزِ عمل سے کہ طرفداری میں حدِ اعتدال سے بڑھ جاتے اور دوسروں کی تذلیل کے درپے ہوتے ہیں اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اور وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ کی حدود کے اندر اندر تک کا تعصب ہر مسلمان کا فرض ہے مگر افسوس ہے کہ لوگ تعصب کی حدِ شرع کے اندر نہیں رہتے اور استمالہ اور تالیف کے عوض دوسروں کو حق سے متنفر اور متوحش کرتے ہیں۔ ان کے مدمقابل وہ ہیں جو مذہب اور قومیت کی طرفداری کے بڑے لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں اور شعار مذہب اور شعار قوم کی مطلق قدر نہیں کرتے۔ ان سے ہماری مراد آج کل کے انگریزی خوان مسلمان ہیں جو اپنا ظاہر انگریزوں کا سا بنا لیتے ہیں اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّۃَ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا ہمارے نزدیک ازیں سو رانده وزاں سو درمانده کے مصداق ہیں اصلی عزت قُصُّوا اللُّحٰی وَاَعْفُوا الشَّوَارِبَ میں نہیں بلکہ علم نافع محاسن اخلاق جفاکشی اور

ف۱ عزت کو بلندی سے اور ذلت کو پستی سے منسوب کیا جاتا ہے اَلْحَقُّ یَعْلُوْ حق کا بول بالا وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَکَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُہُ الطَّیْرُ اَوْ تَھْوِیْ بِہِ الرِّیْحُ فِیْ مَکَانٍ سَحِیْقٍ تو حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ ناحق کی طرفداری کا انجام رسوائی ہے ۱۲

ف۱ (اے پیغمبر) ان لوگوں کو عقل کی باتوں اور اچھی اچھی نصیحتوں سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ اور اُن کے ساتھ بحث (بھی) کرو تو ایسے طور پر کہ وہ (لوگوں کے نزدیک) بہت ہی پسندیدہ ہو ۱۲ ف۲ اور (مسلمانو!) جو لوگ خدا کے سوا (دوسرے دوسرے معبودوں کو حاجت روائی کے لئے) پکارا (یعنی اُن کی پرستش کیا) کرتے ہیں اُن کو بُرا نہ کہو کہ یہ لوگ (بھی) براہ نادانی ناحق (ناروا) خدا کو بُرا کہہ بیٹھیں گے ۱۲ ف۳ کیا کافروں کے ہاں (اپنی) عزت (بڑھانی) چاہتے ہیں سو عزت تو ساری اللہ کی ہے ۱۲ ف۴ یعنی اُسی کے اختیار اور اُسی کے ہاتھ میں ہے تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۱۲

حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا تَحَابُّوْنَ بِهٖ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ (ترمذی)

اور کامل مومن اُس وقت تک ہو نہیں سکتے جب تک باہم ایک دوسرے کو دوست نہ رکھو کیا میں تمھیں وہ چیز بتادوں جس پر عمل کرنے سے ایک دوسرے کو دوست رکھنے لگو ہاں تو باہم سلام علیک کو رواج دو۔

تعصّب

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْعَصَبِیَّةُ قَالَ اَنْ تُعِیْنَ قَوْمَكَ عَلَى الظُّلْمِ (ابوداؤد)

واثلہ بن اسقع کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (جس عصبیت سے آپ منع فرماتے ہیں وہ) عصبیت کیا چیز؟ فرمایا تیرا اپنی قوم کی ناحق بات پر مدد کرنا

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰى عَصَبِیَّةٍ وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِیَّةً وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰى عَصَبِیَّةٍ (ابوداؤد)

جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قوم کی (بیجا) حمایت کی طرف لوگوں کو بلائے (یعنی اس بات کی تحریک پیدا کرے کہ لوگ مبتلائے تعصب ہو جائیں) وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو شخص قوم کی حمایت (بیجا) کے لیے لڑے وہ ہم میں سے نہیں اور جو حالت تعصب میں مر جائے وہ ہم میں سے نہیں

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُبُّكَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ (ابوداؤد)

ابو درداء سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو دردا تیرا کسی چیز کو دوست رکھنا اُس کی بُرائی اور عیب سے تجھے اندھا اور بہرا کر دیتا ہے ف

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ کَثِیْرٍ الشَّامِیِّ مِنْ اَهْلِ فِلَسْطِیْنَ عَنِ امْرَاَةٍ مِّنْهُمْ یُقَالُ لَهَا فُسَیْلَةُ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عبادہ بن کثیر شامی جو فلسطین کے باشندوں میں (ایک نہایت معتبر اور ثقہ آدمی) ہیں اہل فلسطین میں کی ایک عورت سے جس کا فسیلہ نام تھا روایت کرتے ہیں کہ فسیلہ نے کہا میں نے اپنے باپ کو کہتے سنا کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ

ف کسی نے کیا خوب کہا ہے وَعَیْنُ الرِّضَا عَنْ کُلِّ عَیْبٍ کَلِیْلَةٌ وَلٰکِنَّ عَیْنَ السُّخْطِ تُبْدِی الْمَسَاوِیَا یعنی رضامندی کی آنکھ کو کوئی عیب سوجھ نہیں پڑا کرتا وہ تو غصے ہی کی آنکھ ہے جو عیبوں کو دیکھا کرتی ہے ۱۲

يُمِيتُ الْقَلْبَ وَيَذْهَبُ بِنُورِ الْوَجْهِ قُلْتُ زِدْنِي قَالَ قُلِ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا قُلْتُ زِدْنِي قَالَ لَا تَخَفْ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ قُلْتُ زِدْنِي قَالَ لِيَحْجُزْكَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْلَمُ مِنْ نَفْسِكَ (مشکوٰۃ)

ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا اور چہرے کا نور جاتا رہتا ہے میں نے عرض کیا اس سے بھی زیادہ فرمایئے ارشاد کیا حق بات کہہ گزر اگرچہ لوگوں کو کڑوی ہی لگے میں نے عرض کیا کچھ اور بھی فرمایا خدا کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے مت ڈر میں نے عرض کیا کچھ اور بھی فرمایا تو اپنے نفس کے عیوب معلوم کرکے لوگوں کی عیب جوئی سے باز رہ -

عَنْ أَنَسٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى خَصْلَتَيْنِ هُمَا أَخَفُّ عَلَى الظَّهْرِ وَأَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ قَالَ قُلْتُ بَلَى قَالَ طُولُ الصَّمْتِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا عَمِلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهِمَا - (مشکوٰۃ)

انس جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ابوذر سے فرمایا کہ ابوذر! کیا میں تجھے اُن دو خصلتوں کی خبر نہ دوں جن کا بوجھ پیٹھ پر بہت ہلکا اور نامہ اعمال کی ترازو میں بہت بھاری ہے ابوذر نے عرض کیا ہاں فرمایئے ارشاد کیا ایک خاموشی ہے اور دوسری نیک خوئی مجھے اُس ذات مقدس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ مخلوق نے ان دو خصلتوں جیسا کام نہیں کیا یعنی ان خصلتوں سے بہتر کوئی کام نہیں ہے -

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَقَامُ الرَّجُلِ بِالصَّمْتِ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّينَ سَنَةً (مشکوٰۃ)

عمران بن حصین سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی آدمی کا رتبہ خدا کے نزدیک صرف خاموشی کی وجہ سے ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہوتا ہے -

قلت بلیٰ یا نبی اللہ فاخذ بلسانہ وقال کف علیک ہذا فقلت یا نبی اللہ وانا لمؤاخذون بما نتکلم بہ قال ثکلتک امک یا معاذ وہل یکب الناس علیٰ وجوہہم او علیٰ مناخرہم الا حصائد السنتہم (ترمذی)

میں نے عرض کیا ہاں اے نبی خدا آپ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا کہ اس کو نگاہ رکھ میں نے عرض کیا اے خدا کے نبی اور کیا ہم اُن باتوں کی وجہ سے پکڑے جائیں گے جو زبان سے نکالتے ہیں فرمایا معاذ! تیری ماں تجھے روئے آدمیوں کو اُن کی زبانیں ہی تو مونہ یا ناک کے بل دوزخ میں اوندھا ڈالیں گی۔

عن سہل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تضمن ما بین لحییہ وما بین رجلیہ اضمن لہ الجنۃ (بخاری)

سہل بن سعد کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اُس چیز کی نگہداشت کرے گا جو اُس کے دونوں جبڑوں میں ہے (یعنی زبان) اور جو اُس کے دونوں ٹانگوں میں ہے (یعنی شرمگاہ) میں اُس کے لئے بہشت کا ذمہ دار ہوں

کم گوئی

عن ابی ذر قال دخلت علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ اوصنی قال اوصیک بتقوی اللہ فانہ ازین لامرک کلہ قلت زدنی قال علیک بتلاوۃ القرآن وذکر اللہ عز وجل فانہ ذکر لک فی السماء ونور لک فی الارض قلت زدنی قال علیک بطول الصمت فانہ مطردۃ للشیطان وعون لک علیٰ امر دینک قلت زدنی قال ایاک وکثرۃ الضحک فانہ

ابو ذر کہتے ہیں میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے رسول خدا مجھے کچھ نصیحت کیجئے فرمایا میں تجھے خدا سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ خدا سے ڈرنا تیرے تمام کاموں کو زینت و آرایش دیگا میں نے عرض کیا کچھ اور زیادہ فرمائیے ارشاد کیا تو تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی کا التزام کرلے کیونکہ یہ آسمان میں تیرے مذکور ہونے کا سبب ہے (کہ فرشتے وہاں تجھے دعا و رحمت کے ساتھ یاد کریں گے) اور زمین میں نور معرفت کے ظہور کا باعث میں نے عرض کیا کچھ اور بھی زیادہ فرمائیے ارشاد کیا تو بہت سکوت و خاموشی کو اپنے اوپر لازم کرلے کیونکہ اس سے شیطان بھاگے گا اور تیرے دینی کام پر تجھے مدد ملے گی۔ میں نے عرض کیا کچھ اور بھی ارشاد کیجئے فرمایا تو بہت ہنسنے سے بچ کیونکہ بہت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّلَا سَخَّابًا فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَصْفَحُ ۔ ترمذی

اُم المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نہ تو بالطبع فحش گو تھے اور فحش گوئی میں تکلف کرتے تھے نہ بازاروں میں چیختے تھے اور نہ برائی کی تلافی برائی کے ساتھ کرتے تھے بلکہ معاف کرتے اور درگذر فرماتے تھے

عَنْ مُّعَاذٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُّدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْ عَظِيْمٍ وَّاِنَّهٗ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَّسَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى اَبْوَابِ الْخَيْرِ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ وَّالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ وَصَلٰوةُ الرَّجُلِ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ تَلَا تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ حَتّٰى بَلَغَ يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ وَعَمُوْدِهٖ وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَاْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ

معاذ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا کام بتا دیجئے جو مجھے جنت میں (لے جا) داخل کرے اور دوزخ سے دور کردے فرمایا معاذ! تونے ایک بہت بڑی بات کا سوال کیا ہے اور بے شک وہ اُس شخص پر آسان بھی ہے جس پر خدا اُسے آسان کردے۔ تُو خدا کی بندگی کر اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھیرا اور نماز پڑھتا رہ زکوٰۃ دیتا رہ۔ رمضان کے روزے رکھ اور خانہ کعبہ کا حج کر۔ پھر فرمایا معاذ! کیا میں تجھے نیکی کے دروازوں کی طرف راہ نہ دکھاؤں (سُن) روزہ ڈھال ہے (کہ گناہ کے تیر سے روزے دار کو بچاتا ہے) اور صدقہ آتش گناہ کو بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو اور آدمی کی نماز وسط شب میں یہ بھی آتش گناہ کو بجھا دیتی ہے پھر پیغمبر صاحب نے یہ آیت پڑھی تتجافی جنوبہم عن المضاجع سے یعملون تک اس کے بعد پیغمبر صاحب نے فرمایا معاذ! کیا میں تجھے امر دین کی جڑ اور اُس کے ستون اور اُس کے کوہان کی بلندی کی طرف رہنمائی نہ کروں میں نے عرض کیا ہاں اے رسول خدا فرمایا امر دین کی جڑ اسلام اور اُس کا ستون نماز اور اُس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے پھر فرمایا معاذ! کیا میں تجھے اُس چیز کی خبر نہ دوں جس پر ان تمام (مذکورہ باتوں) کا دارمدار ہے

پوری آیت یہ ہے تتجافی جنوبہم عن المضاجع یدعون ربہم خوفا وطمعا ومما رزقنہم ینفقون فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون (یعنی رات کیوقت اُن کے پہلو بستروں سے آشنا نہیں ہوتے اور عذاب کے) خوف اور (رحمت کی) اُمید سے اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے اور جو کچھ بھی ہم نے اُنکو دے رکھا ہے [illegible]

قِیَامَتُہٗ کی رو سے اس کا وقت بھی باقی نہیں ع قَدْ سَبَقَ السَّیْفُ الْعَذَلَ ۔ اور وقت باقی بھی ہوتا تو وہ خدا کے اختیار کی بات ہے ؎

چو کار بے فضول من بر آید مرا در وے سخن گفتن نشاید

بین الخلفا اور بین الاصحاب اختلاف تو تھا ۔ یہ ایک واقعہ تاریخی ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا اور جب کوئی مسئلہ پیش کیا جائے ہر ایک شخص اُس کی نسبت کچھ نہ کچھ رائے بھی ضرور رکھتا ہے اور لوگوں میں رایوں کا اختلاف بھی ہوتا ہے اور لَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ کی رو سے ہمیشہ ہوتا رہے گا اس کا فیصلہ نہ آج تک ہوا ہے نہ ہو پس ہمارا تو صرف اتنا کہنا ہے کہ اپنی رائے کو اپنے دل میں رکھو اُس کو اس طرح پر ظاہر نہ کرو کہ فسادات برپا ہوں سُنّی ہوں یا شیعہ دونوں مسلمان کہلاتے ہیں اور مسلمان ہیں ۔ آپس میں لڑنے جھگڑنے سے ان کی مثال ایسی ہے کہ آدمی کا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کی ایذ کے درپے رہے ۔ ایک بات اور بھی سمجھنے کی ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین میں اختلاف تھا بھی تو اُن میں اس طرح جوتیوں میں دال نہیں بٹی جیسی شیعوں سُنّیوں میں ورنہ اسلام پر سر منڈاتے ہی اولے پڑ گئے ہوتے خیر صحابہ تک تو شیر شاہ کی داڑھی بڑی یا سلیم شاہ کی ہو ہی رہی تھی لگے خود انبیاء علیہم السلام میں بھی فاضل و مفضول کا فیصلہ کرنے حالانکہ خدائے تعالیٰ نے اس کے بارے میں اتنا ہی فرمایا ہے تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْھُمْ مَنْ کَلَّمَ اللّٰہُ وَرَفَعَ بَعْضَھُمْ دَرَجٰتٍ وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ[1] یعنی قرآن میں فاضل و مفضول کی کچھ تصریح نہیں نہ تصریح کی کچھ ضرورت اور نہ فاضل و مفضول کی شناخت شرطِ ایمان بلکہ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ[2] کسی طرح کی تفریق کو جائز بھی نہیں رکھتا ۔ ہاں بلا ضرورت انبیاء علیہم السلام میں فرق مراتب کرنا بھی چاہو تو گلہائے رنگارنگ ؎ گلِ رنگ و بوئے دیگر است + ہر ایک میں ایک ممتاز ادا پائی جاتی ہے ؎

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم کرشمہ دامنِ دل مے کشد کہ جا اینجاست

ہمارے پیغمبر صاحب کی یہی ادائے دلکش بس کرتی ہے کہ وہ خاتم النبیین ہیں اور اُن پر آیہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ نازل ہوئی

حفظِ لسان

وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ (لقمان ع ۲ پارہ ۲۱)	اور لقمان نے اپنے بیٹے کو یہ بھی نصیحت کی کہ اپنی رفتار میں[3] میانہ روی اختیار کر اور کسی بات کے کہنے تو ہلکے سر بول دیکھو نکہ آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے تو آدمی ہو کر گدھوں کی طرح چیخنا چلانا کیا مناسب
عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا لَعَّانًا وَّلَا سَبَّابًا کَانَ یَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتِبَۃِ مَالَہٗ تَرِبَ جَبِیْنُہٗ + (بخاری)	انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو فحش گو ہی تھے نہ لعنت کرنے والے ہی اور نہ دشنام دینے والے ہی تھے غصے اور عتاب کے وقت آپ صرف اتنا فرما دیا کرتے تھے اُسے کیا ہوا اُس کی پیشانی خاک آلودہ ہو

[1] یہ پیغمبر (جو) ہم نے بھیجے (ہیں) ان میں سے بعض کو بعض پر برتری دی ان میں سے کوئی تو ایسے ہیں جن کے ساتھ (خود) اللہ نے کلام کیا اور بعض کے درجے (اور طرح پر) بلند کیے اور مریم کے فرزند عیسیٰ کو ہم نے کھلے کھلے معجزے دیئے اور روح القدس (یعنی جبریل) سے اُن کی تائید کی ۱۲

[2] ہم خدا کے پیغمبروں میں سے کسی ایک کو بھی جُدا نہیں سمجھتے یعنی سب کو مانتے ہیں ۱۲

[3] اپنی چال سے [illegible] بیچ کی چال اختیار کر

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَنْبَغِیْ لِعَبْدٍ اَنْ یَّقُوْلَ اِنِّیْ خَیْرٌ مِّنْ یُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰی وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ مَنْ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ یُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰی فَقَدْ كَذَبَ (بخاری)

علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کو لائق نہیں کہ میری نسبت یہ بات جائز رکھے کہ میں متّٰی کے بیٹے یونس سے بہتر و افضل ہوں اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا جو شخص میری نسبت کہے کہ میں متّٰی کے بیٹے یونس سے افضل و بہتر ہوں وہ جھوٹا ہے ۵ع

ع۵ حدیث میں حضرت یونس کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ وہ اُولوالعزم پیغمبر نہ تھے قوم کی ایذا پر صبر نہ کر سکے اور غصے میں آ کر بھاگ نکلے اور اُس پار پہنچنے کے لئے کشتی میں بیٹھ گئے جیسا کہ قرآن مجید کی ذیل کی آیت اور اس کے فائدے سے واضح ہوتا ہے وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْهِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ یعنی اور (اے پیغمبر) ذوالنون (یونس) کو یاد کرو جب خفا ہو کر چل دیئے اور جاتے وقت غصے میں بتقاضائے بشریت اُن کو ایسا واہمہ گزرا کہ ہم اُن پر قابو نہیں پا سکیں گے تو (آخر کار عاجز آ کر) اندھیروں کے اندر چلا اُٹھے کہ (اے خدا) تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک (ذات) ہے میں نے بڑا ظلم کیا ف۱

ف۱ ذوالنون کے لفظی معنے ہیں مچھلی والا اس لقب سے حضرت یونس کے مشہور ہونے کی یہ وجہ ہوئی کہ ان کی امت نے ان کی مخالفت کی یہاں تک کہ لوگوں پر عذاب نازل ہونے کو ہوا تو یونس علیہ السلام نے پہلے سے خبر دی لوگوں نے نزول عذاب سے پہلے خدا کی جناب میں توبہ کی اور رونے پیٹے عذاب ٹل گیا یونس خوف خدا سے پہلے نکل بھاگے تھے اب جو عذاب ٹل گیا تو اُن کو یہ خیال ہوا کہ لوگ پہلے ہی سے میرا کہنا نہیں مانتے تھے اب تو میری طرف رخ بھی نہ کریں گے چاہا کہ کسی دوسری طرف کو نکل جائیں اور قوم میں واپس نہ آئیں راہ میں پڑتا تھا دریا یہ بھی ناؤ میں سوار ہوئے ناؤ چلتے چلتے ایک جگہ رک گئی ناخدا نے کہا کشتی میں کوئی غلام ہے جو اپنے مالک کے یہاں سے بھاگ کر آیا ہے وہ اُترے تو ناؤ چلے قرعہ ڈالا تو یونس علیہ السلام کا نام نکلا ان کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا اور ان کو مچھلی نے نگل لیا تب ان کو اپنی غلطی پر تنبیہ ہوا اور سمجھے کہ وہ بھاگا ہوا غلام میں ہوں توبہ کی قصور معاف ہوا اور اندھیروں سے مراد ہیں رات اور دریا اور مچھلی کے پیٹ وغیرہ کے چند در چند اندھیرے ۱۲

مِنَ الْمُتَرْجِمِ عُجُبْ یا خود بینی یا خود پسندی کو خاصۂ بشری کہتے ہیں ذرا بھی مبالغہ نہیں بہت ہی کم نفوس کو اس بدخصلت سے خالی پاؤ گے یہ خصلت پیدا ہوتی ہے اس سے کہ ہر شخص ابنائے جنس پر ہر بات میں تفوّق کا طالب ہے ۔ یہاں تک کچھ قباحت نہیں بلکہ طلب تفوّق ترقی کے حق میں فالِ نیک ہے قباحت شروع ہوتی ہے ادعائے تفوّق سے بلا استحقاق عُجُب آسانی کے ساتھ منجر بہ کبر ہو جاتا ہے اور کبر بدخصلت ہے کہ مختلف شکلوں میں ظہور کرتا ہے ازانجملہ تکاثر کی شکل ہے جس کے حق میں قرآن کی مستقل سورت نازل ہو چکی ہے جس کا نام ہی سورۂ تکاثر ہے تکاثر جس کی طرف قرآن میں اشارہ ہے وہ بھی تفاخر کی ایک شان تھی ہمارے وقتوں میں تفاخر نے یہ شان اختیار کی ہے کہ مختلف عقائد کے لوگ بزرگان دین میں جرح و تعدیل کرنے لگے ہیں مثلاً ایک عامل بالحدیث امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی توہین میں تامل نہیں کرتا ۔ کیا فرق ہے اس میں اور تفاخر بالآبا میں شیعوں میں ایک فرقہ ہے تفضیلیہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تمام اصحاب علیہم الرضوان میں سب سے افضل سمجھتے ہیں ۔ افضلیت کے دو محمل ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ حضرت علی احق و اَولےٰ بالخلافت تھے تو انقراض زمانۂ خلافت کے بعد سنیوں اور شیعوں کی لڑائی اُسی طرح کی مشت بعد از جنگ لڑائی ہوئی کہ شیر شاہ کی ڈاڑھی بڑی تھی یا سلیم شاہ کی لاحاصل بے سود اور اگر افضلیت سے اُخروی افضلیت مراد ہے تو مَنْ مَّاتَ فَقَدْ قَامَتْ

أَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ (صحیحین)

نصاریٰ نے مریم کے بیٹے مسیح کی مدح میں مبالغہ کیا میں تو خدا کا ایک بندہ ہوں تو تم مجھے خدا کا بندہ اور اس کا رسول کہو

عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ قَالَ انْطَلَقْتُ فِيْ وَفْدِ بَنِيْ عَامِرٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا أَنْتَ سَيِّدُنَا فَقَالَ السَّيِّدُ هُوَ اللّٰهُ فَقُلْنَا وَأَفْضَلُنَا فَضْلًا وَأَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ قُوْلُوْا قَوْلَكُمْ أَوْ بَعْضَ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ۔ (ابو داؤد)

عبداللہ بن شخیر کے بیٹے مطرف سے روایت ہے کہ میں بنی عامر کے قبیلے کی ہمراہی میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا (جب ہم سب لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے) تو ہم نے کہا آپ ہمارے سردار ہیں فرمایا سردار خدا ہے ہم نے عرض کیا اور فضائل وخصائل کے اعتبار سے آپ ہم سے برتر اور قدرت و وسعت کے لحاظ سے بزرگ تر ہیں پیغمبر صاحب نے فرمایا خیر یہ کہنا درست ہے (یعنی اتنے کہنے کا مضائقہ نہیں) بلکہ اگر اس سے کمتر کہو تو بہت بہتر ہے چاہیے کہ شیطان تمھیں اپنا وکیل نہ بنائے (کہ جو چاہو لگو بے تأمل کہنے)

من المترجم اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے إِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اس کا ثبوت اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ لوگ آپ سے سیدنا کہہ کر خطاب کرتے تھے اور آپ فرماتے تھے السَّيِّدُ هُوَ اللّٰهُ یعنی سید کا خطاب خدا کو شایاں ہے یا آج یہ حال ہے کہ مدعیان سیادت نے لفظ سید کو جزو نام بنالیا ہے مولوی روم نے سچ فرمایا ہے سے سیج کس ازما کم ازفرعون نیست لیکن او راعون مارا عون نیست ٭ أَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ أَفَلَا تُبْصِرُوْنَ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ٥ جو لوگ نسب پر فخر کرتے ہیں اور فخر بھی کبر کی ایک شان ہے بلکہ خود کبر ہے اور شاید ہی کوئی فرد بشر اس سے بچا ہو مومن کو آیۂ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ سے عبرت پکڑنی چاہیے - ۱۲

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ

لہ یعنی فرعون نے کہا کہ لوگو! کیا ملک مصر ہمارا نہیں ؟ اور (تم دیکھ رہے ہو کہ) یہ نہریں ہمارے (ایوان شاہی کے) تلے (پڑی) بہ رہی ہیں تو کیا تم کو یہ باتیں نہیں سوجھتیں ؟ تو ہم اس (موسیٰ) سے جو ایک ذلیل (آدمی) ہے اور اس سے بات بھی اچھی طرح نہیں کرتے بن پڑتی (بدرجہا) بہتر ہیں (اور اگر موسیٰ ہم سے بہتر ہوتا) تو اس کے لیے سونے کے کنگن (خدا کے ہاں سے) کیوں نہیں ؟ اترے یا فرشتے جمع ہو کر اس کے ساتھ آئے ہوتے ۱۲ ٭ لہ لوگو ہم نے تم (سب کو) ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا کیا اور (پھر) تمھاری ذاتیں اور برادریاں ٹھیرائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرسکو (ورنہ) اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے جو تم میں بڑا پرہیزگار ہے بے شک اللہ جاننے والا با خبر ہے ۱۲ ٭

عَلَى الْمِنْبَرِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللهُ فَهُوَ فِي نَفْسِهِ صَغِيرٌ وَفِي أَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيمٌ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللهُ فَهُوَ فِي أَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيرٌ وَفِي نَفْسِهِ كَبِيرٌ حَتّٰى لَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ أَوْ خِنْزِيرٍ. (مشکوٰۃ)

منبر پر کھڑے ہوئے کہہ رہے تھے لوگو! فروتنی اختیار کرو کیونکہ میں نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ جو شخص صرف خدا کے لیے فروتنی اختیار کرتا ہے خدا اُس کے رتبے کو اونچا کرتا ہے تو وہ اپنے نفس میں (اس وجہ سے کہ اپنے تئیں عاجز دیکھتا ہے) حقیر ہے مگر لوگوں کی آنکھوں میں وقیع ہے اور جو شخص بڑائی (اور ڈون) کی لیتا ہے خدا اُس کا مرتبہ پست کرتا ہے تو وہ لوگوں کی آنکھوں میں حقیر اور اپنی آنکھ میں بزرگ ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے یا سور سے بھی زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَعُودُ الْمَرِيضَ وَيَتْبَعُ الْجَنَازَةَ وَيُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوكِ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ لَقَدْ رَأَيْتُهُ

حضرت انس جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات کے اخلاق سے خبر دیتے ہیں کہ آپ بیمار کی عیادت کرتے جنازے کے ساتھ چلتے اور کوئی غلام دعوت کرتا تو اُس کی دعوت قبول فرماتے (بے تکلفی اور تواضع کی وجہ سے) گدھے پر سوار ہوتے میں نے آپ کو

مِنَ الْمُتَرْجِم۔ گدھے کی سواری خاص کر ہندوستان میں نہایت ذلیل سواری سمجھی جاتی ہے اور خود گدھے کو حد درجے کا احمق جانور خیال کیا جاتا ہے کہتے ہیں کہ اگلی عملداریوں میں کسی کی تشہیر کرنی ہوتی تو مُونہ کالا کرکے گدھے پر اُلٹا بٹھا کر شہر میں پھراتے یا ہندو لوگ ہولی کے دنوں میں ایسا مسخرہ پن کیا کرتے تھے۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قدر نہیں تو بھی اہلِ عرب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں گدھے کی سواری کو حقیر و مبتذل سمجھتے تھے اور اسی غرض سے راوی نے حدیث کی روایت کی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ بیچارہ گدھا کیوں احمق سمجھا جاتا اور گدھے کی سواری کیوں ذلیل خیال کی جاتی ہے۔ غور کرنے سے یہی بات خیال میں آتی ہے کہ یہ بھی آدمی کے غرور کی ایک شان ہے ورنہ خدا نے دنیا میں کوئی چیز بیکار تو پیدا کی نہیں۔ رہی عقل اس کے مدارج متفاوت ہیں مخلوقات میں آدمی تو اشرف المخلوقات ہے کہ اس جیسی عقل کسی میں نہیں اس سے اُتر کر حیوانات حیوانات سے اُتر کر نباتات اور سب سے ادنی درجے میں جمادات۔ ہم تو گدھے میں حمق کی کوئی بات نہیں پاتے۔ خدا نے اُس کو جس غرض کے لیے پیدا کیا ہے وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً[1] اُس کو وہ جفاکشی اور بُردباری سے بوجہِ احسن پورا کرتا ہے بلکہ بعض حیثیتوں سے وہ آدمی کے لیے بڑا مفید جانور ہے وہ سوکھے ٹھوں پر قناعت کرتا ہے کاٹتا نہیں۔ دولتیاں نہیں چلاتا۔ اپنی بساط کی قدر کچھ ایسا سُست قدم اور بد رفتار بھی نہیں غریب اور مسکین بھی ہے۔ اِس کو لگام لگانے کی بھی ضرورت نہیں۔ تو حمق کے یہ معنے ہوئے کہ شریر نہیں کٹکھنا نہیں نیکی برباد گنہ لازم۔ ہاں گھوڑے جیسا تیز رَو نہیں تنومند نہیں تو خدا نے اُس کو جیسا بنایا ہے ویسا ہے اور ہر ایک مخلوق کو جیسا خدا نے بنایا ویسی ہے ساری باتوں میں سب ایک طرح کے کیسے ہو جائیں غرض گدھے کو حقیر اور ذلیل سمجھنے کی کوئی وجہ معقول تو ہے نہیں گدھا بیشک عموماً گھوڑے کے مقابلے میں کم قیمت پاتا ہے اگر یہی وجہ گدھے کو ذلیل سمجھنے کی ہے تو اسی کو ہم ایک طرح کا غرور کہتے ہیں جو عند الناس مبغوض ترین خصائل ہے خدا کا گدھوں کے متعلق ہمیں لترکبوھا فرمانا اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا سوار ہونا [illegible]

[1] اور (اُسی خدا نے) گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں کو پیدا کیا تاکہ تم اُن سے سواری کا کام لو اور (سواری کے علاوہ یہ چیزیں باعث) زینت (بھی ہیں)۔ ۱۲

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ۝ (کہف ع ۴ - پارہ ۱۵)

اور (اے پیغمبر) جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار کی یاد کرتے (اور) اُسی کی رضامندی چاہتے ہیں اُن کے ساتھ (اُٹھنے بیٹھنے پر) اپنے نفس کو مجبور کرو اور تمھاری نظر (التفات) اُن پر سے ہٹنے نہ پائے کہ لگو دنیا کی زندگی کے سازوسامان کا پاس کرنے ف۱ اور ایسے شخص کا کہا ہرگز نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہے اور اُس کی دنیاداری حد سے بڑھ گئی ہے۔

عَبَسَ وَتَوَلَّىٰ ۝ أَن جَاءَهُ الْأَعْمَىٰ ۝ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّىٰ ۝ أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنفَعَهُ الذِّكْرَىٰ ۝ أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَىٰ ۝ فَأَنتَ لَهُ تَصَدَّىٰ ۝ وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكَّىٰ ۝ وَأَمَّا مَن جَاءَكَ يَسْعَىٰ ۝ وَهُوَ يَخْشَىٰ ۝ فَأَنتَ عَنْهُ تَلَهَّىٰ ۝

(عبس - ع ۱ - پارہ ۳۰)

(محمدؐ) اتنی بات پر چیں بہ جبیں ہوئے اور مُونہ موڑ بیٹھے کہ (ایک) نابینا اُن کے پاس آیا ف۲ اور (اے پیغمبر) تم کیا جانو عجب نہیں (کہ تمھاری تعلیم سے) وہ سنور جائے یا نصیحت (کی باتیں) سُنے اور اُس کو نصیحت سود مند ہو تو جو شخص (دین کی طرف سے) بے پروائی کرتا ہے اُس کی طرف تو تم خوب توجہ کرتے ہو۔ حالانکہ (اگر) وہ بھٹکا ہو تو تم پر کچھ الزام نہیں اور جو (خدا سے) ڈر کر تمھارے پاس دَوڑتا ہوا آئے تو تم اُس سے بے اعتنائی کرتے ہو

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَهُوَ

امیر المومنین عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ

ف۱ شروع شروع میں اکثر غریب لوگ اسلام لائے تھے اور قاعدہ بھی یہی ہے کہ حق بات کو غریب ہی جلدی سے تسلیم کر لیتے ہیں کیونکہ دنیاوی عروج ان کو مانعِ قبولِ حق نہیں ہوتا کافر ان بےچاروں کی ظاہری حالت کو دیکھ کر ان سے نفرت کرتے تھے اور پیغمبر صاحب سے اصرار تھا کہ ان کو اپنے پاس نہ بیٹھنے دو تو ہم آئیں کیا یہ اور کیا ان کا دین کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا خدا نے اس کے جواب میں پیغمبر صاحب کو تو یہ سمجھایا کہ یہ لوگ جیسے ظاہر میں ہیں ویسے ہی دل سے بھی خدا کی رضا کے طالب ہیں تم ان کے ظاہر حال پر ان کے باطن کو قیاس کرو تم کوئی عالم الغیب تو ہو نہیں اگر فی الحقیقت ان میں کوئی ضعیف الایمان ہو بھی تو وہ جانے اور اُس کا کام جانے اور کافروں کا اعتراض اس طرح پر اُٹھایا کہ دنیاوی جاہ و حشمت کچھ وقعت کی چیز نہیں بڑی دولت ہے نعمتِ اسلام تو جو اس کی قدر کرتے ہیں اُن کو دی جاتی ہے امیر ہوں یا غریب ۱۲۔

ف۲ رؤسائے قریش پیغمبر صاحب کے پاس جمع تھے اور پیغمبر صاحب اُن کو سمجھا رہے تھے اتنے میں عبداللہ ابن اُمِّ مکتوم صحابی نابینا آئے اور اُنھوں نے پیغمبر صاحب کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا پیغمبر صاحب کو اُن کا قطع کلام ناگوار گزرا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں ۱۲۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ قَالَ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً (مسلم)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مشرکوں کے لیے بد دعا کیجیے، فرمایا میں اس لیے نہیں بھیجا گیا ہوں کہ لوگوں کو رحمت خدا سے دور کردوں بلکہ رحمت کا سبب بنا کر (بھیجا گیا ہوں)

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا صَافَحَ الرَّجُلَ لَمْ یَنْزِعْ یَدَهٗ مِنْ یَدِهٖ حَتّٰی یَکُوْنَ هُوَ الَّذِیْ یَنْزِعُ یَدَهٗ وَلَا یَصْرِفُ وَجْهَهٗ عَنْ وَّجْهِهٖ حَتّٰی یَکُوْنَ هُوَ الَّذِیْ یَصْرِفُ وَجْهَهٗ عَنْ وَّجْهِهٖ وَلَمْ یُرَ مُقَدِّمًا رُکْبَتَیْهِ بَیْنَ یَدَیْ جَلِیْسٍ (ترمذی)

انس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ جب کسی سے مصافحہ کرتے تو جب تک وہی شخص اپنا ہاتھ نہ چھڑاتا پیغمبر صاحب اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے (اسی طرح) تاوقتیکہ وہ شخص اپنا مونہ پیغمبر صاحب کے مونہ سے نہ پھیرتا آپ اپنا روئے مبارک اس کے مونہ کی طرف سے نہ پھیرتے اور کبھی کسی نے نہیں دیکھا کہ آپ اپنے ہمنشین کے آگے پاؤں پھیلائے ہوں واؔ

تواضع اور ملنساری

لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (حجر ع ۶ پارہ ۱۴)

(اور) وہ جو ہم نے ان کافروں میں سے کئی قسم کے لوگوں کو دنیا کے چند روزہ) فائدوں سے بہرمند کر رکھا ہے تم ان پر اپنی نظر نہ ڈالو واؔ اور دین کی طرف سے ان کی بے پروائی دیکھ کر ان کے حال) پر افسوس بھی نہ کرنا ۲ؔ اور مسلمانوں سے (گو کیسے ہی غریب ہوں ہمیشہ جھک کر ملنا ۳ؔ

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (شعراء ع ۱۱ پارہ ۱۹)

اور (اے پیغمبر خاص کر) اپنے قریب کے رشتے داروں کو (عذاب خدا سے) ڈراؤ اور جو مسلمان تمھارے پیچھے ہو لیے ہیں ان سے بہ تواضع پیش آؤ ۴ؔ پس اگر لوگ تمھارا کہنا نہ مانیں تو ان سے صاف کہہ دو کہ میں تمھارے افعال سے بری (الذمہ) ہوں

واؔ عمل یہ اور تعلیم وہ جو قرآن میں ہے یعنی فعل یہ اور قول وہ۔ ہم نہیں جانتے کہ پیغمبری کی پرکھ کے لیے اس سے بہتر کوئی اور بھی کسوٹی ہو سکتی ہے ۱۲ ۲ؔ یعنی ان کی دنیا دفانی حالی کا رشک نہ کرو تم کو جو قرآن دیا گیا یہ سب سے بڑی نعمت ہے ۱۲ ۳ؔ اس میں شک نہیں کہ کفر بجائے خود بڑی سخت مصیبت ہے مگر کافر اس کو مصیبت ہی نہیں سمجھتا اور نہ اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے تو سمجھاؤ تو اُلٹا بُرا مانتا ہے تو ایسے کے حال پر افسوس کرنا اندھے کے آگے رونا اپنی آنکھیں کھونا ہے ۱۲ ۴ؔ اخفض جناحک للمومنین کے لفظی معنے تو یہ ہیں کہ مسلمانوں کے لیے اپنا بازو جھکا دینا یہ اہل عرب کا محاورہ ہے اور اس سے مراد ہے تواضع۔ خاطر۔ مدارات۔ دلجوئی ہم نے ترجمے میں اپنے محاورے کے لحاظ سے صرف جھکنا لیا ہے ۱۲ ۵ؔ

انّ الرفق لا یکون فی شیءٍ الّا زانہ ولا ینزع من شیءٍ الّا شانہ (مشکوٰۃ)

دشنام سے بچی رہو کیونکہ نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اُسے خوشنما کر دیتی ہے اور جس چیز میں سے سلب کر لی جاتی ہے اُسے بھونڈی بنا دیتی ہے

عن جریرٍ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من یُحرم الرفق یُحرم الخیر (مسلم)

جریرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جو شخص نرمی سے محروم کیا گیا وہ ہر نیکی سے محروم کیا گیا۔

عن عبد اللہ بن مسعودٍ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم من یحرم علی النار ومن تحرم علیہ النار علی کل هیّنٍ لیّنٍ قریبٍ سهلٍ (ترمذی)

عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمھیں وہ شخص نہ بتا دوں جو دوزخ کی آگ پر حرام ہے اور جس پر دوزخ کی آگ حرام ہے (ہاں تو دوزخ کی آگ حرام ہے) ہر آہستہ رو نرم دل پر اور اُس پر جو لطف و مہربانی کے ساتھ آدمیوں سے نزدیک ہوتا اور نرم خوئی کے ساتھ ہم نشینی کرتا ہے۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت استاذن رهطٌ من الیهود علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا السام علیکم فقلت بل علیکم السام واللعنۃ فقال یا عائشۃ انّ اللہ رفیقٌ یحبّ الرفق فی الامر کلہ قلت اولم تسمع ما قالوا قال قد قلت وعلیکم (بخاری)

اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ یہود کے ایک گروہ نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت چاہی (اجازت ہوئی) تو کہا السام علیکم (سام کے اصلی معنی موت کے ہیں یعنی تم سب اہل بیت کو موت آئے) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے کہا بلکہ تمھیں کو موت آئے اور خدا کی لعنت ہو تو پیغمبر صاحب نے فرمایا عائشہ! اللہ نرمی کرنے والا ہے اور تمام کاموں میں نرمی کو پسند کرتا ہے میں نے عرض کیا کیا آپ نے نہیں سنا کہ انھوں نے کیا کہا فرمایا تو میں نے بھی تو وعلیکم (کہا)ؑ

عن انسٍ قال کانت امۃٌ من اماء اهل المدینۃ تاخذ بید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتنطلق بہ حیث شاءت (بخاری)

انسؓ کہتے ہیں کہ باشندگانِ مدینہ کی لونڈیوں میں کی کوئی لونڈی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیتی اور جہاں چاہتی آپ کو لے جا کر عرضِ حال کرتی۔

ع مطلب یہ نکلا کہ تم نے مونہہ پھوڑ کر کوسا اور لعنت کی سو الگ میں نے ٹھیک سر جیسے کا تیسا جواب دیا اور کچھ زیادتی نہیں کی تم نے سخت کلامی کی میں نے نرمی برتی - ۱۲ منہ غفر

الذين أكلوا من الشاة واحتجم رسول الله صلى الله عليه وسلم على كاهله من أجل الذي أكل من الشاة حجمه أبو هند بالقرن والشفرة وهو مولى لبني بياضة من الأنصار + (ابوداؤد)

بکری میں سے تھوڑا بہت کھایا تھا انتقال کر گئے اور چونکہ آپ نے بھی کچھ کھا لیا تھا تو زہر کے ازالہ تاثیر کے لئے اپنے دونوں شانوں کے بیچ میں پچھنے لگوائے یعنی ابوہند نے جو انصار کے قبیلہ بنی بیاضہ کا آزاد کیا ہوا غلام تھا سینگ اور چھری سے (جیسا کہ دستور ہے) آپکے پچھنے لگائے

من المترجم اس حدیث سے الصدق منجاۃ والکذب مھلکۃ کی بھی تصدیق ہوتی ہے۔ لوگ اکثر سزائے عامل کے ڈر سے اخفاء جرم کے لئے جھوٹ بولا کرتے ہیں یعنی جلے ہوئے کو آگ سے سینکتے اور اصلی جرم پر جرم کذب کا اضافہ کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ دنیا کے واقعات میں اس کا کافی ثبوت موجود ہے کہ بہتیری صورتوں میں سچ بولنے اور جرم کا جو اُن سے سرزد ہو گیا تھا اقرار کر لینے سے مجرم سزا سے بچ گئے ہیں اور شاید سو صورتوں میں سے سو میں سچ نے سزا میں تخفیف کرا دی ہے اور یہودیہ سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا درگزر کرنا تو کچھ ایسی بڑی بات نہیں اُن کو تو خدا نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تھا وہ درگزر کرتے پر کرتے اسی مضمون کو شیخ سعدی نے ان لفظوں میں ادا کیا ہے۔ قطعہ

گر گزندت رسد تحمل کن　　کہ بعفو از گناہ پاک شوی

ای برادر چو عاقبت خاک ست　　خاک شو پیش از آں کہ خاک شوی

اسی قسم کی باتیں تو اُن کی پیغمبری کا بڑا بھاری ثبوت ہیں نہ یہودیہ کے خیال کے مطابق زہر کا اثر نہ کرنا اس حدیث سے ایک مفید بات اور بھی نکلی کہ دوا کرنا توکل کے خلاف نہیں۔ پیغمبر صاحب سے بڑھ کر کوئی کیا متوکل علی اللہ ہوگا اور پچھنے لگوانا بھی ایک طرح کی دوا ہے۔

رفق و نرمی

عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن الله رفيق يحب الرفق ويعطي على الرفق ما لا يعطي على العنف وما لا يعطي على ما سواه رواه مسلم وفي رواية له قال لعائشة عليك بالرفق وإياك والعنف و

ام المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا لطف و نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کرنے کو دوست رکھتا ہے اور بندوں کو نرمی کرنے پر وہ چیز دیتا ہے جو سختی کرنے پر نہیں دیتا اور نہ صرف سختی کرنے پر بلکہ نرمی کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں کسی پر وہ چیز نہیں دیتا جو نرمی کرنے پر دیتا ہے اسکے راوی مسلم ہیں اور مسلم کی ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ پیغمبر صاحب نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ تم نرمی کرنے کو اپنے اوپر لازم کر لو اور سختی اور

صلی اللہ علیہ وسلم فاحشًا ولا متفحشًا ولا سخابًا فی الاسواق ولا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویصفح

صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بالطبع فحش گو تھے اور نہ فحش میں تکلف کرنے والے تھے اور نہ بازاروں میں چیختے چلاتے تھے (جیسا کہ عوام لوگوں کی عادت ہے) اور نہ برائی کا بدلہ برائی کے ساتھ کرتے تھے بلکہ معاف کرتے اور درگذر کرتے تھے۔

عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسرت رباعیتہ یوم احد وشج راسہ فجعل یسلت الدم عنہ ویقول کیف یفلح قوم شجوا راس نبیہم وکسروا رباعیتہ ۔ مسلم

انس سے روایت ہے کہ جنگ احد کے روز جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے چار دانتوں میں سے ایک دانت توڑ دیا گیا اور آپ کے سر میں شکستگی واقع ہوئی تو پیغمبر صاحب چہرہ مبارک سے خون سونتے جاتے اور فرماتے جاتے تھے وہ قوم کیونکر فلاح پا سکتی ہے جنھوں نے اپنے نبی کا سر پھوڑا اور اس کے دانت توڑے

عن جابر ان یہودیۃ من اہل خیبر سمت شاۃ مصلیۃ ثم اہدتہا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذراع فاکل منہا واکل رہط من اصحابہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارفعوا ایدیکم وارسل الی الیہودیۃ فدعاہا فقال سممت ہذہ الشاۃ فقالت من اخبرک قال اخبرتنی ہذہ فی یدی الذراع قالت نعم قلت ان کان نبیا فلن یضرہ وان لم یکن نبیا استرحنا منہ فعفا عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یعاقبہا وتوفی اصحابہ

حضرت جابر سے روایت ہے کہ خیبر کی ایک یہودی عورت نے ایک بھنی ہوئی بکری میں زہر ملا کر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفہ بھیجا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا ایک دست اٹھا لیا اور اس میں سے کھانا شروع کیا اور آپ کے اصحاب کی ایک جماعت بھی کھانے میں مصروف ہوئی اتنے میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کی طرف روئے سخن کرکے) فرمایا کہ کھانے سے ہاتھ اٹھا لو اور کسی کو بھیج کر اس یہودیہ کو بلایا (آئی) تو پیغمبر صاحب نے فرمایا تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے اس نے کہا آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ بکری میں زہر ملایا گیا ہے پیغمبر صاحب نے فرمایا میرے ہاتھ میں جو دست کا ٹکڑا ہے اس نے مجھے معلوم کرایا عورت نے کہا بے شک میں نے اس بکری میں زہر ملایا ہے میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر وہ پیغمبر ہیں تو زہر انھیں ہرگز نقصان نہ پہنچا سکے گا اور پیغمبر نہیں ہیں تو ہم ان سے راحت میں ہو جائیں گے پیغمبر صاحب نے یہ سن کر عورت کو معاف کر دیا اور کسی طرح کی بھی سزا نہیں دی آپ کے وہ صحابی جنھوں نے اس

نزغ فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم ○ ان الذین اتقوا اذا مسھم طٰئف من الشیطٰن تذکروا فاذا ھم مبصرون ○ (اعراف ع ۲۴ - پارہ ۹)

(انتقام وغیرہ کی) گدگدی تمھارے دل میں پیدا ہو تو خدا سے پناہ مانگ لیا کرو کیونکہ وہ (سب کی) سنتا (اور سب کچھ) جانتا ہے جو لوگ پرہیزگار ہیں جب کبھی شیطان کی طرف کا کوئی خیال ان کو چھو بھی جاتا ہے تو (فوراً) متنبہ ہو جاتے ہیں (یعنی پردۂ غفلت ان کی آنکھوں پر سے دور ہو جاتا ہے) تو وہ اسی دم (راہِ صواب) دیکھنے لگتے ہیں۔

ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربٰی والمسٰکین والمھٰجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم ○ نور ع ۳

اور تم میں سے جو لوگ بزرگ (منش) اور صاحب مقدور ہیں قرابت والوں اور محتاجوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو (مدد خرچ) نہ دینے کی قسم کھا بیٹھیں بلکہ (چاہیے کہ ان کے قصور) بخش دیں اور درگزر کریں (مسلمانو!) کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

والذین اذا اصابھم البغی ھم ینتصرون ○ وجزؤا سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ انہ لا یحب الظٰلمین ○ ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولٰئک ما علیھم من سبیل ○ انما السبیل علی الذین یظلمون الناس ویبغون فی الارض بغیر الحق اولٰئک لھم عذاب الیم ○ ولمن صبر وغفر ان ذٰلک لمن عزم الامور ○ (شوریٰ ع ۴)

اور (اجر آخرت ان ہی لوگوں کے لیے ہے) جو ایسے (غیرتمند) ہیں کہ جب ان پر کسی طرف سے بے جا زیادتی ہوتی ہے تو وہ (واجبی) بدلہ لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ ہے ویسی ہی برائی اس پر (بھی) جو معاف کر دے اور صلح کر لے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے بے شک وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور (ہاں) کسی پر ظلم ہوا ہو اور وہ اس کے بعد بدلہ لے تو یہ لوگ (معذور ہیں) ان پر کوئی الزام نہیں الزام تو ان ہی پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے اور ناحق (ناروا) ملک میں (لوگوں پر) زیادتی کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کو عذاب دردناک ہونا ہے اور البتہ جو شخص صبر کرے اور دوسرے کی خطا بخش دے تو بے شک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں

یٰایھا الذین اٰمنوا ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروھم وان تعفوا وتصفحوا وتغفروا فان اللہ غفور رحیم ○ (تغابن ع ۲ پارہ ۲۸)

مسلمانو! تمھاری بیبیوں اور تمھاری اولاد میں سے بعض تمھارے (دین کے) دشمن ہیں تو ان سے احتیاط کرتے رہو اور اگر تم (ان کے قصوروں کو) معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ بھی بخشنے والا مہربان ہے

عن عائشۃ قالت لم یکن رسول اللہ

ام المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب رسول خدا

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ الْکِذْبَ وَھُوَ بَاطِلٌ بُنِیَ لَہٗ فِیْ رَبَضِ الْجَنَّۃِ وَمَنْ تَرَکَ الْمِرَاءَ وَھُوَ مُحِقٌّ بُنِیَ لَہٗ فِیْ وَسَطِ الْجَنَّۃِ وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَہٗ بُنِیَ لَہٗ فِیْ اَعْلَاھَا

(ترمذی)

انس کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور واقع میں وہ بات جھوٹ ہو تو خدا اُس کے لیے حوالی بہشت میں گھر بنائے گا اور جو شخص باوجود اس کے کہ حق بجانب اُس کے ہے جھگڑے اور نزاع سے دست کشی کرے گا اُس کے لیے جنت کے بیچوں بیچ گھر بنایا جائے گا اور جو اپنے اخلاق مہذب اور نیک کرے گا اُس کے لیے بہشت کی بلند اور اعلیٰ جگہ میں گھر بنایا جائے گا۔

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْہُ الْمَلَکُ مِیْلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِہٖ

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اُس بدبو کی وجہ سے جو جھوٹ بولنے کے سبب سے اُس میں پیدا ہوتی ہے[a] محافظ فرشتہ میل بھر دور چلا جاتا ہے۔

من المترجم - مانی ہوئی بات ہے کہ آدمی کے تمام افعال معلل بالاغراض ہوتے ہیں یعنی آدمی جو کچھ بھی کرتا ہے اُس میں اُس کا کوئی مطلب ضرور ہوتا ہے پس آدمی جھوٹ بھی بولے گا تو کسی مطلب سے اور مطلب ضرور ہے کہ ناجائز ہو یہی وجہ ہے کہ شارع کی طرف سے جھوٹ کے بارے میں اس قدر تشدد ہے مگر ہم لوگوں نے جھوٹ کو ایک آسان سی بات سمجھ لیا ہے جس طرح قسم کو تکیہ کلام بنا لیا ہے بے ضرورت بھی جھوٹ بول دیتے ہیں جھوٹ کا انعام حاصل تو ہے بے اعتمادی مدرسوں کے بچوں کے پڑھنے کی کسی کتاب میں ایک کہانی لکھی ہے کہ ایک گڈریئے کا مسخرہ لڑکا بکریاں چراتے چراتے جھوٹ موٹ لوگوں کے بہکانے کو چلا اٹھتا بھیڑیا۔ لوگ ایک دو بار ناحق اس کی مدد کو گئے پھر خدا کا کرنا ایک دن واقع میں بھیڑیا ریوڑ میں آ پڑا۔ لڑکے نے بہتیری دُہائی دی کسی نے سُنا تک نہیں۔ بھیڑیا کئی بکریوں کو چیر پھاڑ گیا۔ بھیڑیئے سے تو بھاگ کر بچ گیا مگر باپ نے مارتے مارتے ادھموا کر دیا۔

عفو و درگزر

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰھِلِیْنَ ۝ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ

(اے پیغمبر) درگزر کا شیوہ اختیار کرو اور لوگوں سے نیک کام کرنے کو کہو اور جاہلوں سے کنارہ کش رہو اور اگر شیطان کے گد گدانے سے

[a] بدبو سے جسمانی بدبو مراد نہیں بلکہ بطور استعارہ اخلاقی بدبو مراد ہے اور جس طرح جسمانی بدبو نفرت کی چیز ہے اخلاقی بدبو بدرجۂ اولیٰ ۱۲ من المترجم۔

صدق و راستی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ ۝ (توبہ ع ۱۵ پارہ ۱۱)	مسلمانو (خدا کے غضب) سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ رہو
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا ٭ صحیحین	عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو) سچ بولنے کو اپنے اوپر لازم کر لو کیونکہ سچ بولنا آدمی کو نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کا رستہ دکھاتی ہے آدمی ہمیشہ سچ بولتا اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ خدا کے نزدیک صدیق (بڑا سچا) لکھا جاتا ہے اور جھوٹ بولنے سے بچو کیونکہ جھوٹ بولنا فسق و فجور کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور فسق و فجور دوزخ کی۔ آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ خدا کے نزدیک کذاب (بہت جھوٹا) لکھا جاتا ہے
عَنْ أُمِّ كُلْثُومٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُولُ خَيْرًا وَيَنْمِي خَيْرًا ٭ (صحیحین)	ام کلثوم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں میں صلح کراتا اور اچھی اچھی باتیں اس کی طرف سے اسکو اور اس کی طرف سے اس کو پہنچاتا ہی اور ایسی نیک باتیں کہتا ہے جو صلاح حال اور رفع نزاع کی موجب ہیں اسے جھوٹا نہیں کہہ سکتے ف

ف لوگوں میں تو سعدی کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز ظاہر ہیں سعدی کا مقولہ اس حدیث کا گویا ترجمہ ہے اس پر معترض یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام خاص صورتوں میں جھوٹ بولنے کی اجازت دیتا ہے حالانکہ جھوٹ بولنے کی اجازت مقولہ سعدی سے ثابت نہیں ہوتی۔ تطبیق حدیث سے سعدی کا مطلب یہ ہے کہ دروغ مصلحت آمیز راستی فتنہ انگیز سے بہتر ہے یعنی ہیں تو دونوں برے مگر دروغ مصلحت آمیز کی برائی بمقابلہ راستی فتنہ انگیز کے کم ہے اسی کے مطابق عربی کی ایک مثل ہے بعض الشر اهون من بعض اتنی بات سے دروغ مصلحت آمیز کی اجازت کہاں سے نکلتی ہے رہی حدیث اس میں تو دروغ مصلحت آمیز کا نام تک نہیں غایۃ ما فی الباب یہ کہ صلح کرانے والا راستی فتنہ انگیز کا اخفاء کرتا ہو راستی کا اخفا اور دروغ کی اجازت میں بون بعید ہے ۱۲ من المترجم

صلی اللہ علیہ وسلم ثم ضحک ثم امر لہ بعطاء ۔ (صحیحین)

صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی طرف دیکھ کر ہنس دیئے اور اُسے دینے کا حکم صادر کیا۔

عن جبیر بن مطعم بینما ھو یسیر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقفلہ من حنین فعلقت الاعراب یسألونہ حتی اضطروہ الی سمرۃ فخطفت رداءہ فوقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعطونی ردائی لو کان لی عدد ھذہ العضاہ نعم لقسمتہ بینکم ثم لا تجدونی بخیلا ولا کذوبا ولا جبانا ۔ (بخاری)

جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوۂ حنین سے لوٹتے ہوئے میں آپ کے ساتھ تھا ایک موقع کا ذکر ہے کہ چند بدوی (حنین کا مال غنیمت) مانگتے مانگتے آپ سے لپٹ پڑے یہاں تک کہ آپ کو دھکیلتے دھکیلتے ببول کے ایک درخت تک لے گئے اور اُس کے کانٹوں میں چادر مبارک اُلجھ گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ ٹھیر گئے اور فرمانے لگے بھائیو! میری چادر تو مجھے دیدو اگر ان درختوں کی گنتی کے برابر بھی میرے پاس اونٹ ہوتے تو وہ سب ہی تم میں تقسیم کر دیتا پھر تم مجھے نہ تو بخیل ہی پاتے (کہ ہوتے ساتے تم سے دریغ رکھتا) اور نہ جھوٹا ہی (کہ وعدہ کرکے ایفا نہ کرتا) اور نہ بزدل ہی (کہ فقر و افلاس سے ڈر کر سینت سینت کر رکھتا)

عن انس قال خدمت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشر سنین فما قال لی اف ولا لم صنعت ولا الا صنعت ۔ (صحیحین)

انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری دس سال خدمت کی مگر اتنے وسیع زمانے میں کبھی آپ نے مجھے ہُوں تک نہیں کی اور نہ کبھی فرمایا کہ تُو نے فلاں کام کیوں کیا اور نہ یہ کہ فلاں کام کیوں نہیں کیا۔

عن عائشۃ قالت ما ضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا قط بیدہ ولا امرأۃ ولا خادما الا ان یجاھد فی سبیل اللہ وما نیل منہ شیء قط فینتقم من صاحبہ الا ان ینتھک شیء من محارم اللہ فینتقم للہ ۔ (بخاری)

ام المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہیں مارا نہ عورت کو نہ خادم کو مگر ہاں راہِ خدا میں جہاد کرتے تھے اور نہ کبھی ایسا اتفاق ہوا کہ کسی طرح کی کوئی تکلیف (و ایذا قول و فعل سے) آپ کو پہنچائی گئی ہو اور آپ نے اُس سے بدلہ لیا ہو مگر جب محارم الٰہی کی ہتک حرمت ہوتی تھی تو آپ اپنے نفس کے لیئے نہیں بلکہ صرف خدا کے لیئے بدلا لیتے تھے۔

اور یہ کتنی بڑی عمدہ بات ہے کہ آدمی کبھی تکالیف کے دفع کرنے پر قادر نہیں بھی ہوتا۔ مگر صبر ہمہ وقت اسی کے اختیاری بات ہے کیسا تو حکمی نسخہ ہے مگر لوگ اُس کی تاثیر زبردست سے واقف نہیں۔

حلم وتحمل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَیْسِ اِنَّ فِیْكَ لَخَصْلَتَیْنِ یُحِبُّهُمَا اللہُ وَرَسُوْلُهُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ ۔ (مسلم)

ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عبدالقیس کے سردار اشج سے فرمایا کہ تجھ میں دو خصلتیں ہیں جنھیں خدا اور رسول خدا دوست رکھتے ہیں ایک بردباری دوسرے آہستگی

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا حَلِیْمَ اِلَّا ذُوْ عَثْرَةٍ وَلَا حَكِیْمَ اِلَّا ذُوْ تَجْرِبَةٍ ۔ (ترمذی)

ابو سعید کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پورا اور کامل بردبار وہ ہے جس نے اپنے کاموں میں خود لغزشیں کھائی ہوں اور کامل دانشمند وہ ہے جسے پورا تجربہ حاصل ہوا ہو

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَةِ فَاَدْرَكَهُ اَعْرَابِیٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهٖ جَبْذَةً شَدِیْدَةً وَرَجَعَ نَبِیُّ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَحْرِ الْاَعْرَابِیِّ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِیَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهٖ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ مُرْ لِیْ مِنْ مَالِ اللہِ الَّذِیْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللہِ

انس کہتے ہیں کہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔ اور آپ موٹے کنارے کی نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے رستے میں ایک بادیہ نشین آپ سے ملا اور آپ کو نہایت شدت اور سختی سے آپ کی چادر پکڑ کے کھینچا کہ آپ بدوی کے سینے کے آگے کھچ آئے میں نے جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک کو دیکھا تو بدوی کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے اُس پر چادر کے کناروں کے نشان اُبھر آئے تھے پھر بدوی بولا کہ محمدؐ! خدا کا مال جو تمھارے پاس ہے اُس میں سے مجھے بھی دینے کا حکم کرو جناب رسول خدا

بہت بڑھا ہوا ہے۔ اب تو تم کو یقین آیا کہ آدمی کو اپنی تندرستی اور مقدار عمر میں کس قدر دخل ہے اسی قبیل کی چند مثالیں اور سنو امریکا میں مرغی کے تازہ انڈوں سے بجلی کی گرمی پہونچا کر چوزے نکلوائے جاتے ہیں۔ نباتات میں تو یہاں تک کرتے ہیں کہ پھولوں کے رنگ اُن کی پتیاں پھلوں کی مقدار یہ سب اُن کی اختیاری بات ہے پنڈت ہبنت رام ضلع کانپور میں میرے خواجہ تاش تحصیلدار تھے ایک مرتبہ بھیڑوں کی سفید اُون کی سرکار سے مانگ آئی۔ پنڈت جی نے کسی انگریزی کتاب میں دیکھ پایا تھا اور تحصیلدار تو بمشکل چار چار پانچ پانچ من چالان کرسکے پنڈت جی نے سارے ضلع کو مات کردیا۔ ہم سب تحصیلدار حیران تھے۔ بعد کو معلوم ہوا کہ پنڈت جی نے مادہ بھیڑوں کے گلے میں سفید دھجیاں بندھوا دی ہیں۔ اس تدبیر سے سفید اُون کے بچے پیدا ہوتے ہیں تتلی کے اوجھل پہاڑ اسی کو کہتے ہیں اور کل ایجادات کا یہی حال ہے مَنْ جَدَّ وَجَدَ جوئندہ یابندہ۔

ہم کو تو اصل میں اس متعارف طب سے بحث نہ تھی ضمناً اس کا مذکور آگیا مگر اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ کے معنوں میں جو شک ڈال دیا ہے اس کا رفع کرنا تو ضرور ہے۔ بات یہ ہے کہ زندگی نام ہے حرارت عزیزی کا اور زندہ آدمی کی مثال چراغ اور تیل بتی کی سی ہے۔ بتی کے ذریعے سے تیل جلتا رہتا ہے اور اسی کا نام ہے روشنی۔ اسی طرح حرارت عزیزی صرف ہوتی رہتی ہے اسی کا نام ہے زندگی چراغ کی روشنی کے لیے ہوا کا ہونا ضرور ہے مگر زیادہ ہوا میں تیل زیادہ جلے گا۔ جلد ہو چکے گا۔ اور چراغ اسی قدر جلد گل ہوجائے گا۔ آندھی کا جھونکا تیل ہوتے ساتے بھی چراغ کو بجھا دے گا آدمی کی بے اعتدالیاں۔ قوانین حفظ صحت کی خلاف ورزیاں حرارت عزیزی کے تیل کے حق میں زیادہ ہوا اور مہلک بیماریاں باد تند کا حکم رکھتی اور آدمی کو جلد یا فوراً ہلاک کردیتی ہیں اور اگر آدمی اعتدال اور قوانین حفظان صحت کی پابندی کے ساتھ زندگی بسر کرے اور حرارت عزیزی کو بے جا اور بے وقت ضائع نہ ہونے دے وہ ضرور قانون قدرت کی رو سے حرارت عزیزی کے ہو چکنے پر عمر طبعی کو پہونچ کر مرے گا آیۂ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ میں مرگ عاجل و مرگ مفاجاۃ و مرگ طبعی کسی کی کچھ صراحت نہیں اور ہر طرح موت اجل ہے بے شک مرنا تو ہے مگر تین طرح کا مرنا ہوتا ہے اور اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ الخ مرنے کی ہر ایک صورت پر صادق آتا ہے خیر اس بحث کو تو چھوڑو اور ہم کو اصل مطلب پر آنے دو ہم نے صبر پر اپنے خیالات ظاہر کرنے کے لیے قلم اٹھایا تو اخلاق کے شجرۂ نسب کی رو سے صبر فضائل غضب کے ذیل میں ہے یعنی حفظ نفس کے لیے قوت غضبی کا ہونا تو ضرور ہے۔ آدمی کو کوئی امر ناملائم پیش آتا یا کسی طرح کی جسمانی یا روحانی تکلیف پہونچتی تو وہ قوت غضبی کی تحریک سے بالطبع اس کے دور کرنے پر مجبور ہوتا ہے لیکن آدمی بعض تکلیفوں کو دور نہیں کرسکتا تو خدا نے صبر کی خصلت میں تمام تکلیفوں کے زہر کا تریاق رکھا ہے تکلیف خود تو ایذا نہیں دیتی بلکہ اس کا احساس ایذا دیا کرتا ہے۔ انگریزوں نے ایک دوا نکالی ہے کلوروفارم۔ اس کا خاصہ ہے کہ ایک مقدار خاص تک آدمی کو سنگھا دی جائے تو اس کا احساس عصبی باطل ہو جاتا ہے۔ پھر اس کا کوئی عضو بھی کاٹو اس کو خبر نہیں ہوتی میں کہتا ہوں کہ صبر بھی ایک طرح کا کلوروفارم ہے۔ اس سے تکلیف تو دور نہ ہوگی۔ مگر اس کا احساس تو یقیناً نہیں رہے گا۔ اور تکلیف کا دور ہونا اور احساس کا نہ ہونا دونوں کا نتیجہ واحد۔ مگر صبر میں نفس پر جبر کرنا پڑتا ہے۔ اور وہ بجائے خود تکلیف ہے اگر اصلی تکلیف سے کم اور مشق و مہارت سے تو جبر معلوم بھی نہیں ہوتا ؎

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہوگئیں

نہیں ۔ نامحمود ہے۔ افراطِ غضب غضب کی حالت میں اعتدال پر قائم رہنا ایسا ہی دشوار ہے جیسا ناپاک شراب کی لت لگا کر معتاد سے نہ بڑھنے دینا۔ طب کی رو سے غضب کی حالت میں خون جوش مار کر غلیظ بخارے دماغ کی طرف صعود کر کے عقل کو تیرہ و تار کر دیتے ہیں اور اسی لیئے غضب کو نوع من الجنون کہا ہے۔ اظہارِ غضب کا پہلا درجہ بد زبانی ہے اور یہی وقت غصے کی روک تھام کا ہے۔ ضبطِ غضب کے لیئے صبر کا ہونا بھی ضروری ہے ضبطِ غضب کا آسان طریقہ تغیرِ حالت ہے یعنی نفس کو کسی دوسری بات کی طرف متوجہ کرنا۔ غصے کی حالت میں عقلِ سلیم تو باقی رہتی نہیں۔ اسی لیئے غصے کا انجام اکثر ندامت ہوتی ہے کہ آدمی اپنی زیادتی سے خود پشیمان ہوتا ہے اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ غصہ بنی بنائی بات کو بگاڑ دیتا ہے۔ نرمی سے جو کام نکل سکتا ہے خشونت سے کبھی نہیں نکلتا۔ ؎

شیریں زبانی و لطف و خوشی   توانی کہ پیلے بموئے کشی

صبر عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے لغوی معنے روکنے کے ہیں قتلِ صبراً ایسے موقع پر بولا جاتا ہے کہ کسی کو باندھ جکڑ کر مار دیا جائے استعمال میں صبر کے معنے برداشت کے لیئے جاتے ہیں۔ یعنی کسی طرح کی تکلیف کو جھیلنا۔ انگیز کرنا۔ آدمی میں تین چیزیں ہیں جسم اور جان اور روح۔ جان سے مراد ہے زندگی جو جسم کے ہر ہر جزو میں سرایت کیئے ہوئے ہے روح وہ نامعلوم الحقیقت چیز ہے جس کو ہر ایک آدمی لفظ میں سے تعبیر کرتا ہے اور وہ نہ جسم ہے اور نہ جان ہے۔ بلکہ ایک تیسری چیز ہے جو سارے بدن کی جان کے نکل جانے پر جسم سے جدا ہو جاتی ہے۔ چونکہ آدمی کے جسم سے اس کے جاندار ہونے کی حیثیت سے بحث کی جاتی ہے اس لیئے آدمی کو جسم اور روح کا مجموعہ بولا جاتا ہے۔ اور لوگ جان و روح کو ایک سمجھ لیتے ہیں جسم و جان اور روح تینوں میں بھی کچھ اس طرح کا قوی تعلق ہوتا ہے کہ ایک کی تکلیف سے باقی دو بھی بے چین ہو جاتے ہیں۔ بہر کیف زندگانی میں آدمی کو دو طرح کی تکلیفیں پہنچتی ہیں جسمانی اور روحانی آدمی میں یہ عجیب بات دیکھی جاتی ہے کہ وہ باوجودیکہ اپنے نفس کی حفاظت پر مجبول ہے اور اضطراراً اپنے تئیں تکلیف سے بچاتا ہے باایں ہمہ وہی اپنی ہر ایک طرح کی تکلیف کا جسمانی ہو یا روحانی باعث بھی ہوتا ہے ؏ جان من خود کردۂ خود کردہ را ابرکس منہ * ہماری اس بات کو کہ ہم خود اپنے سر پر بلا لاتے ہیں ہر شخص آسانی کے ساتھ تسلیم نہیں کرے گا اور بے تأمل امراضِ جسمانی سے استشہاد کرے گا۔ مگر ہم جو کہتے ہیں کلام خدا کی سند پر کہتے ہیں مَآ اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ وَمَآ اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ اچھا پھر امراضِ جسمانی کے خود کردہ خود آوردہ خود خواندہ ہونے کی توجیہ۔ اس کی توجیہ ظاہر ہے تدابیرِ حفظانِ صحت کی طرف سے غفلت۔ دریا میں رہو اور تیرنا نہ سیکھو اور ڈوبو تو قصور کس کا۔ بے شک بعض امراض متوارث بھی ہوتے ہیں تو وہ نتیجے ہیں بزرگوں کی بے اعتدالیوں کے

گناہ اگرچہ نبود اختیارِ ما حافظ   تو در طریقِ ادب کوش و گو گناہِ منست

غرض زندگی ہے تو سب کو عزیز مگر عملاً تو کوئی اس کی قدر کرتا نہیں کیا اسی کو قدر کہتے ہیں کہ وقت دیکھا نہ بے وقت بھوک ہے تو اور بھوک نہیں ہے تو اناپ شناپ جو سامنے آیا کھا لیا۔ روشنی آب و ہوا کی صفائی ریاضت کی کہ ان سب کو تندرستی

؎ (اے بندے حقیقۃ الحال تو یہ ہے کہ) تجھ کو کوئی فائدہ پہنچے تو (سمجھ کہ) اللہ کی طرف سے ہے۔ اور تجھ کو کوئی نقصان پہنچے تو (سمجھ کہ) تیرے نفس کی طرف سے ہے ۱۲ - *

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ ۖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ۝ (النحل ع ۱۶ پارہ ۱۴)

(اے پیغمبر) جو کوئی خدا کے رستے سے بھٹکا تمہارا پروردگار اس کے حال سے خوب ہی واقف ہے اور (نیز) وہ اُن لوگوں کے حال سے (بھی) خوب ہی واقف ہے جو راہ راست پر ہیں (مسلمانو! دین کی بحث میں مخالفین کے ساتھ سختی بھی کرو تو ویسی ہی سختی کرو جیسی تمہارے ساتھ کی گئی ہو اور اگر لوگوں کی ایذاؤں پر صبر کرو تو بہر حال صبر کرنے والوں کے حق میں صبر بہتر ہے اور (اے پیغمبر تم مخالفوں کی ایذاؤں پر) صبر کرو اور خدا کی توفیق کے بدون تو تم صبر کر ہی نہیں سکتے اور ان (مخالفوں کے حال) پر افسوس نہ کرو اور یہ لوگ جو تمہاری مخالفت میں تدبیریں کیا کرتے ہیں اس سے تنگ دل نہ ہو۔ (کیونکہ) جو لوگ پرہیزگاری کرتے ہیں اور جو (لوگوں کے ساتھ) حسن سلوک سے پیش آتے ہیں اللہ ان کا ساتھی ہے۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝ (حم السجدہ ع ۵ پارہ ۲۴)

اور (اے پیغمبر) نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتی برائی کا دفعیہ ایسے برتاؤ سے کرو کہ وہ (دیکھنے والوں کی نظر میں) بہت ہی اچھا ہو اور اگر ایسا کرو گے تو تم دیکھ لو گے کہ تم میں اور کسی شخص میں عداوت تھی تو اب ایک دم سے گویا وہ (تمہارا) دل سوز دوست ہے اور (حسن مدارات کی توفیق) اُن ہی لوگوں کو دی جاتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور یہ اُن ہی لوگوں کو دی جاتی ہے جن کے بڑے نصیب ہیں۔

من المترجم۔ ہم نے اپنے ذہن میں اخلاق کا ایک درخت قرار دیا۔ اس کی جڑ ہے ابقائے نفس یا حفظ نفس جو چاہو سو کہو جڑ سے نکلیں جلب منفعت یا طلب اور دفع مضرت یا غضب کی دو بڑی شاخیں اور یوں اخلاق کا خیالی درخت دو شاخہ درخت بن گیا جس کو عربی میں صِنوان کہتے ہیں پھر ان دو بڑی شاخوں سے ایک شاخ مرکب پیدا ہوئی اور اب ان دو بڑی شاخوں اور اس مرکب شاخ سے اور چھوٹی شاخیں پھوٹیں چھوٹی شاخیں بعض میں سی ایک ہی شاخ کا اثر جس سے پھوٹی ہیں اور بعض جو شاخ مرکب سے پھوٹی ہیں اُن میں دونوں بڑی شاخوں کا اثر ہے یعنی افعال جو آدمی سے سرزد ہوتے ہیں۔ ان کا محرک کبھی صرف غضب ہوتا ہے اور کبھی صرف طلب اور کبھی غضب اور طلب دونوں یا دوسرے طور پر یوں سمجھو کہ غضب کبھی صرف دفع مضرت کے لیے ہوتا ہے اور کبھی ناکامی طلب کی وجہ سے ناکامی طلب پر جو غضب متفرع ہو اسی کو ہم نے شجر اخلاق کی شاخ مرکب قرار دیا ہے۔ انتظام دنیا میں ایک عجیب بات دیکھی جاتی ہے کہ ایک سبب کے دو نتیجے ضد یکدگر۔ دنیا میں جتنے فسادات ہیں سب غضب کی وجہ سے ہیں باایں ہمہ غضب نہ ہو تو دنیا میں امن بھی نہ رہے یہی تو وہ چیز ہے جس کے ڈر سے لوگ دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے پس غضب آدمی کو سپر کا کام دیتا ہے اور وہ شر یا امن ہے غضب نامحمود

إِنَّ الْغَضَبَ لَيُفْسِدُ الْإِيْمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ ۔ (مشکوٰۃ)

غصہ ایمان کو اسی طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح ایلوہ شہد کو خراب کر دیتا ہے

عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ عُرْوَةَ السَّعْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ ۔

(ابو داؤد)

عروۃ السعدی کے بیٹے عطیہ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غصہ شیطان کے بہکانے سے پیدا ہوتا ہے اور شیطان پیدا ہوا ہے آگ سے اور آگ بجھائی جاتی ہے پانی سے تو تم میں جب کسی کو غصہ آئے تو اُسے وضو کر لینا چاہیئے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصِنِيْ قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ ذٰلِكَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ (بخاری)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے فرمایا غصے کے پاس نہ جا اُس نے کئی مرتبہ یہی لفظ دوہرایا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے پیغمبر صاحب ہر مرتبہ یہی جواب دیتے رہے کہ غصے کے پاس نہ جا۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَّهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى أَنْ يُّنْفِذَهُ دَعَاهُ اللّٰهُ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ فِيْ أَيِّ الْحُوْرِ شَاءَ (ترمذی ابو داؤد)

سہیل بن معاذ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غصے کو پی جائے گا حالانکہ وہ اُس کے جاری کرنے پر قادر ہے خدا تعالیٰ اُسے قیامت کے روز تمام خلائق کے سامنے بلائے گا اور انعام پر انعام دیتا ہے گا یہاں تک کہ اُسے اختیار دے گا کہ جون سی حور چاہے لے

صبر

اُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ

(اے پیغمبر) لوگوں کو عقل کی باتوں اور اچھی اچھی نصیحتوں سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ اور اُن کے ساتھ بحث (بھی) کرو (تو) ایسے طور پر کہ وہ (لوگوں کے نزدیک) بہت ہی پسندیدہ ہو

لکن فیکون۔ تو جیسے دن میں پیدا کرنا بندوں کو آہستگی کی تعلیم ہی تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ یہ ہیں معنے (الاناۃ من اللہ کے رہ
العجلۃ من الشیطان تو شیطان کا قصہ معلوم ہے کہ خدا نے فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً شیطان جھٹ سے لگا عدول
حکم کرنے اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ اسی سے فارسی کا مقولہ لیا گیا ہے ع کہ تعجیل کار شیاطیں بود ہ

غصّے کو پی جانا

وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ع (آل عمران ۱۴ع پارہ ۴)	اور (مسلمانو!) اپنے پروردگار کی مغفرت اور جنت کی طرف لپکو جس کا پھیلاؤ (اتنا بڑا ہی جیسے زمین و آسمان کا پھیلاؤ سچی سچائی) اُن پرہیزگاروں کے لیے تیار ہے جو خوش حالی اور تنگدستی (دونوں حالتوں) میں (خدا کے نام) خرچ کرتے اور غصے کو روکتے اور (لوگوں کے قصوروں سے درگزر کرتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ) نیکی کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجَرَّعَ عَبْدٌ اَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ يَّكْظِمُهَا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۔ (مشکوٰۃ)	ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص نے غصے کے گھونٹ سے جسے وہ صرف خدا کی خوشنودی اور رضامندی کے لیے دوا کی طرح پیتا ہو بہتر و افضل کوئی چیز نہیں پی۔
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ مَنْ يَّمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ ۔ (صحیحین)	ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلوان وہ نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑ دے اصل پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس کا مالک ہو۔ ف

شیخ سعدی نے اس حدیث کا کیا ہی عمدہ اور برجستہ ترجمہ کیا ہے فرماتے ہیں۔ قطعہ

نہ مرد است آں بنزدیک خردمند — کہ با پیل دماں پیکار جوید
بے مرد آں کس است از روئے تحقیق — کہ چوں خشم آیدش باطل نگوید

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ الْاَعْمَشُ لَا اَعْلَمُہٗ اِلَّا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ التُّؤْدَۃُ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ خَیْرٌ اِلَّا فِیْ عَمَلِ الْاٰخِرَۃِ۔

(ترمذی)

مصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اعمش (راوی حدیث) نے کہا میں اس حدیث کو جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے مروی جانتا ہوں مصعب کے باپ نے کہا کہ آہستگی ہر چیز میں بہتر ہے مگر عمل آخرت میں بہتر نہیں (بلکہ جس قدر ممکن ہو جلدی کرے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَرْجِسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْتُ الْحَسَنُ وَ التُّؤْدَۃُ وَالْاِقْتِصَادُ جُزْءٌ مِّنْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّۃِ۔ (ترمذی)

سرجس کے بیٹے عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک چلنی اور آہستگی اور ہر چیز میں میانہ روی نبوت کے چوبیس حصوں میں کا ایک حصہ ہے (یعنی خصائل انبیا علیہم السلام میں کی ایک خصلت ہے)

من المترجم آہستگی کے عنوان سے ہماری مُراد ہے جلدی کی ضد۔ آہستگی ہو یا جلدی اکثر توخلقی ہوتی ہے کہ صفراوی مزاج کے آدمی جلد باز ہوتے ہیں یعنی مزاج کے دھیمے۔ مگر خلقی عادات بھی مشق و مہارت سے کم و بیش ہوتی رہتی ہیں اور اسی وجہ سے فن اخلاق میں ان سے بھی بحث کی جاتی ہے۔ آہستگی اور جلدی کے نسب کا پتہ لگانا چاہو تو وہ منتہی ہوتا ہے کبھی غضب پر اور کبھی طلب پر یعنی کبھی غصّے کی حالت میں آدمی جلدی کرتا ہے اور کبھی کسی مطلب کے حاصل کرنے میں۔ جلدی بھلے کام میں ہو یا بُرے کسی حالت میں بھی اچھی نہیں۔ بُرے کام میں جلدی کا بُرا ہونا تو ظاہر بات ہے کہ بُرا کام جلدی کرنے سے زیادہ بُرا ہو جاتا ہے بھلے کام میں بھی جلدی کرنا پسندیدہ نہیں اس لیئے کہ جلدی کرنے سے آداب و منافع فوت ہوتے ہیں۔ مثلاً نماز میں جلدی کرنا تعدیل ارکان اور ترتیل قرآن آہستگی کے بدوں کچھ بھی نہیں ہو سکتے اور یہی وجہ تھی کہ جبریل علیہ السلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لاتے پیغمبر صاحب وحی کو جبریل کے ساتھ ساتھ پڑھنے لگتے۔ خدائے تعالیٰ نے ادب تعلیم سکھا دیا کہ وحی کے یاد کرنے میں جلدی نہ کیا کرو ایسا نہ ہو وحی میں کچھ ردّ و بدل ہو جائے اور یہ جو حدیث میں آیا کہ التؤدۃ فی کل شئ خیرا الا فی عمل الاخرۃ تو اس کے یہ معنی ہیں کہ عمل میں نہیں بلکہ عمل کے اختیار کرنے میں جلدی کرو اس لیئے کہ زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں ع شاید ہمیں نفس نفس واپسیں بود

کیا بھروسا ہے زندگانی کا آدمی بلبلہ ہے پانی کا

کیا معلوم اجل مہلت دے یا نہ دے اِذَا جَآءَ اَجَلُہُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ اب ایک بات اور رہ گئی ہے اَلْاَنَاۃُ مِنَ اللّٰہِ وَالْعَجَلَۃُ مِنَ الشَّیْطَانِ تو خدا نے اس کارخانۂ عالم کو چھے دن میں پیدا کیا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ حالانکہ خدا چاہتا تو اس کے چاہنے کے ساتھ یہ کارخانہ تمام و کمال موجود ہو جاتا اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ

۵۱ آہستگی اللہ کی طرف سے ہے اور جلدی شیطان کی طرف سے ۱۲

خوش حالی کا نام ہے کلمۃ اللہ حکومت اور سلطنت کا نام نہ لو وہ تو ہم سے ایسی گئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ مگر

خدا گر بحکمت بہ بندد درے کشاید بلطف و کرم دیگرے

حکومت کے علاوہ معاش کے اور بھی ذریعے ہیں نوکری ہے تجارت ہے زراعت ہے حرفت و صناعت ہے ہم قاصر الہمت تو کسی بات میں بھی دوسری قوموں کی ہمسری نہیں کر سکتے اور اسی کا رونا ہے اپنے معاملے کو دوسروں کے معاملہ سے اپنے تموّل کو دوسروں کے تموّل سے اپنی تجارت کو دوسروں کی تجارت سے اپنی کمپنیوں کو دوسروں کی کمپنیوں سے اپنی زمینداری کو دوسروں کی زمینداری سے اپنے میلوں کو دوسروں کے میلے سے اپنے تیوہاروں کو دوسروں کے تیوہاروں سے اپنے سرکاری عہدہ داروں کو دوسروں کے سرکاری عہدہ داروں سے اپنی تعلیم کو دوسروں کی تعلیم سے یعنی جس پہلو سے چاہو اپنے کو دوسروں سے مقابلہ کر کے دیکھو تو معلوم ہو کہ ہم اسفل السافلین میں ہیں اور دوسرے اعلیٰ علیین میں۔ کیا حمیت اور غیرت اور ہمت کا یہی تقاضا ہے۔ حاشا و کلا۔

آہستگی

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل ع ۲ پارہ ۱۵)	اور آدمی جس طرح (اپنے حق میں) بہتری کی دعا مانگتا ہے اسی طرح (دلگیر ہو کر کبھی) برائی کی بھی دعا مانگنے لگتا ہے وف اور انسان بڑا جلد باز ہے۔
فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ (طٰہٰ ع ۶ پارہ ۱۶)	پس اللہ عالی شان (اور دونوں جہان کا) حقیقی بادشاہ ہے اور (اے پیغمبر) تمہاری طرف جو قرآن وحی کیا جاتا ہے) تو اس کے تمام ہونے سے پہلے قرآن کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو اور دعا کرتے رہو کہ اے میرے پروردگار مجھے اور زیادہ علم نصیب کر
عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَنَاةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ ۔ (ترمذی)	سہل بن سعد الساعدی سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاموں میں آہستگی اختیار کرنا خدا کی طرف سے ہے اور جلدی شیطان کی طرف سے

ف اپنے حق میں دعائے بد کرنے کے دو پہلو ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ آدمی کو علم غیب تو دیا نہیں گیا سا اوقات وہ ایک مطلب کو غلط فہمی سے اپنے حق میں مفید سمجھ کر خدا سے اس کی خواستگاری کرتا ہے اور حقیقت میں وہ اس کے حق میں مضر ہے مثلاً ایک لاولد خدا سے فرزند کے لئے دعا کرتا ہے اور وہ بڑا ہو کر ایسا نالائق ثابت ہو کہ خاندان کی دولت اور آبرو کو تباہ کر دے۔ دوسرا پہلو وہ ہے کہ پیغمبر صاحب کافروں کو عذاب خدا سے ڈراتے تھے اور کافر جھوٹ سمجھ کر اس کے لئے جلدی مچاتے تھے واذ قالوا اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندك فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم (انفال ع ۴ پ ۹) اور کافروں نے (عجلت سے) کہا ربنا عجل لنا قطنا قبل یوم الحساب (ص ع ۲ پ ۲۳) اور اے ہمارے پروردگار ہمارا حصہ تو ہم کو یوم حساب سے پہلے ہی دے دے ۱۲

حفظانِ صحت ۔ علم کا شوق ۔ ہر بات کی کرید ۔ باہمی اتفاق ۔ حبِ وطن ۔ راستی ۔ انصاف ۔ خوش معاملگی ۔ ایفاءِ وعدہ ۔ ہمت استقلال ۔ حرفت وصنعت ۔ ایجاد واختراع وامثالہا اور ان باتوں کی نقل کی طرف دوڑتے ہیں جو واقع میں بری ہیں یا ہمارے حق میں بری ہیں جیسے بادہ خواری ۔ عورتوں کی انتہائے بے پردگی عام طور پر مذہب کی طرف سے بے پروائی اور اسی قبیل سے اور چند باتیں۔

علوِ ہمت

لَتُبْلَوُنَّ فِیْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۟ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًی كَثِیْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (آل عمران ع ۱۹ پارہ ۴)

(مسلمانو!) تمہارے مالوں (کے نقصان) اور تمہاری جانوں (کے زیان) میں ضرور تمہاری (ایمان داری کی) آزمائش کی جائے گی اور جن لوگوں کو تم سے پہلے (آسمانی) کتاب دی جا چکی ہے (یعنی یہود ونصاریٰ) ان سے اور مشرکین (مکہ) سے تم بہت سی ایذا کی باتیں (بھی) ضرور سنو گے اور اگر صبر کئے رہو اور پرہیزگاری (کو ہاتھ سے نہ جانے دو) تو بے شک یہ (بڑی) ہمت کے کام ہیں۔

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (لقمان ع ۲ پارہ ۲۱)

(لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ) بیٹا! نماز پڑھا کر اور (لوگوں کو) اچھے کاموں (کے کرنے) کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو بپتا پڑے جھیل بے شک یہ (بڑی) ہمت کے کام ہیں۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ یَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ یُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (احقاف ع ۴ پارہ ۲۶)

تو (اے پیغمبر) جس طرح (اور) ہمت والے پیغمبروں نے (کافروں کی ایذاؤں پر) صبر کیا تم بھی صبر کرو اور ان کے لئے (عذاب کی) جلدی نہ مچاؤ جس دن (قیامت کو) دیکھ لیں گے جس کا وعدہ ان سے کیا جاتا ہے تو ان کو ایسا معلوم ہوگا گویا (دنیا میں) بہت رہے ہوں گے تو (سارے) دن میں سے ایک گھڑی بھر (لوگوں کو حکمِ خدا پہنچانا تھا سو) پہنچا دیا گیا (سو اب اس کے بعد) جو لوگ نافرمان ہوں گے وہی ہلاک ہوں گے۔

من المترجم ۔ ہمت سے ہماری مراد ہے بلند نظری ۔ عالی حوصلگی جس کی مقابل ہے ذلت وخواری یہ خصلت اگر منجر بہ کبر

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ۝ إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ (انفال ع ۲ پارہ ۹)

یہ وہ وقت تھا کہ خدا اپنی طرف سے (تم مسلمانوں کی) تسکین (خاطر) کے لیئے اونگھ کو تم پر طاری کر رہا تھا اور آسمان سے تم پر پانی برسا رہا تھا تاکہ اُس کے ذریعے سے تم کو پاک کرے۔ اور شیطانی گندگی کو تم سے دُور کر دے اور تاکہ تمھارے دلوں کی ڈھارس بندھائے اور اُسی (پانی) کے ذریعے سے (میدانِ جنگ میں تمھارے) پاؤں جمائے رکھے (اے پیغمبر یہ وہ وقت تھا کہ تمھارا پروردگار فرشتوں کو حکم دے رہا تھا کہ ہم تمھارے ساتھ ہیں تو تم مسلمانوں کو جمائے رکھو ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈال دیں گے (اچھا تو لگے) ان کافروں کی گردنوں پر اور لگے ان کی پور پور پر ف۱

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ۝ (محمد ع ۱ پارہ ۲۶)

مسلمانو اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے تو وہ تمھاری مدد کرے گا اور (دشمنوں کے مقابلے میں) تمھارے پاؤں جمائے رکھے گا اور جو لوگ (دینِ حق سے) منکر ہیں اُن کے پاؤں اکھڑ جائیں گے ف۲ اور اُن کا سارا کیا دھرا خدا اکارت کر دے گا۔

ف۱ اِن آیتوں میں جنگِ بدر کی طرف اشارہ ہے اُس کا مختصر حال یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کفارِ مکہ کی ایذا دہی سے عاجز آ کر مدینے تشریف لے آئے تھے اور مسلمانوں میں سے بھی جس جس کو موقع ملتا تھا مدینے چلا آتا تھا لیکن کفارِ مکہ اس پر بھی مسلمانوں کو چین سے بیٹھنے نہیں دیتے تھے اور لڑائی کی بنیاد پڑ گئی تھی اتنے میں پیغمبر صاحب کو معلوم ہوا کہ کفارِ قریش کا قافلہ شام سے مالِ تجارت لے کر مکے کو جا رہا ہے پیغمبر صاحب نے سوچا کہ آئندہ کے تحفظ کے لیئے مسلمانوں کی فوجی قوت اور اُن کی جرأت دکھانے کا اچھا موقع ہے آپ قافلہ پر حملہ کرنے کے ارادے سے مسلمانوں کو لے کر نکلے اُدھر اہلِ مکہ کو اپنے قافلے کی اور مسلمانوں کی ارادے کی خبر لگی تو ابوجہل بڑا لشکر جمع کر کے قافلے کی مدد کو چلا قافلے والوں نے دریا کنارے کا رستہ اختیار کیا اور مسلمانوں کی زد سے بچ گئے مگر ابوجہل مقامِ بدر تک چڑھا چلا آیا تو مسلمانوں میں اختلاف ہوا بعض نے کہا ہم قافلے پر حملہ کرنے کی غرض سے آئے تھے اُن ہی کا تعاقب کرنا چاہیئے اور پیغمبر صاحب کو یہ منظور ہوا کہ دشمن چھاتی پر چڑھا چلا آ رہا ہے اُس کا روکنا ضرور ہے آخر پیغمبر صاحب کے سمجھانے بجھانے سے ابوجہل کے ساتھ لڑائی ٹھن گئی و باوجودیکہ مسلمان تھوڑے اور بے سامان تھے خدا نے اُن کو کافروں پر فتح بھی دی اب ایک بات اُونگھ اور مینہ کا مذکور ہے سو رفعِ اضطراب کے لیئے ایسا اتفاق ہوا کہ مسلمان لگے اُونگھنے اور بعض ایسی غفلت کی نیند سوئے کہ خواب دیکھے اگلے دن برسا مینہ جس کی ملکِ عرب میں ہمیشہ سخت ضرورت رہتی ہے اور خاص کر اس موقع پر کہ ابوجہل نے بدر کے تالاب پر پہلے سے قبضہ کر لیا تھا اگر پانی نہ برستا تو مسلمان پیاس کی برداشت نہ کر سکتے اب جو خدا نے پانی برسا دیا تو نہا دھو کر تازہ دم ہو گئے اور پانی کی طرف سے بے فکر کافروں سے لڑے تو اُن کو مار ہٹایا ۱۲

ف۲ لغت میں تعس کے کئی معنی لکھے ہیں از انجملہ دو مناسبِ مقام ہیں ایک وہ جو ہم نے ترجمہ میں اختیار کیئے ہیں اور دوسرے یہ کہ وہ ہلاک ہوں گے اور یہ تہس نہس جو اردو میں بولا جاتا ہے عجب نہیں کہ تہس یہی تعس ہو ۱۲

النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ * (صحیحین)

آپ کے پہلو میں کھڑا ہوتا تھا۔

من المترجم - جس طرح احکام زکوٰۃ مفلس سے جو مالکِ نصاب نہ ہو اور احکامِ حج نا مستطیع سے متعلق نہیں اسی طرح احکام جہاد مسلمانانِ ہند سے متعلق نہیں اس لیئے کہ جہاد نام ہے مذہبی لڑائی کا اور مذہبی لڑائی نام ہے اس کا کہ دوسرے مذہب والے ہم کو ترکِ اسلام پر مجبور کریں یعنی نماز - روزے - حج - زکوٰۃ سے کہ یہی اسلام کے ارکان ہیں ظلماً منع کریں - رہی توحید وہ تو عقیدے کی بات ہے اس کو تو کوئی منع کر ہی نہیں سکتا سو اس قسم کی مجبوری تو مسلمانانِ ہند کو انگریزی عملداری میں نہ پیش آئی اور نہ پیش آئے کسی کی مذہبی آزادی سے تعرض کرنا - ان کے اصولِ حکمرانی میں داخل ہے اور یہ اس کے خلاف کر نہیں سکتے اور ان کے اصولِ سلطنت ہی ان کی سلطنت کے ثبات کی دلیل ہیں اور یہ اس کو خوب سمجھے ہوئے ہیں - پھر نری مجبوری بھی جوازِ جہاد کے لیئے کافی نہیں بلکہ قوتِ مقاومت کا ہونا بھی ضرور ہے اور یہ نہیں تو صورتِ حال اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ میں داخل ہے بہرکیف مسلمانانِ ہند کو انگریزی عملداری میں نہ مجبوری ہے اور نہ قوتِ مقاومت یعنی احکام جہاد مسلمانانِ ہند سے متعلق نہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم حقوق و فرائض کو جمع کرنے بیٹھے اور جہاد کا باب تک قائم نہیں کیا کہ کہیں عوام کالانعام کے حق میں شور و بستان یاد دہانیدن نہ ہو جائے - عنوان شجاعت کے تحت میں جو آیتیں اور حدیثیں نقل کی گئی ہیں ظاہرا جہاد کے احکام معلوم ہوتے ہیں مگر ہماری غرض صرف اسی قدر ہے کہ شجاعت کے استعمال کا محل ایک تحفظ مذہب بھی ہے اور وہ داخل تحفظ النفس ہے حدیثوں سے ہمارا مقصود اصلی یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے پیغمبر صاحب کی نسبت اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ فرمایا ہے اور شجاعت بھی اخلاقِ فاضلہ میں سے ہے اور پیغمبر صاحب اس صفت سے علیٰ وجہ الکمال متصف تھے یعنی انسان کامل واکمل تھے *

ثبات اور استقلال و استقامت

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِہٖ قَالُوْا رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ○ (البقرہ ع ۳۳ پارہ ۲)

اور (طالوت کے ہمراہی) جب جالوت اور اس کی فوجوں کے مقابلے میں آئے تو دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر صبر (کی پکھالیں) انڈیل دے اور (معرکہ جنگ میں) ہمارے پاؤں جمائے رکھ اور کافروں کی جماعت پر ہم کو فتح دے *

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۞ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۞ (انفال ع ۶ پارہ ۱۰)

مسلمانو! جب کافروں کی کسی فوج سے تمہاری مٹھ بھیڑ ہو جایا کرے تو ثابت قدم رہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تاکہ (آخر کار) تم فلاح پاؤ اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو کہ (آپس میں جھگڑا کرنے سے) تم ہمت ہار دو گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور (لڑائی کی تکلیفوں پر) صبر کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔

فقالوا لبیک یا لبیک قال فاقتتلوا و
الکفار والدعوۃ فی الانصار یقولون یا
معشر الانصار یا معشر الانصار ثم قصرت
الدعوۃ علی بنی الحارث بن الخزرج فنظر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو علی
بغلتہ کالمتطاول علیہا الی قتالہم فقال
ھذا حین حمی الوطیس ثم اخذ حصیات
فرمی بہن وجوہ الکفار ثم قال انہزموا
ورب محمد فواللہ ما ھو الا ان رماھم
بحصیاتہ فما زلت اری حدھم کلیلا وامرھم مدبرا

اور (اظہار خدمت اور امتثال امر کے لئے) لبیک لبیک کے نعرے
بلند کئے۔ عباسؓ کہتے ہیں پھر تو مسلمان کافروں سے خوب جی
کھول کر لڑے اور انصار کو پکارتے وقت غازی لوگ کہہ رہے
تھے کہ اے گروہ انصار اے گروہ انصار (مدد کرو) پھر پکارنے اور ندا
کرنے کا محور حارث بن الخزرج کی اولاد پر ہوا۔ اس کے بعد جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خچر پر چڑھے چڑھے صحابہ
کے لڑنے اور دشمنوں سے جنگ کرنے کو اس طرح دیکھا جیسے
کوئی گردن اٹھا اٹھا کر کسی شوق کی چیز کو دیکھتا ہے اور فرمایا کہ یہ
لڑائی کے گرم ہونے کا وقت ہے پھر آپ نے چند کنکریاں لے کر
کفار کے مونہ کی طرف پھینکیں اور فرمایا محمد کے پروردگار کی قسم
کافروں نے اب شکست کھائی (عباسؓ کہتے ہیں) خدا کی قسم
کفار کو شکست صرف پیغمبر صاحب کے کنکریوں کے پھینکنے
کی وجہ سے ہوئی تو میں ہمیشہ دیکھتا رہا کہ اُن کی ساری تیزی
کند اور سب کام تباہ و برباد ہوا چلا جا رہا ہے۔ ف

عن البراء قال کنا واللہ اذا احمر الباس نتقی
بہ وان الشجاع منا الذی یحاذی بہ یعنی

براءؓ کہتے ہیں کہ جب لڑائی خونریز یعنی سخت و تند ہوا کرتی تھی
تو ہم پیغمبر صاحب کی پناہ ڈھونڈتے تھے اور ہم میں بڑا دلیر وہی
شخص ہوتا تھا جو جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل یعنی

ف جنگ حنین کی مزید تفصیل یہ ہے حنین ایک جگہ کا نام ہے جو مکے اور طائف کے بیچ میں واقع ہے فتح مکہ کے بعد تقریباً دو ہفتے تک جناب
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے میں مقام کیا اسی اثنا میں آپ کو خبر لگی کہ ہوازن اور ثقیف کے چار ہزار آدمی حنین میں لڑائی کے
لیے جمع ہیں آپ بارہ ہزار مسلمان مہاجرین و انصار اور دو ہزار مکے کے نو مسلمے کر اُن پر چڑھ گئے لشکر کو ایک پہاڑی گھاٹی میں سے گزرنا تھا اور تنگی راہ کی وجہ سے
تھوڑے تھوڑے آدمی گھاٹی میں گزر سکتے تھے اور قوم ہوازن کے لوگ گھاٹی کے قریب مسلمانوں کی گھات میں لگے تھے موقع پا کر ان پر ٹوٹ پڑے مسلمانوں
کے پاؤں اکھڑ گئے اور مکے سے چلتے وقت بعض مسلمانوں کو بڑا غرہ تھا کہ اب تو ہم اتنے سارے ہیں کافروں پر ضرور فتح پالیں گے اور یہ غرہ تھا
توکل کے خلاف شکست سے مسلمانوں کی تادیب کر دی گئی حنین میں گو اول بار شکست ہوئی یہاں تک کہ لوگ پیغمبر صاحب کو اکیلا چھوڑ کر
بھاگ کھڑے ہوئے مگر حضرت عباسؓ پیغمبر صاحب کے ساتھ تھے اور وہ آدمی تھے بلند آواز انھوں نے للکارا تو مسلمان پھر سمٹ آئے اور لڑائی ماری
چھ ہزار لونڈی غلام چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار بکریاں لوٹ میں مسلمانوں کے ہاتھ لگیں تھوڑے روز کے بعد ہوازن قبیلے کے لوگ اسلام
لائے اور پیغمبر صاحب سے اپنا مال واپس مانگا پیغمبر صاحب نے اُن کی اہل و عیال کو تو واپس کر دیا لیکن مال غنیمت مسلمانوں

فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ وَفِيْ عُنُقِهِ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُهٗ بَحْرًا + (صحیحین)

ایک رات کا ذکر ہے کہ مدینے کے باشندے گھبرا اُٹھے (جیسے کوئی دشمن چڑھ آتا یا ڈاکا پڑتا ہے) تو کچھ لوگ اُس آواز کی طرف دوڑے (تھوڑی دور چلے ہوں گے کہ) جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُدھر سے آتے ہوئے ملے کیونکہ آپ تنہا سب سے پیشتر اُس آواز کی طرف تشریف لے گئے تھے اور آپ (تسلی کے لہجے میں) فرما رہے تھے کہ ڈرو مت گھبراؤ مت اور آپ ابو طلحہ کے برہنہ پشت گھوڑے پر سوار تھے (یعنی اُس کی پیٹھ پر زین نہ تھا) اور آپ کی گردن مبارک میں تلوار لٹکی ہوئی تھی آپ فرما رہے تھے کہ میں نے اس گھوڑے کو فراخ روی میں دریا جیسا پایا۔

عَنْ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُوْنَ وَالْكُفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِيْنَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكُضُ بَغْلَتَهٗ قِبَلَ الْكُفَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكُفُّهَا اِرَادَةَ اَنْ لَّا تُسْرِعَ وَاَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِرِكَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْ عَبَّاسُ نَادِ اَصْحَابَ السَّمُرَةِ فَقَالَ عَبَّاسٌ وَكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ بِاَعْلٰى صَوْتِيْ اَيْنَ اَصْحَابُ السَّمُرَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَاَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا صَوْتِيْ عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلٰى اَوْلَادِهَا

حضرت عباس (پیغمبر صاحب کے چچا) کہتے ہیں کہ میں معرکۂ حنین میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا جب مسلمانوں اور کافروں کی مٹھ بھیڑ ہوئی تو مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے پیٹھ دکھا کر) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خچر کو کافروں کی طرف (بڑھنے کے لیے) ایڑ دینی شروع کی [1] اور میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے اُسے (آگے بڑھنے سے) روک رہا تھا کیونکہ میری خواہش یہ تھی کہ خچر جلدی اور تیزی نہ کرے ادھر ابو سفیان بن الحارث (پیغمبر صاحب کے چچا زاد بھائی جو شجاعانِ عرب میں سے تھے) پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب پکڑے ہوئے تھے (تاکہ آپ کفار پر تنہا حملہ آور نہ ہوں) پس جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عباس! اصحاب سمرہ کو (جنھوں نے درخت ببول کے نیچے حدیبیہ کے سفر میں بیعت کی تھی) آواز دو عباس جو بڑے جہیر الصوت آدمی تھے کہتے ہیں کہ میں نے بلند آواز سے کہا۔ اصحاب سمرہ کہاں ہیں؟ عباس کا بیان ہے بخدا جس وقت انھوں نے میری یہ آواز سنی اس قدر جلد اور نیز شوق و محبت کے ساتھ لوٹے جیسے گائے اپنے بچوں کی طرف لوٹتی ہے۔

[1] یہیں سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کمالِ شجاعت کا ثبوت ملتا ہے کہ ایسی بلا چلی کے وقت آپ نے تنہا دشمنوں پر حملہ کر دیا تھا۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ○ (آل عمران ع ۱۵ پارہ ۴)

اور بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے اللہ والے لوگ (دشمنوں سے) لڑے تو جو مصیبت ان کو اللہ کے رستے میں پہنچی اس کی وجہ سے نہ تو انھوں نے ہمت ہاری اور نہ بودا پن کیا اور نہ (دشمنوں کے آگے) عاجزی کا اظہار کیا) اور اللہ مصیبت میں ثابت قدم رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ج وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ (النساء ع ۱۵ پارہ ۴)

اور (مسلمانو!) لوگوں (یعنی دشمنوں) کے پیچھا کرنے میں ہمت نہ ہارو اگر (لڑائی میں) تم کو تکلیف پہنچتی ہے تو جیسی تم کو تکلیف پہنچتی ہے ان کو بھی پہنچتی ہے اور (تمھاری جیت یہ ہے کہ) تم کو خدا سے وہ وہ امیدیں ہیں جو ان کو نہیں اور اللہ (سب کے حال) جانتا اور (تدبیر جنگ کو) خوب سمجھتا ہے۔

عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ نَثَلَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ كِنَانَتَهٗ فَقَالَ ارْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ. (صحیحین)

ابن مسیب کہتے ہیں میں نے سعد بن ابی وقاص کو کہتے سنا کہ احد کے روز پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے اپنا تیردان خالی کر کے (یعنی ترکش سے تیر الٹ کر) فرمایا کہ (دشمنوں پر) تیر پھینک میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ اَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْنَاهُ اُخْرُجْ اِلَيْهِمْ قَالَ فَاِلٰى اَيْنَ قَالَ هٰهُنَا وَاَشَارَ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ

ام المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنگ خندق سے لوٹے اور ہتھیار بدن مبارک سے اتار کر رکھے اور غسل کیا تو جبریل علیہ السلام آ کر کہنے لگے کہ آپ نے تو ہتیار اتار دیے اور ہم نے بخدا اب تک ہتیار نہیں اتارے آپ ان پر جلد چڑھائی کیجیے پیغمبر صاحب نے فرمایا کدھر کو جبریل نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ادھر تشریف لے جائیے چنانچہ آپ نے بنی قریظہ پر چڑھائی کی۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ

انس کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (صورت و سیرت میں سب) لوگوں سے زیادہ اچھے (سب) لوگوں سے بڑھ کر سخی اور (سب) لوگوں سے زیادہ شجاع و دلیر تھے۔

شجاعت

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ○ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۖ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ۗ كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ○ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ۖ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ○ بقرہ ع ۲۴ پارہ ۲

اور (مسلمانو!) جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اللہ کے رستے (یعنی دین کی حمایت میں) اُن سے لڑو اور زیادتی نہ کرنا اللہ (کسی طرح) زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور (جو لوگ تم سے لڑتے ہیں) اُن کو جہاں پاؤ قتل کرو اور جہاں سے اُنھوں نے تم کو نکالا ہے (یعنی مکے سے تم بھی اُن کو وہاں سے) نکال باہر کرو اور فساد (کا برپا رہنا) خونریزی سے بھی بڑھکر ہے اور جب تک کافر ادب (اور حرمت) والی مسجد (یعنی خانہ کعبہ) کے پاس تم سے نہ لڑیں تم بھی اُس جگہ اُن سے نہ لڑو لیکن اگر وہ لوگ تم سے لڑیں تو تم بھی اُن کو بے تامل قتل کرو ایسے کافروں کی یہی سزا ہے پھر اگر باز آئیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور وہاں تک اُن سے لڑو کہ (ملک میں) فساد (باقی) نہ رہے اور (ایک) خدا کا حکم چلے پھر اگر (فساد سے) باز آجائیں تو اُن پر کسی طرح کی زیادتی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ زیادتی (تو ظالموں) کے سوا کسی پر (جائز ہی) نہیں ٭

أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا ۖ قَالُوا وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا ۖ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ○ (بقرہ ع ۳۲ پارہ ۲)

(اے پیغمبر) کیا تم نے بنی اسرائیل کے سرداروں (کی حالت) پر نظر نہیں کی کہ ایک زمانے میں اُنھوں نے موسیٰ کے بعد اپنے وقت کے پیغمبر (سموئیل) سے درخواست کی تھی کہ ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کیجیے کہ ہم (اُس کے سہارے سے) اللہ کی راہ میں جہاد کریں (پیغمبر نے) کہا اگر تم پر جہاد فرض کیا جائے تو تم سے کچھ بعید نہیں کہ تم نہ لڑو۔ بولے کہ ہم اپنے گھروں اور اپنے بال بچوں سے تو نکالے جا چکے تو ہمارے لیے اب کون سا عذر ہے کہ خدا کی راہ میں نہ لڑیں پھر جب اُن پر جہاد فرض کیا گیا تو اُن میں سے معدودے چند کے سوا باقی سب پھر بیٹھے اور اللہ نافرمانوں کو خوب جانتا ہے ف۱

ف۱ حضرت موسیٰ کے بعد چند روز بنی اسرائیل کی حالت اچھی رہی کہ وہ ملک کنعان میں فتوحات کرتے چلے جاتے تھے مگر چونکہ ایک وضع پر قائم نہیں رہتے تھے قدیمی شرارتیں پھر شروع کیں خدا نے دشمنوں کو اُن پر غلبہ دیا اور اُنکے مخالف جالوت بادشاہ نے اُن کو بہت دق کیا اسوقت سموئیل پیغمبر تھے بنی اسرائیل نے اُن کی طرف رجوع کیا باقی قصہ قرآن میں مذکور ہے ۔۱۲

اگر دیا سلائی سے تشبیہ دی جائے تو شاید بہت موزوں تشبیہ ہوگی۔ دیا سلائی میں بریں نسبت کہ ایک سریع الالتہاب چیز ہے اس میں بھڑک اٹھنے کی صلاحیت ہے مگر جب تک اسکو رگڑا نہ جائے۔ رکھے رکھے نہیں جلتی یہی حال غصے کا ہے کہ اس کے لیے بھی محرک ضرور ہے۔ غصے کا محرک ہے مغضوب علیہ کا غصہ کرنے والے کے کسی حق میں خلل انداز ہونا جس کا دوسرا نام ہے۔ تنازع جھگڑا۔ کشمکش مشہور تو یہ ہے کہ زر۔ زمین۔ زن تین چیزیں فساد کی جڑ ہیں ایک حد تک یہ تقسیم ٹھیک ہے مگر جامع نہیں جامع بات تو وہی ہے جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ تحفظ نفس میں تمام حالتوں کا تحفظ داخل ہے جن کا ہونا عافیت و اطمینان کے لیے ضرور ہے یہ سچ ہے کہ اکثر خرخشے زر۔ زمین۔ زن سے پیدا ہوتے ہیں مگر عموماً یہ خرخشے شخصی خرخشے ہوتے ہیں۔ ہم ایک ایسی نزاع کا نشان دیتے ہیں جو شخصوں سے متجاوز ہو کر قوموں میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ یہ نزاع ہے تو پرانی مگر آزادی رائے کا کھاد پاکر ہمارے وقتوں میں یہ زہریلا درخت بڑا زور پکڑتا چلا رہا ہے اس نزاع سے ہماری مراد ہے اختلاف عقائد۔ ہر مذہب بجائے خود مدعی ہے کہ وہ دنیا میں امن و اتحاد قائم کرنے کے لیے ہے۔ مگر تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ دنیا میں شروع سے اب تک جس قدر خونریزی ہوئی ہے۔ اس میں سے آدھے سے زیادہ مذہب کی وجہ سے ہوئی ہے۔ دنیا کے بادشاہ بھی اصل میں تو ملک گیری کے لیے لڑتے ہیں مگر ان کی توپوں میں گولے مذہب ہی کے ہوتے ہیں مسلمان ناحق جہاد کے لیے بدنام ہیں۔ ہم تو کسی قوم کسی مذہب کو نہیں دیکھتے جو دنیا کی لڑائیوں میں دین کی آڑ نہ پکڑتا ہو۔ اس گندگی کو کریدا اور دشمنی کی وبا پھیلی۔ ہمارا روئے سخن تو صرف مسلمان بھائیوں کی طرف ہے کہ مذہبی تپ سے تو کوئی فرد بشر محفوظ نہیں۔ مگر کسی کی تپ موسمی تپ ہے کسی کی چوتھیا ہے تو ان کی محرق اور دق کے آخری درجے میں ہے بحقیر انکو سمجھاتے ہیں کہ قرآن میں لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ اور لَسْتَ عَلَیْہِمْ بِمُسَیْطِرٍ پڑھتے ہو اس پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ ع

رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو — تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

تو ایک نہیں سنتے ع

کان ربک لخلق لخشیۃ — سواھم من جمیع الناس انسانا

قطعہ

شنیدم کہ مردان راہ خدا — دل دشمنان ہم نکردند تنگ
ترا کے میسر شود این مقام — کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

نزاع مذہبی کے بند کرنے کی سب سے بہتر تدبیر ہمارے نزدیک آسان اور مولویان مغلوب الغیظ۔ ترفع پسند۔ طالب شہرت کے لیے مشکل نہیں بلکہ محال یہ ہے کہ مخالف کی بات سنو ہی مت اس کی تحریر کو دیکھو ہی مت۔ تم جواب دیتے ہو کہ وہ چپ ہو جائے حالانکہ جواب سے وہ الٹا اور بھبکتا ہے۔ ہمارے ایک ہندو ہمسایہ نے ایک کتا پال رکھا ہے اور اس کا گھر گلی کے سرے پر ہے کتے کے ڈر سے کوئی فقیر گلی کے اندر نہیں آتا مگر ایک بوڑھا فقیر کہ وہ بے تحاشا حسب معمول ڈرا نا چلا آتا ہے۔ اور عجب یہ ہے کہ کتا بھی اس پر نہیں بھونکتا میں نے ایک دن اس فقیر سے سبب پوچھا تو کہنے لگا بابا آجکل کے فقیر عطائی فقیر ہیں بھیک مانگنی کیا جانیں کتے کو ڈراتے دھمکاتے ہیں وہ ان پر پل پل کرتا ہے۔

یا تفریط کے درجے پر پونہچنے کے سبب سے فضیلۃ ہونے کے عوض رذیلۃ ہوگیا ہے۔ مثلاً غضب ایک قوۃ ہے جسے ہم نے وسطِ صفحہ میں ذرا جلی کرکے لکھا ہے اس کے دائیں طرف شجاعۃ۔ ثبات واستقلال۔ علوِ ہمت وغیرہ کو کہ یہی غضب کے فضائل ہیں رکھا اور بائیں طرف عداوت وبغض۔ تعصب۔ کینہ وغیرہ کو کہ یہی غضب کے رذائل ہیں جگہ دی اور بیچ میں ایک جدول کھینچکر بتادیا کہ یہ اخلاق افراط کے درجے پر پونہچنے کی وجہ سے رذائل ہوگئے ہیں اور وہ تفریط کے درجے پر پونہچنے کے سبب سے۔ غرض کہ تینوں قوتوں کے مشہور فضائل ورذائل اسی ترتیب سے جمع کرکے فروع واصول کی باہمی نسبت کو نمایاں طور پر دکھا دیا ہے اور مزید بصیرت کے لیئے آخر میں ان سب باتوں کو ایک شاخ دار درخت کی صورۃ میں ظاہر کردیا ہے +

حفظِ نفس

ادراک[1]

فضائل	رذائل — افراط	رذائل — تفریط
حکمت	گربزی (بسیار دانی)	ابلہی
تفکر	اسرارِ الٰہی میں انہماک	حماقت
تذکر	انبیاء اور ملائکہ کو کامل القدرۃ خیال کرنا وغیرہ	تزلزلِ رائے
رائے صائب		صفاتِ خداوندی کی نفی
فراستِ صادقہ		انبیاء اور ملائکہ کو اپنے جیسا
جودت		معلل بالاغراض سمجھنا
عصمۃ		بدباطنی
ایمان باللہ		غفلۃ وگمراہی
ایمان بالانبیاء		
ایمان بالمعاد		
ایمان بالملائکہ		
ایمان بالکتب		
انقیادِ اوامر ونواہی وغیرہ		

[1] چونکہ اس قوت کے اکثر فضائل ورذائل معتقدات سے تعلق رکھتے ہیں اور معتقدات کا تفصیلی بیان ہمارے الحقوق کے حصۂ اول اعمالِ قلبی کے عنوان میں گزر چکا۔ اسی لیئے ہم نے اسکے متعلق اخلاق میں کچھ نہیں لکھا معتقدات کو دیکھنا ہو تو اعمالِ قلبی کا سارا حصہ پڑھ ڈالو۔ ۱۲

اتنے مرحلے طے کرنے کے بعد اشاعتِ کتاب پر جرأت کرتا ہے اور پھر بھی مَنْ صَنَّفَ فَقَدِ اسْتَهْدَفَ اعتراضات
کا انعامِ عاجل پاتا ہے ہم کس مونھ سے دادِ تحسین کی توقع کر سکتے ہیں کہ ہم سے اس کتاب کے جمع کرنے میں مارے
جلدی کے معمولی اور سرسری احتیاط بھی کرتے نہیں بن پڑی کسی نے کہیں بھی سنا ہے کہ تصنیف یا تالیف کے
ساتھ ساتھ کتاب چھپتی جائے۔ اور اس کتاب کے ساتھ ہم نے یہی سلوک کیا ہے اور کر رہے ہیں قلم اٹھانے سے پہلے اتنا
تو ضرور سوچ لیا تھا کہ قرآن سے حقوق و فرائض چھانٹ لیے اور ہر ایک کے متعلق آیتیں اور حدیثیں جمع کر لیں
حقوق العباد کے ختم کرنے تک ہم اتنے ہی میں خوش تھے کہ تالیف کا حق ادا کر دیا پھر دفعۃً اخلاق و آداب کا خیال
آیا۔ خیال کا آنا تھا کہ سناٹا سا گزر گیا۔ اور سناٹا گزرنے کی بات تھی۔ کیونکہ اخلاقی اور آدابی مضامین ایک اعتبار
سے حقوق و فرائض سے بڑھ کر ضروری ہیں بدو وجہ۔ اول یہ کہ حقوق و فرائض اور اخلاق و آداب میں وہی نسبت
ہے جو نماز فرض اور سنن اور نوافل میں ہے جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں جس طرح سنن اور نوافل سے نماز فرض کے نقصانات
کی تلافی ہوتی ہے۔ اور اس اعتبار سے سنن و نوافل تتمہ ہیں نماز فرض کا اسی طرح اخلاق و آداب تتمہ ہیں
حقوق و فرائض کا اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ دوسرے حقوق و فرائض میں سے حقوق اللہ اور
فرائض اللہ میں تو بین الشرائع اختلاف بھی ہے لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ۔ اخلاق و آداب کے احکام
قریب قریب تمام شریعتوں کے مجمع علیہ ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ پس اگر ہم اخلاق و آداب سے سکوت کریں تو
ہم کو صفحہ عنوان پر اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کے لکھنے کا کوئی حق نہیں پس طبیعت کیسی ہی منضجر کیوں نہ ہو۔
اخلاق و آداب کو داخل کتاب کرنا تو ضرور ہے۔ اخلاق و آداب کا خیال آنے پر چند لمحے کے لیے ہم کو اس سے
تسکین سی ہوتی تھی کہ جس طرح چھپا چھپ حقوق و فرائض قرآن و حدیث سے چھانٹ لیے ہیں۔ بزرگانِ دین
اخلاق و آداب میں بڑی بڑی مجلدات لکھ گئے ہیں تاکہ اخلاق کی کتابوں کی ورق گردانی کرنی پڑے گی۔ مگر
افسوس ہے کہ یہ تسکین دیرپا نہ نکلی۔ کتابوں کو دیکھا تو فتاوے ہیں جامع مگر علمی حیثیت سے مباحث کی تنقیح
نہیں۔ الفاظِ مترادف یا متقارب المعنی کو جمع کر دیا ہے۔ جن سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ ہر ایک لفظ کا مدلول ایک خلق
جداگانہ ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ دوسرا نقص یہ ہے کہ فروع و اصول کی باہمی نسبت نہیں دکھائی غرض مطالب
میں علمی شان نہیں۔ اس کے لیے ہم کو بہت غور و خوض کرنا ہے +

اب ہم ذیل میں ہر قوۃ کا ایک نقشہ دیتے ہیں جس سے اخلاق کا شجرہ اور ہر ایک خلق کی افراط تفریط کا حال
معلوم ہوگا کہ کوئی خلق ہو افراط تفریط کے درجوں پر پہنچ کر فضیلۃ ہونے کے عوض رذیلۃ ہو جاتا ہے نقشے
کے بعد ہم ہر ایک خلق کے متعلق لکھیں گے جو خدا کو ہم سے لکھوانا منظور ہوگا +

نقشے میں ہم نے یہ کیا ہے کہ ہر قوۃ کا نام وسطِ صفحہ میں لکھ کر اس کے دائیں پہلو میں اس قوۃ کے فضائل اور
بائیں پہلو میں رذائل درج کیے۔ رذائل کے تحت میں افراط و تفریط کی دو قدمیں قائم کیں اور ہر ایک رذیلۃ کو اس کی
مد کے نیچے جگہ دی تاکہ پڑھنے والا فوراً معلوم کر لے کہ فلاں اخلاق فلاں اصل کی فروع ہیں اور فلاں خلق افراط

[illegible]

کتاب الاخلاق

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منطق کے ضلع میں بات چیت کرو تو حقوق اور فرائض میں مقولہ اضافی کی نسبت ہے اس کی توضیح یہ ہے کہ مثلاً زید باپ اور خالد بیٹے ہیں جو تعلق ہے اُس کو زید کی طرف نسبت کر کے اُبوّۃ اور زید کو باپ اور خالد کی طرف نسبت کر کے بُنوّۃ اور خالد کو بیٹا کہتے ہیں۔ غرض ایک تعلّق کے دو نام بولے جاتے ہیں یہی حالِ حقوق اور فرائض کا ہے جو ایک کا حق ہے وہی دوسرے کا فرض ہے۔ اب تک ہم حقوق حقوق پکارتے رہے فرائض کا نام نہیں لیا اس لئے کہ حقوق کے متعلق جو آیت یا حدیث نقل کی یا اپنی طرف سے کچھ لکھا اُس میں فرائض کی بھی تصریح ہوتی گئی۔ خیر تو ہم نے حقوق کی دو قسمیں کیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ حقوق اللہ میں جہاں ہم نے مثلاً فریضۂ نماز کا ذکر کیا ہے اُسی کے ساتھ سنن و نوافل کا بھی۔ اس لئے کہ نماز ہونے میں فرض اور سنت اور نفل سب برابر۔ فرق اگر ہے تو صرف تاکید کا ہے کہ تاکید کے اعتبار سے اول درجے میں نمازِ فرض اُس سے اُتر کر سنت اُس سے اُتر کر نفل۔ کہ پڑھو تو ثواب نہ پڑھو تو گناہ نہیں۔ بعینہٖ یہی حال حقوق العباد کا ہے کہ جو فرائض حقوق اللہ کے ضمن میں لکھے گئے ہیں فرائض ہیں اِن سے اُتر کر اخلاق ان سے اُتر کر آداب۔ یوں حقوق العباد کی تین قسمیں ہو گئیں۔ اخلاق حقوق العباد کی دوسری قسم۔ اس کے بعد ان شاء اللہ آداب کی تیسری قسم۔ اصلِ وضع کے اعتبار سے تو آدمی کا ہر ایک فعل مدلولِ اخلاق ہے مگر استعمال میں عجز۔ مسکنت۔ تواضع۔ انکسار۔ خوش مزاجی۔ نرمی۔ حلم وامثالہا پر اخلاق کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ چیزیں اخلاق کا ایک شعبہ ہیں۔ مگر ہم حقوق اللہ کے مقابلے کے فرائض اور آداب کو نکال کر آدمی کے باقی تمام افعال سے بحث کریں گے جس طرح لوگوں کے شجرۂ انساب میں اصول و فروع ہوتے ہیں یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا[1]۔ اسی طرح جن بزرگوں نے علمِ اخلاق پر کتابیں لکھی ہیں ملتے جلتے افعال کو ایک اصل کی فرع قرار دے کر افعالِ انسانی کی تین قسمیں کی ہیں تین کا ماخذ تین قوتیں ہیں فطری جو

[1] لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوّا) سے پیدا کیا اور (پھر) تمھاری ذاتیں اور برادریاں ٹھہرائیں تا کہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو ۱۲

مجمل فہرست مضامین اخلاق و ادب حصہ سوم کتاب الحقوق والفرائض

نمبر صفحہ	مضامین
	ہم بستر ہوتے وقت کون سی دعا مانگنی چاہیئے۔
۲۶۹	**آداب الولیمہ**
״	ولیمہ کرنے کا حکم
״	پیغمبر صاحب کے ولیمہ کی چند مثالیں
״	کون سا ولیمہ بہتر ہے اور کون سا بدتر
۲۷۰	ولیمہ وغیرہ کی دعوت کرنا مسنون ہے۔
״	بے بُلائے دعوت میں جانے والا چور ہے
״	بُرائی کی دعوت میں جانا منع ہے۔
۲۷۱	فاسقوں کی دعوۃ قبول کرنا ممنوع ہے
״	فاسق کسے کہتے ہیں
״	گناہ کبیرہ کے مفہوم متعین کرنے میں علماء کا اختلاف
״	کبیرہ گناہ کتنے ہیں اور اُن کی تفسیر
״	نکاح کی توضیح تشبیہ و استعارہ کے پیرائے میں
۲۷۲	**آداب عیادت مریض**
״	بیمار کی عیادت کرنے میں کیا حکمت ہے۔
״	عیادت کی منفعت عاجلہ
״	بیمار پُرسی کے فضائل
۲۷۳	عیادت کرنے والا بیمار کے پاس بیٹھ کر کیا کہے
۲۷۴	یہود و نصاریٰ کی عیادت کے بارے میں اسلام کی تعلیم
	قریب الموت کے پاس بیٹھنے والوں کے آداب
۲۷۵	تلقین کا ذکر
״	محتضر کے پاس بیٹھ کر جو دعا کی جاتی ہے فرشتے اُس پر آمین کہتے ہیں
۲۷۶	محتضر کے سامنے سورۂ یٰسین پڑھنے کی ترغیب اور یٰسین کی تخصیص کی وجہ

نمبر صفحہ	مضامین
۲۷۷	موت کو کبھی نیند اور کبھی بیداری سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کے ثبوت میں بہت سی ادبی مثالیں دونوں تشبیہوں میں کون سی تشبیہ زیادہ برجستہ ہے۔ فشار قبر اور حالات بعد مرگ کا عقلی ثبوت اور اس پر ایک نہایت زبردست بالکل نیا مضمون دنیا کی زندگی میں جاں کنی کا وقت بڑا نازک وقت ہے اور اس پر ایک نہایت عبرت ناک لکچر آدمی
۲۷۸	جس طرح زندگی میں کسی وقت مذہب سے مستغنی نہیں۔ اسی طرح جاں کنی کے وقت بھی مستغنی نہیں۔
״	موت کو ایک طرح کی نیند سمجھا جائے تو تلقین توحید اور توبہ اور یٰسین سنانا مناسب باتیں قریب الفہم ہو جاتی ہیں۔
״	جاں کنی کے وقت توبہ کا دستور کیسا ہے اور اس پر ایک معقول اور مدلل بحث
۲۷۹	**میت کے غسل اور تکفین کے آداب**
״	مردوں کو بیش قیمت کپڑوں میں دفنانا منع ہے اور
״	اس کی وجہ
״	مردوں کے کفنانے کے لیے کتنے کپڑے درکار ہوتے ہیں
۲۸۰	مصعب بن عمیر کا ایک عبرتناک تاریخی واقعہ فائدہ جدیدہ
״	عبدالرحمن بن عوف کی سرگزشت
۲۸۱	**جنازے کے ساتھ چلنے کے آداب**
״	فائدہ جدیدہ
۲۸۲	خاتمہ کتاب از طرف مصنف مدظلہ

تمت

مضامین	نمبر صفحہ

مفصل فہرست مضامین اخلاق و آداب حصہ سوم کتاب الحقوق و الفرائض

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

(مسلمانو!) اب ہم تمہارے دین
کو تمہارے لئے کامل کر چکے اور ہمنے تم پر
اپنا احسان پورا کر دیا اور ہم نے تمہارے لئے یہی دین اسلام کو پسند فرمایا

خدا کا شکر ہے کہ اسی کے فضل و توفیق سے نسخۂ لاجواب سعادت انتساب مفید ہر شیخ و شاب یعنی

حصہ سوم

الحقوق و الفرائض

مصنفہ

فاضل اجل جناب شمس العلماء ڈاکٹر مولوی حافظ نذیر احمد صاحب ایل ایل ڈی ادیل

حسب فرمائش مولوی بشیر الدین احمد صاحب خلف مصنف مرحوم و مغفور

دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں باہتمام ٹھاکر داس اینڈ سنز طبع ہوئی
۱۳۴۲ھ ۱۹۲۳ء